اردو نولز کلیکشن

Website

https://urdunovelscollection.com/

Whatsapp Channel

https://www.whatsapp.com/channel/0029VaEcPFVChq6Ho15o1E0Q

Youtube Channel

https://www.youtube.com/@urdunovelscollection1

Facebook Page

https://www.facebook.com/profile.php?id=61565379262101

Tiktok

https://www.tiktok.com/@urdu.novels1

اس جیسے اور اچھے نولز پڑھنے کے لئے سامنے
دیے گئے لنکس پے کلک کر کے ہماری ویب سائٹ
یا واٹس ایپ چینل جوائن کرلیں

نولز کے شارٹس ویڈیو سٹیٹس آپ ہمارے
Youtube , Facebook , Tiktok
پروفائلز سے حاصل کر سکتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اک دشمن جان سے پیارا

مکمل ناول (آئی بک)

اریج شاہ

oooooooo

عزت نے آہستہ سے لکڑی کا پرانا دروازہ کھولا تو اندر کی فضا میں ایک عجیب سی گھٹن پھیلی ہوئی تھی۔ کمرے میں ایک تیز بدبو تھی، شراب کی، جیسے کوئی پرانا زخم ہو جو روز مرہم کے بجائے نمک سے بھرا جاتا ہو۔ سامنے وہی منظر، جو عزت کے لیے نیا نہیں تھا —

www.urdunovelscollection.com

اس کا سوتیلا باپ، نشے میں دھت، دروازے کے پاس لڑکھڑاتا ہوا کھڑا تھا۔

اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں، چہرے پر پسینہ تھا اور چلنے کی سکت بھی باقی نہیں رہی تھی۔ عزت فوراً آگے بڑھی، اور دونوں بازوؤں سے اسے سہارا دینے کی کوشش کی۔ وہ بھاری جسم لیے، بے جان قدموں کے ساتھ بمشکل اندر داخل ہوا۔ عزت نے بڑی مشکل سے اسے چارپائی پر بٹھایا۔ وہ بڑبڑاتا رہا، گالی دیتا رہا، لیکن عزت نے کچھ نہیں کہا۔ وہ عادی ہو چکی تھی۔

روز کی یہی کہانی تھی۔

وہ شراب پیتا، باہر سڑکوں پر خوار ہوتا، اور پھر رات گئے یونہی نشے میں دھت گھر آتا۔ وہ نہ عزت کی پروا کرتا تھا، نہ خود کی۔ آخر کیوں کرتا؟ وہ تو اس کی سگی بیٹی تھی ہی نہیں۔ صرف ماں کی بیٹی تھی، جو چار سال پہلے اس دنیا سے جا چکی تھی۔ اب عزت ہی اس کے لیے کھانا بناتی تھی، کپڑے دھوتی، اور وقت پر دوا دیتی تھی۔ وہ جو کچھ کر رہی تھی، صرف ذمہ داری سمجھ کر کر رہی تھی۔ محبت؟ وہ لفظ تو کب کا مر چکا تھا۔

اس کا سوتیلا باپ ایک بڑے بنگلے کا واچ مین تھا، پر زندگی ایسی تھی جیسے خود فقیر ہو۔ کبھی کبھی جب وہ بنگلے پر جاتا تو عزت کو بھی ساتھ لے جاتا، کہ شاید وہاں کوئی کام نکل آئے۔ اور اگر عزت بنگلے کا کوئی کام کرتی تھی تو اسے فورا پیسے مل جاتے تھے ،جو

پتہ نہیں اس کا جواری باپ کہاں اڑتا تھا بنگلے کے مالک کا خاص نوکر اکثر چھوٹے موٹے کام کے لیے گھر کی عورتوں کی مدد مانگ لیتا تھا۔ کبھی صفائی، کبھی برتن، یا کپڑے۔کیونکہ کوئی بھی ملازمہ اس گھر میں دو دن سے زیادہ نہیں ٹکتی تھی عورت کا وجود دیکھتے ہی اس بنگلے کا مالک پاگل ہو جاتا تھا۔یہ تو شکر تھا کہ عزت کبھی اس کے سامنے ہی نہیں گئی تھی ورنہ پتہ نہیں اسے دیکھ کر وہ کس طرح سے ری ایکٹ کرتا

خیر عزت کو اُس بنگلے سے سخت نفرت تھی۔

وہ بنگلہ جتنا بڑا اور شاندار تھا، اس کا مالک اتنا ہی عجیب اور بے رُوح انسان تھا۔ باہر سے دیکھو تو وہ کسی فلمی ہیرو سے کم نہ لگتا۔لمبا قد، سفید رنگ، مہنگے کپڑے، مہنگی گاڑیاں، اور ہر وقت خوشبو میں بسا

رہتا۔ لیکن اندر سے وہ اتنا ہی کھوکھلا تھا۔ کھڑوس، سخت دل، مغرور اور بے حس۔اور قاتل۔۔۔۔۔ہاں وہ۔ قاتل۔ بھی تو تھا۔

اسے عورتوں سے خاص نفرت تھی، ملازموں سے تو جیسے وہ نفرت کرتا نہیں، انہیں کچھ سمجھتا ہی نہیں تھا۔ وہ اپنے پیر کی جوتی کو گھر کے ملازم سے زیادہ اہمیت دیتا تھا ہر وقت چڑچڑا، ہر وقت غصے میں۔ کوئی کام ذرا سا غلط ہو جائے تو آواز اتنی بلند کرتا جیسے کسی جرم کا ارتکاب ہو گیا ہو۔

عزت جب بھی وہاں جاتی، نظریں جھکائے، خاموش رہتی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر اُس شخص کی نظروں سے نظریں ٹکرا گئیں، تو ضرور کوئی نئی مصیبت اس کے حصے میں آئے گی۔اور ایسی مصیبتوں سے وہ دامن بچا کر ہی رکھتی تھی ۔

کل بنگلے میں بڑی پارٹی ہے، بڑے بڑے لوگ آئیں گے۔ "وہ " نشے میں دھندھی آواز میں بولا۔ "صاحب نے کہا تھا کہ تجھے بتا دوں، تجھے میرے ساتھ چلنا ہے۔ تھوڑا بہت کام کرے گی، تو صاحب ایک گھنٹے کا ہزار روپیہ دے گا۔ اور اگر کام اچھے سے کیا "تو زیادہ بھی مل سکتا ہے۔

میں کہیں نہیں جا رہی !سارا دن وہاں کام کر کے کمر توڑوں، اور " جو پیسے ملتے ہیں وہ تم جوئے میں ہار آتے ہو۔ تمہاری اس بے وقوفی کی وجہ سے ہم ہمیشہ مشکلوں میں رہتے ہیں "!وہ غصے سے اس کے پاس بیٹھتی اس کے جوتے اتارنے لگی، جیسے اس کے اندر ایک طوفان اٹھ رہا ہو۔

،چل ہٹ، منحوس "!وہ دھاڑتے ہوئے بولا"

" کبھی میں نے کبھی ؟ تُو ہوتی کون ہے مجھ سے حساب کتاب کرنے والی
تجھ سے حساب مانگا؟ کبھی تیری روٹیاں گنی؟ کبھی تیرے نوالے
گنے جو تُو اب میرے سامنے آ کر میرے فیصلوں پر اعتراض کر
"رہی ہے؟

، " گنتے ہو !ایک ایک نوالہ گنتے ہو، ایک ایک روٹی گن کر رکھتے
ہو !اور بے شک ساری زندگی گنتے رہو، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا !
لیکن میں ایسی محفل کا حصہ نہیں بنوں گی جہاں لوگ مجھے عجیب
نظروں سے دیکھتے ہیں۔"عزت کا دل غصے سے بھرا تھا، لیکن اس
نے تحمل سے کہا

تو کیا جانے وہاں کیا ہوتا ہے؟ تو تو ہمیشہ رسوئی کے دروازے " ، کے باہر کھڑی رہتی ہے۔ تجھے کیا پتا کہ ان محفلوں میں کیا چل رہا ہوتا ہے۔

ابا ان مردوں کی نظریں ٹھیک نہیں ہیں ،وہ بے بسی سے بولی تھی ۔

وہاں ایک سے بڑھ کر ایک حسین لڑکیاں آتی ہے عزت، وہاں بڑے بڑے لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ تجھے دیکھے اسی لیے خود کو حور پری سمجھنا چھوڑ دے اور تو صرف اپنے آپ کو بچانے کے لیے بہانے بنا رہی ہے! تاکہ تو جو وہاں کام نہ کرنا پڑے لیکن تجھے وہاں جانا ہو گا کیونکہ مجھے پیسوں کے ضرورت مجھے تجھے ، پالتا ہوں ،کھلاتا ہوں ایسے ہی نہیں اتا محنت کرنی پڑتی ہے "صرف

کام ہی کرنا ہے کسی کے سامنے جانے کی ضرورت کیا ہے تجھے وہ دوبارہ غصے میں بولا

عزت کی آنکھوں میں نمی تھی، جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہو، لیکن پھر ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئی۔

یہاں اگر اس کا اپنا باپ ہوتا تو بے شک ساری زندگی اس سے نفرت ہی کرتا لیکن اس بات پر اس کا خون غیرت سے ضرور کھولتا کہ کوئی اس کی بیٹی پر غلط نظر رکھتا ہے اس کے ذہن میں ان محفلوں کی سچائیاں گھوم رہی تھیں، وہ جانتی تھی کہ ان محفلوں میں کیا ہوتا ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ دروازے پر کھڑی رہ کر دیکھتی تھی۔

میں بہت کچھ جانتی ہوں ابا لیکن تم نہیں جانتے تم تو گیٹ کے " باہر کھڑے ہو، تمہیں کیا علم کہ اندر کیا ہوتا ہے !لیکن میں جانتی ہوں، کیونکہ میں وہ سب دیکھ چکی ہوں، وہ سب جان چکی ہوں"!

،بہانے مت بنا "!وہ لڑکھڑاتا ہوا بولا"

کان کھول کر سن لے، کل کی پارٹی آٹھ سے دس گھنٹے چلے گی، " اور اچھا خاصا مال ہاتھ لگے گا۔ تیاری کر، کل تجھے میرے ساتھ چلنا ہے!"

وہ لڑکھڑاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا، جیسے کوئی نشے میں دھت شخص اپنے فیصلے پر قائم ہو۔

عزت نے کھڑے ہو کر ایک لمحے کے لیے دروازے کی طرف دیکھا، اور پھر دھیرے سے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر رہ گئی۔ اس کے دل میں ایک عجیب سی بے بسی اور دکھ کا احساس تھا، جیسے وہ اس دنیا میں اپنی آواز نہیں اٹھا سکتی تھی۔

ooooooo

عزت کچن میں کھڑی تھی، ایک کے بعد ایک ملازم کھانے کی چیزیں لے کر آ رہا تھا۔ ہر طرف ہلچل تھی، لیکن عزت کی نظر کچن کے دروازے سے باہر کی محفل پر تھی۔

محفل میں بے شرم موسیقی کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں، اور شراب کے جام ہر طرف گھوم رہے تھے۔ لوگ بے فکر ہو کر ہنس

رہے تھے، باتیں کر رہے تھے، اور بیہودہ انداز میں ایک دوسرے سے قریب آ رہے تھے۔ عزت کی نظر ان لوگوں پر تھی جنہوں نے اپنے آپ کو مادی چیزوں میں کھو دیا تھا۔ ان کی باتوں میں کوئی وقار نہیں تھا، بس ایک بے ہودہ جوش تھا۔

وہ جانتی تھی کہ یہ سب کچھ نیا نہیں ہے۔ اس نے پہلے بھی ایسی محفلیں دیکھی تھیں، لیکن ہر بار اس کا دل بیزار ہو جاتا تھا۔ اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ یہ سب کچھ چھوڑ کر کہیں دور جا سکے، جہاں ایسا ماحول نہ ہو، لیکن وہ اس سے چھٹکارا نہیں پا سکتی تھی۔

یہ سب کچھ کچھ بھی نہیں، بس وقت کی فضولیات ہیں "،عزت " نے دل میں سوچا اور ایک گہری سانس لے کر اپنی توجہ دوبارہ کچن کے کاموں پر مرکوز کی۔

وہ بار بار کھانے کی ٹریوں کو ملازمین کو دیتی، اور وہ لوگ کھانا باہر بھیجتے جاتے۔ اس کی آنکھوں میں چمک نہیں تھی، بس ایک سرد اور بے جان سی کیفیت تھی۔ وہ صرف ایک چھوٹا سا کام کر رہی تھی، محض ان کی درخواستوں پر عمل کر رہی تھی، جیسے ایک روبات ہو جو بس کام کرے اور کسی بھی حقیقت سے انجان ہو۔

اس کا دل ان لوگوں سے بالکل مختلف تھا، لیکن وہ جانتی تھی کہ اس کا حصہ بنا ان کے درمیان ممکن نہیں تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ یہ محفل ختم ہو، لیکن اس کا جسم اور دماغ اس کے جذبات سے الگ کام کر رہے تھے۔

چلو، کوئی بات نہیں۔ کچھ دیر اور گزار لوں، پھر میں بھی جا سکوں "گی"...اور پھر ٹرے میں کھانے کی چیزیں رکھی، باہر بھیج دی، اور اپنے آپ کو تسلی دینے کی کوشش کی۔

○○○○○○○

گھر کا کونا کونا چمکا دو، کہیں پر بھی گندگی نظر نہ آئے ...ایسی صفائی " "!کرو کہ فرش میں اپنی شکل نظر آئے

ہیڈ ملازم نے زور دار آواز میں ہدایات دیتے ہوئے ارد گرد نظر دوڑائی۔ عزت خاموشی سے اپنا دوپٹہ درست کرتی، اپنے کام میں جت گئی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ گھر عام سا نہیں، یہاں چھوٹی سی کوتاہی بھی معاف نہیں ہوتی۔

www.urdunovelscollection.com

کئی گھنٹوں کی دوڑ دھوپ، جھاڑ پونچھ، کچن سے ہال تک بھاگ بھاگ کر سب کچھ سرو کرنا، وقت پر ہر ٹرے پہنچانا، کچھ بھی آسان نہ تھا۔ مگر عزت نے خاموشی سے سارا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا لیا تھا۔

جب آخری مہمان رخصت ہو گئے، اور موسیقی کی آواز بھی تھم گئی، تو وہ تھکی ہاری ایک طرف دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ پسینے سے شرابور پیشانی پر دوپٹہ رکھا ہی تھا کہ وہی ہیڈ ملازم واپس آیا۔

عزت یہ لو پندرہ ہزار روپے ہیں، آج تم نے بہت کام کیا ہے۔ ہر" چیز وقت پر، صاف ستھری، مہمان بھی خوش ...خاص طور پر زوراق

صاحب۔ انہوں نے خاص طور پر تمہارے کام کی تعریف کی ہے۔ "جلد ہی ایک اور پارٹی ہو گی، اور ہم تمہیں ہی بلائیں گے۔

وہ پارٹی اس پارٹی سے کافی زیادہ بڑی ہو گی ایک بہت بڑی ڈیل چل رہی ہے اگر زرواق صاحب اس ڈیل کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں ہی اس پارٹی کے انتظامات سنبھالنے کے لیے بلائیں گے اس سے زیادہ رقم ملے گی تمہیں

وہ پیسے اس کی طرف بڑھا ہی رہا تھا کہ اچانک کوئی ہاتھ درمیان میں آیا اور نوٹ جھپٹ لیے۔ عزت نے چونک کر دیکھا، یہ اس کا باپ تھا۔ وہ غصے سے چہرہ پھیر گئی تھی۔

www.urdunovelscollection.com

بہت بہت شکریہ صاحب جی، بہت مہربانی !آپ اگلی پارٹی میں بھی " میری بیٹی کو ہی بلائیے گا، بہت سمجھ دار ہے، سب سنبھال لیتی ہے"!یہ چھوٹے موٹے کام تو اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہیں، ہر فن مولا ہے میری بیٹی ،اس کا باپ ہاتھ جوڑتے ہوئے جھکے جا رہا تھا، اور عزت کا خون کھول رہا تھا۔

وہ صرف ایک سخت نظریں اس پر ڈال کر رہ گئی۔ دل تو چاہا کہ اس کے ہاتھ سے پیسے چھین لے،جو اس کے پورے دد گھنٹوں کی کمائی تھی اس کی کمر اکڑ گئی تھی پیچھے دس گھنٹوں سے ،اور اس کا باپ اس کی 10 گھنٹوں کی اس محنت کو جوت میں ساری رات اڑانے والا تھا اسی وقت اتنا غصہ آ رہا تھا کہ دل تو چاہ رہا تھا کچھ بول دے، کوئی شکوہ کر دے، مگر نہیں ...وہ جانتی تھی کہ یہاں کسی

باہر والے کے سامنے زبان کھولی تو تماشہ وہ بنے گی، شرمندگی اسے ہی اٹھانی پڑے گی۔

اس لیے خاموشی سے رخ موڑتی پیچھے کچن کی طرف بڑھ گئی ...جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو، لیکن دل میں ایک اور زخم تازہ ہو چکا تھا۔

○○○○○○○○

سارا کام تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ کھانے کی ٹرے، برتن، باقی سامان سب اپنی جگہ واپس رکھا جا چکا تھا۔ ہال کی روشنی گل ہو چکی تھی۔ گھر جیسے ایک گہری خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ عزت نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کچن کی آخری لائٹ بند کی اور دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

قدم آہستہ آہستہ اٹھ رہے تھے۔ اس کا دل بے چینی سے دھڑک رہا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اسے وقت سے پہلے یہاں سے نکلنا ہے۔ عارف بھائی جاتے جاتے کہہ گئے تھے، "*صاحب کو عورت کا وجود برداشت نہیں ... نکل جانا، وقت سے پہلے!"*

وہ دروازے کے قریب ہی پہنچی تھی کہ اچانک پیچھے سے کسی کے قدموں کی آواز آئی، بھاری، لڑکھڑاتے قدم۔ وہ پلٹی نہیں تھی، لیکن دل کی دھڑکن رکنے لگی تھی۔

" عارف ... لائٹ آن کرو!" ایک بھاری، نشے میں بوجھل آواز نے اندھیرے کو چیرتے ہوئے حکم دیا۔

عزت کی سانس اٹک گئی۔ یہ وہی تھا، زوراق زادران۔۔۔ "عورت کے وجود سے بھی نفرت کرنے والا شخص عارف نے کئی دفعہ اسے بتایا تھا کہ غلطی سے بھی صاحب کے سامنے مت جانا وہ عورت کو اپنے سامنے صرف ہوش میں برداشت کرتے ہیں نشے کی حالت میں ہرگز نہیں۔

اسے یاد تھا عارف کا سخت لہجہ، "صاحب کو گھر میں عورت کی موجودگی کا علم ہو گیا تو مصیبت بن جائے گا۔"وہ جانتی تھی کہ ہیڈ ملازم عارف چھپ کر اسے کام دیتا تھا کیونکہ اس کے باپ نے عارف کی منت کر رکھی تھی کہ کوئی بھی کام ہو تو اس کی بیٹی آ کر کر دیا کرے گی ، بلکہ وہ تو اس کے سامنے ہاتھ پیر جوڑتا یہ بھی کہتا تھا کہ غریب لوگ ہیں بڑی مشکل سے روٹی کھاتے ہیں ۔یقینا

عارف اس کی باقی سرگرمی سے واقف نہیں تھا اسی لیے اس کی مدد کر دیتا تھا۔

لیکن اب وہ یہاں تھی، اور سامنے والا اندھیرے میں کھڑا تھا، ایک قدم بھی آگے بڑھا تو وہ صاف نظر آ جائے گی۔ وہ چند لمحوں کی کشمکش کے بعد آخرکار دھیمے لہجے میں بولی

"...صاحب جی ...یہاں میں ہوں، عارف بھائی باہر چلے گئے ہیں"

آواز بہت دھیمی، بہت نرم تھی ...مگر یہ جانے بغیر کہ اس کی یہی نرمی، یہی لہجہ، سننے والے کے اندر کیا بھونچال پیدا کر گیا ہے۔

اندھیرے میں کچھ لمحے خاموشی چھا گئی۔ عزت کی انگلیاں کانپنے لگیں، دل جیسے سینے سے باہر آ جائے گا۔

www.urdunovelscollection.com

ابھی وہ جملہ اس کے لبوں سے مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ زوراق نے غصے میں اندھیرے کو چیرتا ہوا برق رفتاری سے اس کی طرف قدم بڑھایا۔ وہ کچھ سمجھ پاتی، اس سے پہلے ہی اس کے مضبوط ہاتھ اس کے نازک گلے کو دبوچ چکے تھے۔

!...دھڑاک

ایک لمحے میں اس نے عزت کو دیوار سے دے مارا۔ عزت کا سر پیچھے لگنے سے ایک ہلکی سی چیخ اس کے لبوں سے نکلی، لیکن آواز وہیں دب گئی۔

"!تیری ہمت کیسے ہوئی میرے سامنے آنے کی؟"

اس کی آواز میں زہر گھلا تھا، جیسے لفظ نہیں، خنجر تھے۔

"!پھر سے آ گئی؟ میں نے کہا تھا ...دفع ہو جا میری نظروں سے"

وہ غرایا، ہاتھوں کی گرفت مزید سخت ہوئی۔

میں تجھے جان سے مار ڈالوں گا ...تو گھٹیا، بے غیرت عورت ... آسانی"
"!سے نہیں مرے گی

وہ پاگلوں کی طرح دہاڑ رہا تھا، جیسے سارا زہر برسوں سے اس کے
سینے میں بھرا ہو، اور اب ابل رہا ہو۔

تو نے میرا دل برباد کیا ...میری روح جلا دی ...اب ہر بار زندہ ہو"
"!کر آتی ہے...؟ میں تجھے ہر بار ماروں گا ...ہر بار

اس کے الفاظ تیز دھار چاقو کی مانند تھے۔

عزت کا چہرہ پیلا پڑ چکا تھا، سانسیں گھٹنے لگی تھیں۔ آواز جیسے بند ہو گئی تھی۔ وہ صرف اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی ...خاموشی سے ...اذیت، بے بسی، اور وہ درد جو چیخنا چاہتا تھا لیکن زبان نہ پا سکا۔

...اس لمحے وہ صرف ایک کمزور سی لڑکی تھی

صاحب !چھوڑ دیجیے ...زوراق صاحب، ہوش میں آیئے !یہ ...یہ "!علیشبہ نہیں ہے ... علیشبہ مر چکی ہے

عارف تقریباً چیختا ہوا زوراق کو پیچھے کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ لیکن زوراق کی گرفت میں ذرا سی بھی نرمی نہیں آئی تھی۔ عزت

کا گلا اس کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا جیسے وہ کوئی زندگی نہیں، ماضی کا عذاب ہو جسے وہ ختم کر دینا چاہتا ہو۔

چھوڑ دو صاحب !خدا کا واسطہ ہے "!عارف نے زور سے اس کے " بازو پکڑ کر پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی، لیکن اس کا جنون حد سے بڑھ چکا تھا۔

تبھی دروازے کی طرف سے بھاگتا ہوا عزت کا باپ نمودار ہوا۔ وہ گرتا پڑتا اپنی بیٹی تک پہنچا، "صاحب !چھوڑ دیجیے !یہ میری بیٹی "ہے ...میرا آخری سہارا ہے ...اسے کچھ ہو گیا تو میں جیوں گا کیسے؟

اس کی آواز روتے ہوئے لرز رہی تھی، اور ہاتھ جوڑ کر وہ زوراق کے قدموں میں گرا پڑا، "ہم غریب لوگ ہیں صاحب ...کیا کیا ہے ہم نے آپ کا؟ کیوں اتنا غضب نازل کر رہے ہیں؟ رحم کریں!"

عارف نے بڑی مشکل سے زوراق کو پیچھے دھکیلا، اور عزت کے باپ نے کانپتے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو سینے سے لگا لیا، "جاؤ یہاں سے، نکلو فوراً!" عارف نے سخت لہجے میں کہا۔

"ابا..." عزت کی آواز رو رو کر ٹوٹ رہی تھی، "صاحب پاگل ہو گئے تھے ...وہ مجھے جان سے مارنے والے تھے ...میرا گلا دبا رہے تھے، میں سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی..."

اس کا باپ بغیر کچھ بولے بس اسے مضبوطی سے تھامے وہاں سے لے جانے لگا۔ عزت کا جسم کانپ رہا تھا، اس کی پلکوں پر آنسو جمے ہوئے تھے، اور دل کی دھڑکن بے قابو ہو چکی تھی۔

وہ ڈر گئی تھی ...بہت زیادہ۔

وہ چہرہ ...زوراق کا چہرہ ...اندھیرے میں بھی وہ صاف نظر آیا تھا۔

اور اب وہی چہرہ ہر رات خوابوں میں اس کا پیچھا کرنے والا تھا۔

اس رات اس نے صرف سانس نہیں بچائی تھی، اپنے اندر کچھ اور بھی دفن کر دیا تھا — وہ ہمت، وہ اعتماد، وہ سکون ...سب کچھ۔ ،وہ بہت زیادہ ڈر گئی تھی ، اور یہ ڈر صرف ایک شخص

زوراق زردان کا تھا۔

○○○○○○○

صبح کے ساڑھے نو بجے تھے۔ زوراق زردان کی شاندار کوٹھی کی سیڑھیاں اس کے غرور کی جیتی جاگتی تصویر تھیں۔ نیچے سے اوپر جاتی ہوئی ہر اینٹ جیسے چیخ چیخ کر بتا رہی تھی کہ یہاں ایک ایسا شخص رہتا ہے، جس کے لیے اپنی ذات ہی سب کچھ ہے۔

وہ ساٹن کے سیاہ باتھ گاؤن میں ملبوس، بکھرے بالوں اور سرخ آنکھوں کے ساتھ، چہرے پر شب کی تھکن لیے آہستہ آہستہ نیچے آیا۔ اس کی چال میں خودپسندی تھی، غرور تھا۔ شراب اب بھی رگوں میں دوڑ رہی تھی، مگر اتنا ہوش آ چکا تھا کہ غصہ اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا۔

عارف "!لاؤنج میں قدم رکھتے ہی اُس کی آواز گونجی نہیں، بلکہ " جیسے دھماکہ ہوا ہو۔ تمام ملازم سہم گئے، چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ عارف ہڑبڑاتا ہوا سامنے آیا۔

کل رات میرے بنگلے میں کوئی عورت ...کوئی لڑکی تھی؟ "اس کے " لہجے میں نفرت در آئی۔ جیسے عورت کا ذکر بھی اس کے لیے توہین کے مترادف ہو۔

سر ...وہ واچ مین کی بیٹی تھی، جو پارٹی کے اسٹاف میں شامل تھی۔ " "بہت ہجوم تھا ...آپ نے جاتے جاتے اسے دیکھ لیا تھا شاید۔

چُپ "!زوراق کی آواز سے پورا ماحول لرز گیا۔ عارف کی زبان بند " ہو گئی۔

اردو نولز کلیکشن

Website

https://urdunovelscollection.com/

Whatsapp Channel

https://www.whatsapp.com/channel/0029VaEcPFVChq6Ho15o1E0Q

Youtube Channel

https://www.youtube.com/@urdunovelscollection1

Facebook Page

https://www.facebook.com/profile.php?id=61565379262101

Tiktok

https://www.tiktok.com/@urdu.novels1

اس جیسے اور اچھے نولز پڑھنے کے لئے سامنے
دیے گئے لنکس پے کلک کر کے ہماری ویب سائٹ
یا واٹس اپپ چینل جوائن کرلیں

نولز کے شارٹس ویڈیو سٹیٹس آپ ہمارے

Youtube , Facebook , Tiktok

پروفائلز سے حاصل کرسکتے ہیں

میری اجازت کے بغیر، میرے گھر میں عورت؟ کیا بھول گئے ہو " پچھلے سال جب تمہاری خالہ شہناز بی بی نے میری مرضی کے خلاف اس دروازے پے قدم رکھا تھا، تو میں نے انھیں ہمیشہ کے لیے نکال دیا تھا؟

جب بھی تم۔ جانتے ہو، کیونکہ عورت کے وجود سے مجھے نفرت ہے"!عارف کی پلکیں لرزنے لگیں۔ وہ منظر آج بھی اس کے ذہن میں نقش تھا۔ اس کی سگی خالہ کو جس بے رحمی سے زوراق نے نکالا تھا، پورے شہر کو پتا تھا۔زوراق کی انگلیاں اپنی پیشانی تک گئیں۔ **جیسے یادداشت کی دھند چھٹ رہی ہو۔**

وہ لڑکی ...اُس کا چہرہ ...میں نے ...میں نے اُس کا گلا دبایا تھا؟" آواز " میں کوئی پچھتاوا نہ تھا، صرف حیرانی، جیسے وہ سوچ رہا ہو کہ کیا وہ زندہ بچ گئی؟

—سر ...وہ بہت خوفزدہ ہے۔ شاید وہ آپ کے خلاف کچھ کر دے"
"

عارف "!زوراق نے جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑا۔"

میرے گھر میں عورت بلا کر، تم مجھے سمجھا رہے ہو؟ اُس نوکر کو" بھول گئے جسے اپنی معمولی ناپسندیدگی پر میں نے مار دیا تھا؟ تمھیں "لگتا ہے یہ لڑکی میرے لیے خطرہ بن سکتی ہے؟

www.urdunovelscollection.com

عارف کی سانسیں رک گئیں۔ وہ لمحہ یاد آ گیا جب ایک ادنیٰ گستاخی پر زوراق نے نوکر کو مار دیا تھا، اور خبر تک نہ پھیلی۔ پیسہ، طاقت، سب چُپ کروا دیا کرتا ہے۔

یاد رکھو، میرے گھر میں عورت صرف میرے حکم سے آئے گی۔ "

"اور جو میرے اصول توڑے گا، اس کا انجام مختلف نہیں ہو گا۔

وہ قدم بڑھاتے ہوئے لاؤنج سے باہر نکلا۔ ملازم فوراً اخبار اور ٹھنڈا نیمبو پانی لے آیا، تاکہ وہ رات کی تلخ باقیات سے نجات پا سکے۔

یہ بنگلہ ...ہر زاویہ، ہر دیوار، اس کی شان کا پتہ دیتی تھی۔ مہنگے قالین، جگمگاتی تصاویر، سنہری فریمز، خودکار سسٹمز ،یہ سب بتاتے تھے کہ یہ کسی عام انسان کا گھر نہیں، زوراق زادران کا قلعہ ہے۔

اور اس قلعے میں عورت ...خاص کر عزت جیسی لڑکی کا قدم رکھنا، اس کے اصولوں کی خلاف ورزی تھی۔

○○○○○○○

عزت کا دل ابھی تک دھڑک رہا تھا، جیسے کوئی خطرہ ابھی بھی قریب ہو۔وہ کمرے کے ایک کونے میں بیٹھی تھی، آنکھیں سرخ، چہرہ زرد، اور ہاتھوں میں کپکپی تھی۔ رات کا وہ لمحہ بار بار یاد آ رہا تھا، جب زوراق زدران کا ہاتھ اس کے گلے تک پہنچا تھا۔

اگر وہ اُس وقت کچھ اور کر بیٹھتا تو؟"وہ مرد تھا نشے میں تھا،وہ " اعتبار کے لائق تو نہیں تھا ۔اور وہ اس کے ساتھ اس کے گھر میں بالکل تن تنہا تھی ،اس کے باپ کو تو اس کا ہوش تک نہیں تھا اور

نہ ہی اس نے اندر جھانک کر اسے دیکھنا تھا۔یہ سوچ ہی اس کے دل کو ہر لمحے ہلا دیتی تھی۔

مگر نہیں ...اُس کی آنکھوں میں کچھ اور تھا...

وہ نشے میں ضرور تھا، ہوش میں نہیں تھا، لیکن اس کی نظروں میں ہوس نہیں تھی۔

بس غصہ تھا...اور وہ غصہ بھی شاید عورت ذات سے تھا، عزت سے نہیں۔

"اگر وہ برا آدمی ہوتا، تو میں آج یہاں نہ ہوتی۔"

یہ خیال اس نے خود کو تسلی دینے کے لیے سوچا۔

لیکن اس کا دل اب بھی سہما ہوا تھا۔ صبح سے اس کا باپ گھر نہیں آیا تھا۔

ویسے بھی کب ہوتا ہے؟ اُس کا کام ہی کیا ہے ...جوا کھیلنا، ادھر "
"ادھر کے لوگوں میں پیسے لٹانا۔

عزت کو اس سے کوئی امید نہیں تھی۔

اسے تو بچپن سے ہی خود ہی سنبھلنا پڑا تھا۔ ماں مر چکی تھی،
اور سوتیلا باپ جیسے زندہ ہو کر بھی مر چکا تھا۔

کل رات جو ہوا ...وہ تو کسی خواب جیسا تھا ...یا شاید ڈراؤنا "
خواب"!زوراق کا غصہ، اس کی آنکھیں، اس کی سخت آواز ...سب کچھ اب بھی اس کے کانوں میں گونج رہا تھا۔

www.urdunovelscollection.com

بس عزت ... بھول جا یہ سب کچھ۔ کام ختم، بس ختم۔"اس نے " خود کو سمجھایا، لیکن دل ماننے کو تیار نہیں تھا۔

اس نے دل میں پکا فیصلہ کر لیا تھا۔ اب وہ دوبارہ کبھی اُس بنگلے میں نہیں جائے گی۔

چاہے کچھ بھی ہو جائے، چاہے موت بھی آ جائے، وہ اُس در سے واپس نہیں مڑے گی۔

کل رات جو ہوا، وہ کافی تھا ...زندگی بھر کے لیے سبق دے گیا تھا۔

کل رات کام کے بدلے میں جو کچھ رقم ملی تھی، وہ بھی کل رات ہی باپ کے ہاتھ لگ گئی۔

کہاں اُڑائی؟ کیسے اُڑائی؟ عزت کو کچھ پتہ نہیں تھا۔

اب وہ صرف یہی جانتی تھی کہ پیسے کا کوئی فائدہ نہیں تھا، کیونکہ جو کچھ اُس رات اس کے ساتھ ہوا تھا، وہ اس پیسے سے کہیں زیادہ قیمتی تھا۔

،اس نے خود کو بار بار یہی کہا

" پیسے بھی آئیں گے، کام بھی ہو جائے گا ...بس دوبارہ اُس در پر قدم نہیں رکھنا۔"

وہ اٹھ کر کچن کی طرف بڑھی اور اپنی سوچوں کو ایک طرف دھکیلنے کی کوشش کرتی ہے۔

ناشتہ بنانا تھا، خود کو سنبھالنا تھا، لیکن یہ سب اتنا آسان نہیں تھا۔دل میں چلتی جنگ کو وہ نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

یادیں، خیالات، اور وہ رات ...سب کچھ جیسے اس کے ذہن کی گلیوں میں گونج رہا تھا۔

کچن میں قدم رکھتے ہی، اس نے اپنے آپ کو ہمت دینے کی کوشش کی۔

بس، اب یہ سب کچھ ماضی بن جائے گا "، وہ خود کو تسلی دینے " کی کوشش کرتی رہی۔

لیکن دل کی دھڑکنوں میں، وہ کبھی نہ ختم ہونے والی کیفیت اُبھر رہی تھی۔

کچن میں چمچوں کی آواز کے ساتھ، وہ اپنے دماغ کو ساکت کرنے کی کوشش کرتی رہی، لیکن اس رات کا منظر اور اس کا درد اُسے مسلسل ستا رہا تھا۔

ooooooo

زوراق زدران کا کمرہ اس کے آفیس کے سب سے الگ تھلگ کونے میں تھا، جیسے وہ عمارت کی بلند ترین چوٹی ہو جہاں تک پہنچنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ کمرے کا دروازہ ہمیشہ بند رہتا تھا، اور

اس کے اندر کوئی بھی بغیر اجازت نہیں آ سکتا تھا۔ اندر داخل ہونے کا مطلب تھا اس کی تقدیر کا ایک نیا رخ۔

کمرہ انتہائی شاندار تھا—ایک بڑی سی میز، چمکدار سیاہ جلد کی کرسیاں، اور ساری دیواریں شیشے سے بنی ہوئی تھیں جن سے نیچے پورا شہر نظر آتا تھا۔

دیواروں پر رنگین اور سیاہ و سفید تصاویر آویزاں تھیں، جن میں سے ہر ایک تصویر اس کی کامیابی اور طاقت کی داستان سنا رہی تھی۔ بزنس کی دنیا میں پچھلے 10 سالوں سے وہ کہیں آورڈز اپنے نام کرچکا تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں، ایک بڑی سی کتابوں کی شیلف تھی جس میں کاروبار، سیاست، اور قانون سے متعلق کتابیں

رکھی گئی تھیں۔ ایک طرف ایک چھوٹا سا بار بھی تھا جہاں وہ اپنے

،پسندیدہ مشروبات رکھتا تھا

کمرے کی فضاء میں سکون کی ایک خاص قسم کی کیفیت تھی، جیسے ہر چیز مکمل ہو، مگر دل میں ایک لامتناہی خالی پن تھا، جو اس کی شخصیت کے ساتھ جڑا تھا۔

کمرے کا دروازہ دھیرے سے کھلا تھا۔ کانپتا ہوا ملازم اندر داخل ہوا، سر جھکائے، نظریں نیچی کیے۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے قدموں کا آخری مقصد کیا ہو سکتا ہے، اور ان سے جتنا ہو سکے جلدی نکلنا چاہتا تھا۔

"سر، میٹنگ ہے، آپ کو "ملازم کی آواز میں لرزہ تھا، مگر اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی زوراق کی سرد اور پراثر آواز گونج اُٹھی۔

"تین منٹ لیٹ ہیں وہ لوگ۔ "زوراق کی آواز اتنی ٹھنڈی تھی کہ جیسے برف کا ٹکڑا کسی نے اس کے دل میں رکھ دیا ہو۔

"میری زندگی میں تین منٹ بھی بہت اہمیت رکھتے ہیں، تمہیں شاید نہیں پتہ۔"وہ ایک لمحہ رکا، پھر اس نے اپنے ہاتھ سے کمپیوٹر کی کی بورڈ پر حرکت دی، جیسے وہ سب کچھ بنا کسی تشویش کے کر رہا ہو۔

www.urdunovelscollection.com

میں اپنا ایک لمحہ بھی کسی پر ضائع نہیں کروں گا۔ "اس کی آواز " میں بے حد سنگینی تھی، اور پھر وہ سر جھکائے ملازم کی طرف دیکھا، جیسے اس کا جملہ پہلے ہی کافی تھا۔

ملازم کی سانسیں رکی ہوئی تھیں، اور وہ اب تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کی جلدبازی میں جیسے کوئی اور ہی وجہ تھی ،وہ یہ نہیں جاننا چاہتا تھا کہ اگلے لمحے کیا ہونے والا تھا۔

زوراق کا کمرہ، اس کی دنیا کی طرح، مکمل طور پر اس کے کنٹرول میں تھا۔ جہاں کسی کو اس کی اجازت کے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی، اور ہر لمحہ اس کی نظر میں بہت قیمتی تھا۔

○○○○○

فلور پر مہنگے ترین ٹائلز بچھے تھے۔ سامنے کا پورا حصہ شیشے کا تھا، جہاں سے شہر کی مصروف ترین شاہراہ صاف دکھائی دیتی تھی۔ کانفرنس ٹیبل کے گرد مہنگے لیذر چیئرز پر چند لوگ بیٹھے تھے، اور ماحول میں خاموشی کی ایک دبیز تہہ چھائی ہوئی تھی۔ سب کی نظریں بار بار دروازے کی طرف جا رہی تھیں۔

اچانک دروازہ کھلا اور ایک مہنگے پرفیوم کی خوشبو کے ساتھ عروسہ ملک نے انٹری دی۔

دراز قد، بال سلیقے سے سنورے ہوئے، برانڈڈ وائٹ سلک شرٹ اور سکن ٹائٹ جینز، اور ہاتھ میں جدید ترین فون۔ ہیلز کی چاپ پورے روم میں گونج رہی تھی۔

جیسے ہی وہ اندر آئی، زوراق کا مینیجر فوراً کھڑا ہو گیا۔ اس کی چال میں گھمنڈ تھا اور نگاہوں میں حکم، وہ جانتی تھی کہ آج بھی سب اسی کے مطابق چلے گا۔ ابھی وہ اپنی سیٹ کی طرف بڑھ ہی رہی تھی کہ مینیجر نے نرمی سے لیکن پوری سنجیدگی سے کہا۔

میم ...سر کی طرف سے آرڈر ہے ...آج کی میٹنگ کینسل ہو چکی " ہے۔"عروسہ ایک پل کو رُکی، جیسے اس کے کانوں نے غلط سنا ہو۔ پھر ایک ہلکی ہنسی اس کے ہونٹوں پر رینگ گئی۔

"کیا مطلب؟ کیوں؟"

"آپ تین منٹ لیٹ ہیں، میم ...اور سر کہتے ہیں اُن کی زندگی کا ہر لمحہ قیمتی ہے۔ تین منٹ کی تاخیر بھی اُن کے اصولوں کے خلاف ہے۔"

عروسہ نے اپنے چشمے آنکھوں سے اتارے، اور آہستہ سے میز پر رکھے۔

"اوہ واو ... تین منٹ ...واقعی؟"اس نے قدم پیچھے لے کر قہقہہ لگایا، مگر آنکھوں میں جلتی چنگاریاں کسی طوفان کا پتا دے رہی تھیں۔

"مجھے لگا تھا یہ بزنس ڈیل ہے، کوئی امتحان کا کمرہ نہیں ...وقت کا اس لیول کا حساب؟ تین منٹ؟"سس نے اپنی پرس کی چین کو جھٹکے سے کاندھے پر پھینکا اور مینیجر کے قریب آ گئی۔

جاؤ، اُس زوراق زدران کو کہہ دینا ... عروسہ ملک کسی گھڑی کی قید "
!میں نہیں آتی !میں جس وقت آؤں، وہی صحیح وقت ہوتا ہے

مینیجر نے لب بھینچے، لیکن ادب سے بولا"

میم، ہم سب اُن کے ماتحت ہیں ...اور اُن کا اصول ہے کہ جو "
شخص وقت کو اہمیت نہیں دیتا، وہ معاہدوں کی قدر بھی نہیں
"کرتا۔

،خیر چھوڑو"!عروسہ غصے میں تن کر کھڑی ہو گئی"

مجھے لگا تھا میں کسی پروفیشنل شخص سے ملنے آئی ہوں ... لیکن یہاں "
تو خود کو خدا سمجھنے والے بیٹھے ہیں"!خیر ایسے لوگوں کو میں خود

دیکھ سکتی ہوں ۔ وہ تیزی سے پلٹی اور باہر کی طرف بڑھنے لگی،

، لیکن مینیجر اس کے راستے میں آگیا

مجھے اس سے ملنا ہے میں بھی تو دیکھوں ایسی کون سی ٹوپ چیز ہے

تمہارا باس وہ ،بے حد غصے سے بولی تھی ۔

تم لوگ یہیں پر بیٹھو میں اس سر پھیرے کو لے کر آتی ہوں

میٹنگ آج ہی ہوگی ابھی ہوگی ۔اس نے جیسے حکم دیا تھا۔

بلاؤ اسے۔۔۔ 'وہ غصے سے پاگل ہو رہی تھی ۔

میم، سر کی ہدایت ہے — تین منٹ کی تاخیر، اور میٹنگ "

کینسل۔"عروسہ کی آنکھوں کا رنگ پل میں بدل گیا۔ قہقہہ لگانے

www.urdunovelscollection.com

والی لڑکی کے لب اب سخت ہو چکے تھے، اور چہرے پر واضح تحقیر تھی۔

اوہ تو اب میٹنگز گھڑی کی سوئیاں گن کر ہوتی ہیں؟"اس نے ایک" قدم آگے بڑھایا اور انگلی اٹھا کر مینیجر کے چہرے کی طرف اشارہ کیا

یہ"سن لو !میں عروسہ ملک ہوں ...اور میرا ابھی وقت قیمتی ہے۔ میں "!بار بار کسی کے دروازے پر دستک نہیں دیتی

اس نے گردن اکڑا کر چاروں طرف دیکھا، جیسے پوری بلڈنگ کو مخاطب کر رہی ہو۔

" تمہارے باس کی زندگی میں اگر تین منٹ کی اہمیت ہے تو مجھے بھی بار بار آنے کی عادت نہیں۔ لیکن آج مجھے اُس سے ملنا ہے، اور ابھی ...اسی وقت!"

میم پلیز ...اُن کا آفس پرائیویٹ ہے، وہاں بغیر اپائنٹمنٹ کوئی—" ، وہ تیزی سے باہر نکل رہی تھی جب وہ اس کے پیچھے آیا"

شٹ اپ"!عروسہ نے غصے سے اس کی بات کاٹ دی۔ "

تم جیسے لوگ صرف 'پلیز 'اور 'سوری 'کی ڈیوٹی پر رکھے جاتے ہو۔" اب ہٹو میرے راستے سے!"

اس نے اپنا بیگ کندھے پر اچھالا، شیشے کی اونچی ایڑیوں کی ٹک ٹک گونجی، اور وہ تیزی سے زوراق زدران کے پرسنل آفس کی طرف چل پڑی۔

کسی بھی اسٹاف ممبر کو ہمت نہ ہوئی کہ اُسے روکے۔

اس کا ہر قدم بتا رہا تھا کہ وہ ہار ماننے والی نہیں ہے۔ اُس کے چہرے پر واضح لکھا تھا

"!تمہارے اصول اپنی جگہ، میری انا اپنی جگہ"

اب وہ اُس دروازے کے قریب تھی ...جسے بغیر اجازت کھولنے کا حق شاید کسی کو نہیں تھا۔

اور اگلا لمحہ؟ دروازہ ... عروسہ کے ہاتھوں سے ... کھل چکا تھا۔

ooooooo

عروسہ نے دروازہ دھکیل کر اندر قدم رکھا۔

اندر کا ماحول ... مکمل خاموشی، گھمبیر سنّاٹا، اور وقار۔ہر چیز مہنگی، ہر شے شاہانہ۔کمرے کے وسط میں شیشے کی بھاری ٹیبلس کے پیچھے اونچی بیک والی چیئر پر زوراق زدران بیٹھا تھا ، ایک ہاتھ گھڑی کے ڈائل پر، دوسرا انگلیوں سے میز پر ہلکی ٹک ٹک۔سفید شرٹ کی آستینیں کہنی تک مڑی ہوئی تھیں، آنکھوں میں وہی پرانا غرور بے حد پرفیکٹ اور کسی جذبے سے عاری۔

دروازے کی آواز پر اس نے ہلکا سا سر اٹھایا۔

www.urdunovelscollection.com

ایک نظر، بس ایک ...عروسہ پر ڈال کر، دوبارہ نگاہ نیچے گھڑی پر گرا دی۔

چار منٹ اٹھائیس سیکنڈ"...اس نے سرد آواز میں کہا، جیسے اسے " سامنے کھڑی لڑکی سے نہیں، وقت سے بات کرنی ہو۔

"—عروسہ اکڑ کر اندر آئی، "مسٹر زدران، میں

وہیں رُک جاؤ"!زوراق کی آواز ایک دم کمرے میں گونجی۔"

تم نے دو بار حدود توڑی ہیں۔ پہلے وقت، پھر میرے آفس کا " دروازہ، تمہیں اندازہ بھی ہے یہ جگہ ...کس کی ہے؟"اس کی گمبھیر آواز پر عروسہ کا سانس پھول سا گیا۔

مگر وہ ایسی نا تھی جو ڈر جائے۔

" اور آپ نے تین منٹ کے لیے بزنس ڈیل کھو دی"!اس نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

" میں وہ نہیں جو دروازے پر کھڑی رہے۔ آپ جیسے باسز ہوتے رہتے ہیں، عروسہ ملک ایک ہی ہے"!زوراق کے ہونٹوں پر ایک تلخ سا تبسم ابھرا۔

" شاید تم بھول رہی ہو، یہ وہ جگہ ہے ...جہاں تمہارا نام داخل ہونے کے قابل بھی نہیں۔"

اس کی آواز گمبھیر تھی، مگر آنکھوں میں عجیب سا مشاہدہ، جیسے وہ اس لڑکی کو صرف مخاطب نہیں کر رہا تھا، پرکھ رہا تھا۔

میں نے کہا نا، مجھے آج ملنا ہے،یہ ڈیل ہو گی اور ہر قیمت پر ہو گی

" ،اب سوال میری انا کا ہے "!...عروسہ نے پھر گردن اکڑائی

تم کوئی بزنس مین نہیں بلکہ ایک ضدی سی بچی ہو ۔زوراق نے

کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

بیٹھو۔ تین منٹ لیٹ ہو ...تو اب تین منٹ ہی ہیں اگر اگلے تین "

منٹ میں تم نے مجھے متاثر نہ کیا ...تو ہمیشہ کے لیے یہ دروازہ تم پر

"بند ہو جائے گا۔

"Mr. Zaraq Zadran...

"تین منٹ کی لیٹ آنے پر ڈیل ختم؟ تم خود کو سمجھتے کیا ہو؟

زوراق نے نظریں اٹھا کر دیکھا — ایک پل کو خاموشی رہی۔ پھر وہ کرسی سے سیدھا ہو بیٹھا، اور چہرے پر چٹان جیسا سکون اور آنکھوں میں گہری نفرت لیے بولا

"میں وہ ہوں جو وقت کے ایک ایک لمحے کو خرید سکتا ہے۔ اور تم ...تم صرف ایک لیٹ کلائنٹ ہو۔میرے ساتھ ڈیل کوئی تمہاری انٹرٹیمنٹ نہیں ہے جو اپنے باپ سے شرط لگا کر تم جیت جاؤ گی"

عروسہ کا غرور تلملا اٹھا۔وہ تو اندر کی بھی ساری باتیں جانتا تھا ۔وہ غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی ۔

"تم جیسے مردوں کو میں جوتے کی نوک پر رکھتی ہوں۔ تم نے شاید غلط لڑکی سے پنگا لے لیا ہے۔"

— وہ ہنسا نہیں، صرف ہونٹوں پر ایک سرد جنبش آئی

میں مرد کو اس کی حد میں رکھنا جانتی ہوں ،میں یہاں صرف تمہیں ، دیکھنے آئی تھی جاننے آئی تھی کیا ہے تم چیز کیا ہو

اور تم نے شاید وہ مرد دیکھ لیا ہے جو عورت کو صرف اُس کی حد " میں دیکھنا جانتا ہے۔"میری حدوں کو تولنا چھوڑ دو اور اپنے باپ کو کہہ دو کہ خواب دیکھنا چھوڑ دے تم جیسی لڑکی میری چوز نہیں، نفرت ہے مجھے تم جیسی لڑکیوں سے میں میں کسی حد میں آنے والوں میں سے نہیں ہوں۔"اپنے باپ کو کہنا اگلی دفعہ کچھ اور تیری کا ازمائے

دروازہ کھلا ہے۔"اس نے آنکھوں سے باہر کی طرف اشارہ کیا۔

عروسہ کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔ اس کا خون کھول اٹھا تھا۔ مگر وہ پلٹی نہیں، بلکہ مزید دو قدم اس کی میز کے قریب آ گئی۔

سنو زوراق ...تمہارے جیسے لوگ میرے ہاتھوں برباد ہوئے ہیں، " میں کوئی عام لڑکی نہیں ہوں۔ میں وہ لڑکی ہوں جو بادشاہوں کے تاج اتارنا جانتی ہے۔"تم مجھے ٹھکرا نہیں سکتے ، ٹھکرانے کا حق صرف عروسہ ملک رکھتی ہے ۔

اب تم جا سکتی ہو۔"اس نے دروازے کی جانب اشارہ کیا۔"

میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں زوراق زدران ،عروسہ ملک سے پنگا " تمہیں بہت مہنگا پڑے گا ،وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولی تو اس کے لبوں کے کنارے ہلکے سے مسکرائے تھے ۔

○○○○○○○○

رات کی تاریکی گہری ہو چکی تھی، شہر کے جس حصے میں عزت کا باپ اکثر جوا کھیلنے جاتا تھا، وہاں کی گلیاں سنسان اور ہو کا عالم پیش کر رہی تھیں۔

عجیب غلاظت بھرا ماحول تھا جہاں اس کا باپ اکثر اتا تھا۔ پان اور سگریٹ کی بو سے بھرے اس تنگ و تاریک کمرے میں،جہاں وہ اپنی محنت کی کمائی کو دونوں ہاتھوں سے اڑاتا تھا بلکہ صرف اپنی ہی نہیں عزت کی محنت کی کمائی بھی ۔

وہ پھر ایک بار 15 ہزار روپے جوئے میں ہار چکا تھا۔ ہاتھوں سے پسینہ بہتا جا رہا تھا، ماتھے پر بل اور ہونٹوں پر گالیاں تھیں، لیکن

ہار ماننے کا حوصلہ اس میں کبھی رہا ہی نہیں تھا۔اس وقت بھی وہ اس حرام کام میں پوری طرح سے ڈوبا ہوا تھا۔

بس آخری بازی ...اگلی بار قسمت ضرور ساتھ دے گی "...وہ بڑبڑایا اور خالی جیب ٹٹول کر باہر نکلنے لگا۔لیکن اب اس جیب سے کچھ نہیں نکلنا تھا۔

ابھی وہ اس سنسان گلی سے گزر ہی رہا تھا کہ دو سائے اچانک سامنے آ گئے۔ ایک نے کالر سے دبوچا، دوسرے نے کندھے پر دھکا دیا۔

کہاں جا رہا ہے بیگ ؟ "ایک کرخت آواز کانوں میں گونجی۔"

www.urdunovelscollection.com

عزت کا باپ، جو پہلے ہی ڈر کے مارے پسینے میں بھیگا ہوا تھا، سہم گیا۔بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا وہ بری طرح سے پھنس چکا تھا یہاں ۔

”میں...میں ...وہ جا رہا تھا گھر...“

”گھر؟“دوسرے نے تمسخر سے کہا“

گھر بھی چلے جانا پہلے ہمارا حساب چکا !یاد ہے تین سال پہلے جب پہلی بار ہم سے جوئے میں تمہارا تھا ؟ آج تیرے اوپر پورے ستر لاکھ کا قرض ہے۔“بیچ میں پولیس نے ہمیں گرفتار کر لیا تو تجھے کیا لگا تو آزاد ہو گیا بیٹا ہماری رقم تو تجھے دینی ہو گی،نکال ہمارے پیسے

ابھی کے ابھی نکال ،بہت ہو گئی تیری بہانے بازو اب ہماری رقم

، ہمیں واپس کر

وہ ...میں ...میں ...واپس کر دوں گا، قسم سے۔ تھوڑا وقت دے "

دو"...دیکھو ابھی میرے پاس کچھ نہیں ہے میں تو خود خالی ہوں

ایک پھووٹی پوری نہیں ہے میرے پاس اس کی آواز کپکپا رہی تھی

جب وہ غصے سے بولا

وقت ختم، بیگ !اب تیرے لیے کوئی وقت نہیں ہے لیکن پھر"

بھی جا کیا یاد کرے گا اگر ایک ہفتے میں ہمیں پورا پیسہ نہ ملا تو اگلی

بار زبان سے نہیں، ہاتھوں سے بات ہو گی۔ یاد رکھ ...ہم صرف

ہاتھ نہیں کاٹتے گردن بھی کاٹ دیتے ہیں "!اس کی گردن کو جھٹکا

دیتے ہوئے وہ دونوں غائب ہو گئے۔جبکہ عزت کا باپ وہیں بیٹھتا

چلا گیا۔ آنکھیں پتھرا گئیں۔ دل میں ایک ہی جملہ بار بار گونج رہا تھا:

"کہاں سے لاؤں اتنا پیسہ؟ کس سے مانگوں؟"

وہ جو کماتا تھا، وہی جوئے میں ہار جاتا۔ بچایا تو اس نے کچھ تھا ہی نہیں کیونکہ عزت کو اس نے کبھی اپنی بیٹی سمجھا ہی نہیں تھا ،جو وہ اسے اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے یا اس کے لیے کچھ کرنے کے بارے میں سوچتا

اب اس کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا میں تو جان جانی تھی یا پھر ان لوگوں کو رقم واپس کرنی تھی اور رقم واپس کرنے کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔

www.urdunovelscollection.com

○○○○○○○○

عزت نے ہانڈی چولہے پر چڑھائی، تو دال میں چمچ مارتے ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ آخری پیالی ہے۔ وہ چند لمحے ساکت کھڑی رہی۔ ہنڈیا سے اٹھتی بھاپ آنکھوں میں دھواں سا بھر گئی۔ اتنی تھوڑی سی دال تھی اور مرچیں بھی تقریباً ختم ہو چکی تھی چولہے کے برابر رکھے خالی آٹے کے کنستر نے جیسے اسے منہ چڑا دیا ہو۔

تقریباً سارا ہی سودا ختم ہونے کو تھا۔ گھر میں گھی نہ ہو، آٹا ختم ہو چکا ہو، اور دکاندار کہے کہ اب ادھار نہیں ملے گا، تو وہ معصوم کیا کرے؟

اس کے باپ نے بھی تو تین مہینے سے کسی دکاندار کا قرضہ نہ چکایا تھا،

اگر کل رات کا 15 ہزار روپیہ ہوتا تو دکاندار کو دے کر تھوڑا بہت تو سودا لے آتی اب کیا کروں عزت بس یہی سوچ کر رہ گئی۔

اس نے جیسے تیسے بچی کھچی دال میں پانی ڈال کر شوربہ بنانے کی کوشش کی، لیکن جلتی ہانڈی سے بو آنے لگی۔ اتنی تھوڑی سی دال تھی تو کیا پکاتی اور کیا پکا کر اپنے باپ کے لیے رکھتی ہوں

یا اللہ !اب کیا پکاؤں؟ کیا کروں؟ "اس نے ہاتھوں سے چہرہ " ڈھانپا۔

اتنے میں دروازہ زور سے کھلا۔ اس کا سوتیلا باپ اندر آیا، قدموں کی چاپ میں غصہ تھا۔ شراب کی بو کے ساتھ گندی گالیاں اس کی زبان کا حصہ بن چکی تھیں۔

"کھانے کا کیا بنا؟"

"ابا ...دال ختم ہو گئی تھی، آٹا بھی نہیں ہے، گھی بھی نہیں۔"

تو کیا کروں میں؟ تیرا باپ ہوں یا نوکر؟ ہر روز تیرے رونے " ، دھونے سن کر میرا دم گھٹتا ہے۔ میں تھک گیا ہوں تجھے پالتے ،پالتے۔"وہ چیخا

جان کا عذاب بن گئی ہے خود تو ماں مر گئی تجھے میرے گلے ڈال گئی وہ نفرت سے اسے دھکیلتا ہوا آگے بڑھا، اور صحن کے بیچوں بیچ رک کر چیخا،

" نکل جا میری نظروں کے سامنے سے !ایک وقت کا کھانا بھی نصیب نہیں، اور بولتی ہے آٹا ختم ہو گیا!"

عزت خاموشی سے دروازے کی چوکھٹ سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔ آواز سننے کی عادت سی ہو گئی تھی، لیکن آج جو جملہ سننے کو ملا، اس نے اسے اندر سے توڑ دیا۔

اس کا باپ دروازے کی طرف بڑھا، لیکن جاتے جاتے اچانک ٹھٹکا۔ اس کی نگاہ عزت کی گردن پر جا ٹھہری۔

نیل، نشان، جیسے کسی نے گردن دبوچی ہو۔ وہ پلٹا، نظریں تیز ہو گئیں۔

یہ ...یہ کب ہوا؟"وہ حیرانگی سے پوچھنے لگا تھا جیسے کل رات کا " واقعہ اسے یاد ہی نہ ہو

عزت نے نظریں جھکا لیں۔ وہ کچھ نہ بولی۔

تھوڑا سا آٹا بھی ہے اور گھی بھی ہے کہو تو اچار کے ساتھ پراٹھا بنا دیتی ہوں نجانے کیوں اس اتنی ساری باتیں سننے کے بعد بھی اس کا دل نہیں چاہا تھا اس کا باپ بھوکا گھر سے باہر نکالے۔

نہیں میں لے اؤں گا کچھ کھانے کے لیے تو ارام کرو ،اس کے باپ کی آنکھوں میں چمک آئی۔

عزت حیراب ہوتی دروازہ بند کرنے لگی تھی جب تک کہ اس کے باپ کی نظر بار بار بھٹک کر اس کے گردن کی نشان پر جا رہی تھی

۔

"یہ تو میرے کام آ سکتا ہے ...بہت کام"

وہ دروازے سے باہر نکل گیا، لیکن جاتے جاتے اس کے چہرے پر ایک خطرناک مسکراہٹ تھی۔

○○○○○○

بنگلے کے لمبے صحن میں پڑا سکوت جیسے کسی طوفان سے پہلے کی خاموشی ہو۔ آسمان پر گھنے بادلوں کا راج تھا، لیکن اس سے بھی

اردو ناولز کلیکشن

Website

https://urdunovelscollection.com/

Whatsapp Channel

https://www.whatsapp.com/channel/0029VaEcPFVChq6Ho15o1E0Q

Youtube Channel

https://www.youtube.com/@urdunovelscollection1

Facebook Page

https://www.facebook.com/profile.php?id=61565379262101

Tiktok

https://www.tiktok.com/@urdu.novels1

اس جیسے اور اچھے ناولز پڑھنے کے لئے سامنے دیے گئے لنکس پہ کلک کر کے ہماری ویب سائٹ یا واٹس ایپ چینل جوائن کرلیں

ناولز کے شارٹس ویڈیو سٹیٹس آپ ہمارے

Youtube , Facebook , Tiktok

پروفائلز سے حاصل کر سکتے ہیں

زیادہ گہرا بادل تھا اُس شخص کے چہرے پر، جو تیز قدموں سے مرکزی دروازہ عبور کرتا اندر داخل ہو رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں وحشت نہیں تھی، لیکن ان میں ضبط کی شدت چمک رہی تھی۔ ہونٹ سختی سے بھینچے گئے، جبڑے بھینچے ہوئے۔ وہ آفس سے لوٹا تھا، مگر اس بار معمول کی طرح نہیں۔ اس کا پورا وجود جیسے آتش فشاں بن چکا تھا، جو کسی بھی لمحے پھٹنے کو تیار ہو۔

بے وقوف !بد دماغ ! سمجھتی کیا ہے اپنے آپ کو؟ "اس کے لبوں " سے غصے میں بڑبڑاہٹ نکلی۔

اس نے عروسہ ملک کو آج آفس میں پوری طرح سنائی تھی۔ وہ لڑکی جو اپنے ناز و نخرے لے کر اسے قابو میں لانے آئی تھی، آج زوراق نے اس کے ناز نخرے خاک میں ملا دیے تھے۔

جس طرح اس نے اسے ذلیل کر کے نکالا تھا اسے امید تھی کہ وہ واپس نہیں آئے گی

"تم جیسی لڑکیاں میرے ساتھ کام کرنے کے لائق نہیں ہوتیں ...

اور نہ ہی تم جیسی تو میرے اسٹینڈرڈ کی ہو!"

اپنی بیٹی کو کنٹرول میں رکھیں ملک صاحب بہت اؤٹ اف کنٹرول ہو رہی ہے اور ایسیوں کو میں منہ لگانا پسند نہیں کرتا بلکہ ایسوں کے منہ پر تھوکنا بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں

یہ جملے اس نے عروسہ ملک کے باپ کو کال پر کہے تھے، سخت، سپاٹ اور زہر بھرے ہوئے۔ اب جو غصہ وہ آفس میں قابو کر گیا تھا، وہ گھر آتے ہی آتش بن کر اس کے اندر بھڑکنے لگا۔

ڈائنگ روم کے شیشے والے دروازے کو ایک جھٹکے سے کھولتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا۔ نوکر فوراً لپکا، مگر زوراق نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

کچھ چاہیے سر؟ "ملازم نے دبی آواز میں پوچھا۔"

چاہیے؟ ہاں !سکون چاہیے !جو تم لوگوں کے بس کا ہے ہی نہیں"!" زوراق کی آواز میں تھرتھراہٹ تھی، جیسے ہر لفظ میں تپتا ہوا لاوا بہہ رہا ہو۔

اس نے اپنا کوٹ صوفے پر اچھالا اور ٹائی کھینچ کر دور پھینکی۔

شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے اس نے غصے سے صوفے پر بیٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ مگر نہ تو وہ سکون پا رہا تھا، نہ سانس سیدھی ہو رہی تھی۔

مجھے تم جیسے جاہلوں کی شکل بھی برداشت نہیں ہوتی ...سب " مطلبی ...سب سازشی "...وہ بڑبڑایا۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اپنی شکل دکھانے کی ضرورت نہیں ہے غصے سے دھاڑا تھا

زوراق زدران کا آج پاگل پن واضح تھا۔ مگر کسی کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ اس کے لاوے میں آگے کس کا نام آنے والا تھا۔ اس وقت وہ بے حد غصے میں تھا، اور اسے کسی چیز کی پروا نہیں تھی۔

○○○○○○○○

شام ڈھل چکی تھی، لیکن گرمی اپنے جوبن پر تھی، عزت کے باپ کا چہرہ پسینے سے زیادہ شرمندگی اور تکلیف سے بھیگا ہوا تھا۔ وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا بنگلے کے مرکزی دروازے تک پہنچا۔ آنکھوں میں بے بسی تھی، دل میں ایک چالاک سا منصوبہ اور زبان پر وہی پرانا راگ مظلومیت کا۔ آج کا کام پر نہیں آیا کل جو کچھ ہوا تھا اس سے چھٹی کرنے کا موقع مل گیا تھا اور پھر 15 ہزار اڑانے کے لیے وہ جوئے کے اڈے پر جا بیٹھا۔

دروازے پر کھڑے ملازم نے جیسے ہی اسے دیکھا، حیرانی سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ کپڑے پسینے سے شرابور، چہرے پر درد اور آواز میں کانپتی ہوئی اداکاری شامل تھی۔

سر جی ...میری سنو "!وہ تقریباً روتے ہوئے ملازم کے قدموں " میں جا گرا۔عارف پریشانی سے اسے دیکھنے لگا تھا

کیا ہوا؟"رحمان سب ٹھیک تو ہے نا ملازم نے فکرمندی سے اسے " تھامنے کی کوشش کی۔

ظلم ہو گیا ہے میری بیٹی پر ...میری بچی پہ ظلم ہو گیا ہے "!وہ " چیختے ہوئے بولا، "تمہارے صاحب سے کہو انصاف کریں ...میں غریب ضرور ہوں، مگر میری بچی کی زندگی بھی کوئی چیز ہے!"

!کیا ہوا کس کی بات کر رہے ہو تمہاری بیٹی ٹھیک ہے نا اب ۔۔۔

،عزت "!وہ ہچکیوں میں بولا"

ٹھیک ہے کہاں ٹھیک ہے صاحب جی "کل رات اس پہ جان لیوا

حملہ ہوا ...زوراق زدران نے مار ڈالنے کی کوشش کی ...وہ بہت

"ڈری ہوئی ہے، سہمی ہوئی ہے، کچھ بول نہیں پا رہی۔

اس کی آواز میں ایسا درد شامل تھا جیسے واقعی وہ ایک بے بس باپ

ہو۔

دیکھو رحمان میں نے اسے صاحب کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا "

تھا کہ وہ کس قدر سخت مزاج ہیں میں نے اسے کہا تھا وقت پہ نکل

آئے، مگر وہ نہ نکلی ...وہ اندر ہی رہ گئی اور پھر یہ سب ہو

گیا"!صاحب نشے میں تھے انہیں کسی چیز کا ہوش نہیں تھا اس وقت،

تو اس میں میری بیٹی کا کیا قصور ہے صاحب اس کی تو زندگی پر بنائی نا "مجھے انصاف چاہیے ...مجھے انصاف چاہیے "!وہ بار بار دہرا رہا تھا۔

وہ اس وقت ہسپتال میں ہے بہت ڈری ہوئی ہے سہمی ہوئی ہے اور اس سے ڈاکٹر کہتا ہے علاج میں اتنا پیسہ لگے گا۔وہ بہت کچھ بولے جا رہا تھا جب کہ اتنا تو آ بھی سمجھ چکا تھا کہ رات میں اس کے صاحب کی حالت ٹھیک نہیں تھی ۔

"تم پریشان نہ ہو، اندر جا کے صاحب سے بات کرتا ہوں۔"

نہیں بھائی جی، مجھے کچھ زیادہ رقم چاہیے، اس کا علاج کروانا ہے، "
وہ رات بھر تڑپتی رہی ہے، کپکپاتی رہی ہے، مجھے تو لگا کہ صبح تک
مر جائے گی۔ مجھے کچھ دوائیں لینی ہیں ...ڈاکٹر کو دکھانا ہے "...

ایک ہسپتال میں تو اچھا خاصا بل بن گیا ہے وہ بولتا جا رہا تھا، اور
ملازم خاموشی سے سن رہا تھا، جانتا تھا کہ یہ شخص کہانی بنانے میں
ماہر ہے، لیکن اس بار اس کے جملوں میں کچھ اور ہی اثر تھا۔

ٹھیک ہے، میں جا کے بات کرتا ہوں۔"ملازم نے مختصر جواب دیا"
اور اندر کی طرف قدم بڑھا دیے

ملازم کی سانس پھول رہی تھی جب وہ گھر کے اندر قدم رکھ رہا
تھا۔

www.urdunovelscollection.com

وہ سیدھا زوراق کے کمرے کی طرف بڑھا، جہاں وہ ایک کونے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، ہاتھ میں شراب کی بوتل تھامے۔ زوراق کی آنکھوں میں ایک خاص سی تھکن اور غصہ جھلک رہا تھا، جیسے دنیا کے سارے بوجھ اس کے کندھوں پر ہوں۔

"صاحب، وہ لڑکی جس کا آپ نے ذکر کیا تھا، اس کی حالت بہت خراب ہے۔ وہ نہایت زیادہ ڈری ہوئی اور سہمی ہوئی ہے۔ وہ ذہنی طور پر ٹوٹ چکی ہے، اس کو فوراً علاج کی ضرورت ہے ورنہ اس کی حالت مزید بگڑ سکتی ہے۔"

زوراق نے شراب کی بوتل کے کنارے پر اپنی انگلی پھیرتے ہوئے اسے دیکھا "

میں تمہاری بات سننا نہیں چاہتا۔ ابھی میرا موڈ نہیں ہے۔

صاحب، مجھے معلوم ہے کہ آپ کو اس وقت بزی ہے، مگر اس کا "
باپ بہت زیادہ پریشان ہے۔ کل رات جو کچھ ہوا، وہ اسے اتنا ڈرا
گیا ہے کہ وہ خود کو محفوظ محسوس نہیں کرتی۔ اس کا علاج کروانا
"بہت ضروری ہے، ورنہ وہ خود کو اور نقصان پہنچا سکتی ہے۔

زوراق نے تھوڑا سا سر ہلایا اور اپنی جیب سے چند پانچ ہزار کے
نوٹ نکال کر ملازم کے ہاتھوں پر ہلکے سے پھینک دیے

یہ لو، جا کر منہ پر مارو اس کے اور مجھے تنگ کرنے کی ضرورت "
نہیں

ملازم نے نوٹ اٹھائے اور دل میں سکون کا سانس لیا۔

○○○○○○○

رات کا وقت تھا، آسمان پر چاندنی نرم اور مدھم روشنی بکھیر رہی تھی عزت کا باپ ایک سڑک پر چہل قدمی کر رہا تھا، ہاتھوں میں ایک مٹھی میں کچھ نوٹ تھے۔ اس کے چہرے پر ایک عجب سی خوشی تھی، جیسے وہ دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان ہو۔

چند گھنٹے پہلے ہی تو اس نے سوچا تھا کہ وہ اب کہاں جائے گا؟ قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا، جوئے کے نشے میں گھرا ہوا تھا، اور لوگ اس کا پیسہ مانگ رہے تھے۔ لیکن اب ہاتھوں میں پینتالیس ہزار روپے تھے۔ ایک چھوٹے سے ڈرامے کے ذریعے، جو وہ اپنے آپ کو بے چارہ دکھانے کے لیے کر رہا تھا، اسے اتنے پیسے ملے تھے۔ یہ پیسے اس کی زندگی بدلنے کی امید لے کر آئے تھے۔

وہ پیسے تھامے، دماغ میں کئی منصوبے گھما رہا تھا۔ "یہ ڈرامہ تو بہت کامیاب ہو گیا، اور اگر میں تھوڑا اور ہوشیاری سے کام لوں تو اور بھی پیسے نکلو سکتا ہوں۔ "وہ اپنی عقل کے جھرمٹ میں کھو گیا۔

سب سے پہلے، تو اس پیسے کو ٹھیک سے استعمال کرنا ہے ، مجھے " اپنے قدم بہت سوچ سمجھ کر رکھنے ہوں گے۔ اگر لوگ سمجھ گئے تو "میرا کھیل خراب ہو جائے گا۔

گھر کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے خود کو قائل کیا کہ وہ اب نیا راستہ تلاش کرے گا، قرض سے نکلنے کے لیے وہ اپنی ساری چالاکی اور ہوشیاری استعمال کرے گا۔ مگر دل کے اندر ایک خوف بھی تھا کہ کہیں اس کا یہ ڈرامہ جلد ہی فاش نہ ہو جائے۔ابھی تو اس نے یہ کھیل شروع کرنا تھا ابھی بہت کچھ کرنا باقی تھا ان لوگوں کا

قرض دن بدن بڑھتا جا رہا تھا اور وہ کتنے خطرناک تھے وہ جانتا تھا تین سال جیل میں کاٹ کر ائے تھے اسے کاٹنے میں کتنا وقت لگاتے اسے جان سے مارتے ہوئے بھی ایک دفعہ نہ سوچتے اور پھر بڑے لوگ تھے ان کے لیے کچھ بھی نہ ممکن نہیں تھا انہوں نے اسے سات دن کا وقت دیا تھا اور سات دن میں وہ کچھ پڑا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا ،کچھ ایسا جو اس کی ساری پریشانیوں کو ختم کر دے اور اسے اپنی ساری پریشانیوں کا حل اپنی بیٹی ہی نظر ارہی تھی

○○○○○○○

عزت کا باپ تھکا ہارا، پریشان جب گھر کی طرف چل رہا تھا تو اس کے ہاتھ میں سوتی کا ایک گٹھا تھا، جس میں تازہ گھی، آٹا، دال اور کچھ دیگر ضروری چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ بارش کی ہلکی ہلکی بوندیں

اس کے سر پر پڑ رہی تھیں، مگر وہ اپنے قدم تیز کیے جا رہا تھا، کیونکہ گھر کی حالت کا اندازہ اسے بہت اچھی طرح تھا۔ وہ جانتا تھا کہ گھر میں نہ صرف کھانے کے لیے کچھ نہیں بچا، بلکہ عزت بھی بھوکی ہو گی۔

اور عزت تو اب اس کے لیے تجوری کی چابی تھی وہ اس کے ارام میں کیسے کچھ خلل ڈال سکتا تھا

گھر پہنچتے ہی اس نے دھیرے سے دروازہ کھولا۔ اندر اندھیرا تھا، مگر باہر سے لگ رہا تھا کہ کوئی انتظار کر رہا ہے۔ وہ سست قدموں سے کمرے میں داخل ہوا جہاں عزت بیٹھی ہوئی تھی۔ عزت کی آنکھوں میں ایک، اداسی اور بھوک کی ملی جلی کیفیت تھی۔ اس نے سوتی کا گٹھا اٹھایا اور اسے عزت کے سامنے رکھا۔

بیٹی، تمہارے لیے یہ سب لے آیا ہوں، "اس کی آواز میں تھکن " اور مایوسی کے باوجود ایک قسم کی محبت چھپی ہوئی تھی۔عزت میں حیرت سے گٹھری دیکھی ۔

مجھے معلوم ہے تمہیں بہت مشکل کا سامنا ہے، لیکن اب ہم کچھ " "دنوں کے لیے گزارہ کر لیں گے۔

عزت نے چپ چاپ گٹھے کو دیکھا، اس کے چہرے پر تھوڑا سا سکون آیا۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے باپ نے کتنی محنت کی ہے، اور یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ان کے لیے کتنی بڑی خوشی کی بات ہیں۔وہ بے شک سارا پیسہ جوے میں اڑا دیتا تھا لیکن پھر بھی کچھ حد تک تو اس کا احساس کر ہی جاتا تھا۔

ارے واہ واہ اس میں تو بہت کچھ ہے "میں ابھی کھانے کے لیے کچھ بنا لوں گی،"لیکن وقت لگ جائے گا ، "آپ تھک گئے ہو گے، آرام کر لو۔"عزت نے اسے دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا تھا

رحمان مسکرا دیا، مگر اس کے دل میں ابھی بھی قرضے کی فکر تھی جو اس کے سر پر بوجھ کی طرح تھی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ مسائل آسانی سے ختم نہیں ہوں گے، مگر کم از کم ایک امید تو لگ گئی تھی

اردو ناولز کلیکشن

○○○○○○○○

عزت کے چہرے پر پہلی بار سکون کا عکس ابھرا تھا، گھر میں کچھ دنوں کا راشن آ چکا تھا، شاید زندگی پہلی بار کچھ دن کے لیے آسان

ہوئی تھی۔ پندرہ بیس دن کا راشن کیا کم ہوتا ہے؟ عزت کے لیے تو یہ ایک نعمت سے کم نہ تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ راشن کہاں سے آیا، کس قیمت پر آیا، اور کس کی خودداری روندی گئی، بس اسے معلوم تھا کہ اب کچھ دن تو فاقے نہیں ہوں گے۔

وہ جانتی تھی کہ اس کا سوتیلا باپ نشے میں دھت، بے ہوش اور جوا بازی میں ڈوبا انسان ہے جسے اس کی بھوک سے کوئی سروکار نہیں۔

رحمان بیگ کے قدموں میں محبت کا کوئی جذبہ کبھی نہ تھا، صرف ،بیزاری اور سنگ دلی تھی۔ وہ باپ کہلانے کے قابل نہ تھا

پھر بھی عزت نے ہمیشہ دل کو تسلی دی کہ وہ باپ ہے، جیسے خود کو فریب دینا ایک عادت بن چکی ہو۔ جب عزت مانگتی، تو وہ طعنوں کی بارش کر دیتا، کبھی کبھی تو چہرے پر نشان چھوڑ دیتا، کبھی دل پر لفظوں کے زخم کھینچ دیتا۔ مگر پھر بھی، عزت چپ رہتی، آنکھوں کی نمی چھپا کر ہونٹوں پر چپ سجا لیتی، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کا کوئی اور سہارا نہیں۔ وہ وہیں رہنے پر مجبور تھی، اُسی چھت کے نیچے جہاں محبت صرف راشن کے تھیلے جتنی مہنگی تھی، اور توجہ صرف گالیوں میں لپٹی ہوتی تھی۔

آج جب عزت نے آٹے کا تھیلا دیکھا، آنکھوں میں نمی چھلک اٹھی، لیکن وہ خوشی کے آنسو تھے۔ کچھ دنوں کی مہلت ملی تھی

زندگی کو، کچھ دن بھوک سے لڑنا نہیں تھا، بس یہی کافی تھا عزت کے لیے۔

ooooooo

آ جاؤ ابا، کھانا تیار ہے "!عزت کی آواز میں نرمی تھی، جیسے کوئی " بے حد مانوس سا لمحہ دروازے پر دستک دے رہا ہو۔

رحمان بیگ کمرے سے باہر نکلا تو خلافِ معمول خوش باش نظر آ رہا تھا۔ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی، جیسے کسی بھاری بوجھ سے عارضی نجات مل گئی ہو۔

نوالہ توڑتے ہوئے ایک دم اس نے نظریں عزت پر گاڑ دیں اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا، "ہائے میری دھی رانی !تو کتنا کام

www.urdunovelscollection.com

کرتی ہے ...سوچ رہا ہوں، اب تیری شادی کر دوں۔ کب تک میں ایک بوڑھا باپ بن کے تجھ پر بوجھ بنا رہوں؟ اب تو وقت آ گیا "ہے تیرے ہاتھ پیلے کرنے کا۔ بیسواں سال چل رہا ہے تیرا۔

اس کی بات سنتے ہی عزت کی آنکھیں پھیل گئیں، وہ حیرت سے دیکھتی رہی ... آج یہ خیال کیسے آ گیا؟ کہاں سے یہ سوچ پیدا ہو گئ کہ وہ اب شادی کے قابل ہو چکی ہے؟ یہ وہی شخص تھا جو دن ،رات اسے نظر انداز کرتا، طعنوں سے نوازتا

ابا، مجھے نہیں کرنی شادی "!عزت نے روٹھے ہوئے لہجے میں کہا۔"

میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔ ویسے بھی اگر میں کہیں چلی " گئی، تو تمہیں کھانا کون دے گا؟ کپڑے کون دھوئے گا؟ اور تمہیں

جو گھر کا راستہ رات کو یاد آ جاتا ہے، وہ بھی تو اسی بیٹی کی وجہ سے ہے۔

اگر میں چلی گئی تو جوئے کے اڈوں پر ہی ملا کرو گے !ویسے بھی،

"آج کل تم نے پینا کچھ زیادہ ہی شروع کر دیا ہے۔

عزت کی باتوں میں خالص درد چھپا تھا، لیکن آواز میں سختی تھی۔ وہ اس باپ کو بخوبی جانتی تھی۔ مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ رحمان ،بیگ اس بار جھلا نہیں، الٹا محبت سے بولا

چھوڑ دوں گا، میری بچی !سب برے کام چھوڑ دوں گا۔ اور تیری شادی بھی کروں گا۔ تیری ماں سے وعدہ کیا تھا، اسے نبھانا ہے۔

لوگ یہ نہ کہیں کہ سوتیلا باپ تھا، ساری زندگی بیٹی سے خدمت کرواتا رہا۔"

،عزت نے سرد آہ بھری اور بات کا رُخ بدلتے ہوئے کہا

اچھا اچھا بابا ...بس کھانا کھاؤ سکون سے۔ "وہ جانتی تھی کہ زیادہ " بولنے سے کچھ نہیں بدلنے والا، بس وقتی تسلیاں ہیں۔ رحمان بیگ نے کندھے اچکائے، ہنکارا بھرا اور نوالہ منہ میں ڈالا، لیکن اس کی آنکھوں میں چمک ابھرتی جا رہی تھی ...کوئی سوچ، کوئی ارادہ ...جو صرف اس کے دماغ میں پل رہا تھا ...اور وہ سوچ، آنے والے دنوں میں عزت کی زندگی کا ایک نیا رخ متعین کرنے والی تھی۔

○○○○○○○

www.urdunovelscollection.com

صبح کا سورج ابھی پوری طرح چمکا بھی نہ تھا کہ رحمان بیگ خلافِ معمول پوری طرح تیار ہو چکا تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح بکھرے بالوں، خمار زدہ آنکھوں اور جھنجھلائے مزاج کے ساتھ نہیں بلکہ نرمی اور سکون کے ساتھ گھر سے نکلنے کو تھا۔

،دروازے کی دہلیز پر رکتے ہوئے، اس نے عزت کو مخاطب کیا

میری بچی، اپنا خیال رکھنا۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے فوراً فون " "کر دینا۔

یہ جملہ عزت کے کانوں میں کسی اجنبی دھن کی مانند گونجا۔ وہ چند لمحے ساکت کھڑی رہی۔ یہ کون شخص تھا؟ کیا یہ واقعی اس کا وہی سوتیلا باپ تھا جس کے لبوں پر کبھی شکر گزاری کے الفاظ نہیں

آتے تھے؟ جو صبح گھر سے نکلتے وقت جھڑکیاں دیتا، اور رات کو واپسی پر نشے کی بدبو کے ساتھ تھپڑ اور طعنے تحفے میں لاتا تھا؟

گھر کے دروازے پر رکتے ہوئے جب اس نے عزت کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا تو عزت کے اندر عجیب سا احساس جاگا۔ وہ دروازہ بند کرتے کرتے ٹھٹک گئی۔ یہ لمس، یہ لہجہ، یہ رویہ ...سب کچھ نیا تھا۔ دل میں سوال اٹھا، "یہ شخص آخر کیوں بدل رہا ہے؟" اور پھر اندر آکر صوفے پر بیٹھتے ہی اس نے اپنا سر دیوار سے ٹکا لیا۔

چند لمحے بعد احساس ہوا کہ وہ صرف حیرت کا شکار ہو رہی ہے، شکرگزاری کا لمحہ تو ابھی آیا ہی نہیں تھا۔ کیا واقعی وہ اتنی بے حس ہوگئی تھی کہ اپنے باپ کی بہتری کو بھی شک کی نظر سے دیکھ

رہی تھی؟ وہ شخص جو عمر بھر سختی، لاتعلقی اور بے اعتنائی کا مجسمہ رہا، آج اگر بدلنے لگا ہے تو کیا یہ اس کے لیے شکر کا وقت نہیں؟

عزت کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا، دل سے ہاتھ اٹھائے اور دعا کے لیے لب ہلے، "معاف کر دیجیۓ اللہ جی ...شاید میں ابا کے سدھرنے کی امید کھو چکی تھی، اس لیے ناشکری کی۔ آپ کا بہت بہت شکر ہے کہ ابا بہتری کی طرف جا رہے ہیں۔ ان کو اسی راہ پر قائم رکھیے گا ...آمین۔"

چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے اور گہری سانس لے کر خود کو سنبھالا۔ آج اسے شکر ادا کرنا تھا، شکوہ نہیں کرنا تھا۔ دل ہلکا ہوا تو عزت نے خود کو سنبھالا اور آہستہ آہستہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔

اب گھر کے کام نپٹانے تھے، لیکن دل کے کسی گوشے میں آج اک

نئی امید جاگی تھی ...شاید کل کچھ بہتر ہو ...شاید آنے والے دن کم دردناک ہوں۔

○○○○○○○○

وہ صبح سات بجے ہی کام پر آیا تھا، مگر آج کے قدموں میں ایک عجیب سی ہلکی سی چستی اور چہرے پر غیر معمولی طمانیت تھی۔ رحمان بیگ کے چہرے کی سختیاں جیسے نرم پڑ رہی تھیں۔ دروازے کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے جلدی سے اپنی جوتی سیدھی کی اور تبھی سامنے سے تیزی سے آتی سیاہ گاڑی نے گرد اڑائی۔ جیسے ہی وہ گاڑی قریب پہنچی، وہ جھٹ سے کھڑا ہو گیا، چھاتی پر ہاتھ رکھ کر نہایت ادب سے سلام کیا۔

گاڑی زوراق زدران کی تھی۔ وہی زوراق جس کا وجود لوگوں کے لیے خوف اور رعب کی علامت تھا۔ جو اپنی دنیا میں مگن تھا، جسے آس پاس کے چھوٹے لوگوں کے جذبات، حرکات یا سلام تک محسوس کرنے کی فرصت نہ تھی۔ وہ گاڑی کے پچھلے حصے، ہلدی رنگ کی سیٹ پر بیٹھا، نظر کا دائرہ سیدھا رکھے، کسی نوکر یا ملازم کی موجودگی کو خاطر میں لائے بغیر اپنے دفتر کی طرف رواں دواں تھا۔

زوراق کے نزدیک جذباتی مظاہرے، رسمی سلام، اور چھوٹے موٹے اشارے، سب وقت کا ضیاع تھے۔ اس کے لیے زندگی میں ایک ہی ترجیح تھی کام۔ وہ صبح اٹھتا، تیار ہوتا، گاڑی میں بیٹھتا اور دفتر

پہنچتا۔ اور یہی اس کا معمول تھا—سخت، منظم، اور جذبوں سے عاری۔

رحمان بیگ نے اپنا ہاتھ دوبارہ اپنی ران پر رکھا اور خاموشی سے بیٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا سلام سنا گیا یا نہیں، دیکھا گیا یا نہیں— اس کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ زوراق زدران کے لیے یہ سب معمولی باتیں تھیں۔ ایک نوکر کا سلام، اس کے لیے کچھ معنی نہیں رکھتا تھا۔ وہ شخص جس کے چہرے پر دنیا کا وزن ہو، اسے نوکروں کی موجودگی میں دلچسپی کہاں؟

واپس اپنی پرانی سی کرسی پر بیٹھتے ہوئے رحمان بیگ کی نظریں اب بھی دور جاتی لینڈ کروزر کے پیچھے جمی تھیں۔ گاڑی سڑک پر گرد چھوڑتی جا چکی تھی، مگر اس کے ذہن میں شور برپا تھا۔ اس شور

میں صرف گاڑی کے پہیوں کی گونج نہیں تھی، بلکہ ایک ایسی سازش کی آواز تھی جو اس کے اندر پل رہی تھی۔

زوراق زدران۔۔۔ تم نے پھر نظر انداز کر دیا مجھے؟ نہ سلام کا جواب دیا، نہ ایک نظر ڈالی۔ جیسے میں تمہارے آس پاس کے ہوا میں گھل جانے والے گرد ذرات سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا ہوں۔ لیکن اب بہت ہو چکا۔

اس کے اندر ایک طوفان تھا، اور اس طوفان نے اب راستہ تلاش کر لیا تھا۔ لبوں پر پھیلتی وہ شاطر، مکار مسکراہٹ گویا اعلان کر رہی تھی کہ وہ کوئی معمولی سوچنے والا شخص نہیں۔ آج وہ خاموش ہے، مگر کل تمہیں اس کی موجودگی کا شدت سے احساس ہو گا۔

" بہت جلد میں ایسا کھیل کھیلوں گا کہ تمہاری دنیا کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ تمہارے اعتماد کو توڑ دوں گا، تمہیں تمہاری ہی طاقت پر شک کرواؤں گا زوراق زدران۔۔۔"

وہ گاڑی جو ابھی کچھ دیر پہلے اس کے سامنے سے نکلی تھی، اب محض گرد میں چھپی ایک یاد بن چکی تھی، لیکن رحمان بیگ کے دل میں وہ لمحہ ایک نشان کی مانند ثبت ہو چکا تھا۔

اور اسی نشان پر اب وہ اپنی چالیں بچھانے والا تھا۔ ایک ایسی چال، جو صرف نوکروں کے نہیں، بڑے بڑوں کے ہوش اڑا دے۔

○○○○○○○○

www.urdunovelscollection.com

ارے رحمان بھائی !کیسے ہو؟ تمہاری بیٹی کیسی ہے؟ ان روپیوں " "میں علاج ہو گیا تھا نا؟ کوئی بڑا مسئلہ تو نہیں بنا؟

عارف نے گیٹ کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ سوال کیا۔ زوراق زدران کے دفتر روانہ ہونے کے بعد وہ تھوڑا پر سکون تھا اور جلدی میں بھی نہیں تھا۔

،رحمان بیگ نے فوراً اٹھ کر عزت سے بھرپور انداز میں جواب دیا

جی جی صاحب جی، ہو گیا تھا علاج۔ بڑا شکر ہے آپ لوگوں کا، " "میری بیٹی کے لیے اتنا کچھ کیا آپ نے۔

عارف نے شرمندگی سے نظریں جھکاتے ہوئے کہا، "نہیں رحمان بھائی، غلطی میری تھی۔ مجھے خود احتیاط سے کام لینا چاہیے تھا۔ میں

جانتا تھا سر، ان چیزوں کو بالکل برداشت نہیں کرتے۔ پھر بھی میں نے تمہاری بیٹی کو صحیح گائیڈ لائن نہیں دی۔ اسی لیے وہ مسئلے میں پھنس گئی۔ شکر ہے خدا کا کہ سب ٹھیک ہو گیا۔"

اس لمحے کے تصور نے ایک سرد لہر عارف کی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑا دی۔ اگر اس رات کچھ غلط ہو جاتا۔۔۔ اگر زوراق کا غصہ بے قابو ہو کر کوئی بڑا نقصان کر بیٹھتا۔۔۔ اگر عزت کی جان کو واقعی خطرہ ہو جاتا۔۔۔

"بس یہی دعا ہے کہ آئندہ ایسا کچھ نہ ہو،" عارف نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا اور ایک ہلکی سانس لی۔

www.urdunovelscollection.com

رحمان بیگ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی، مگر آنکھوں میں وہی سازشی چمک اب بھی قائم تھی۔ وہ جانتا تھا کہ حالات بظاہر سنبھل گئے ہیں، لیکن اس کے اندر ابھی بھی ایک کھیل پل رہا تھا۔

"اللہ آپ کو خوش رکھے صاحب جی، آپ جیسے لوگ ہوں تو غریبوں کے دکھ بھی کم ہو جائیں، "وہ مدھم لہجے میں بولا، مگر دل میں کچھ اور ہی چل رہا تھا۔

عارف نے سر ہلایا اور دفتر کے لیے روانہ ہو گیا، بے خبر کہ پیچھے ایک ایسا ذہن بیٹھا ہے جو اب ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھائے گا۔

○○○○○○○○

وہ آفس میں داخل ہوا تو سامنے والی کرسی پر ملک سفیان پہلے سے موجود تھا۔ اُس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی، جیسے کوئی خفیہ کامیابی اس کے اندر شور مچا رہی ہو۔

"یقین کرو گے؟ تقریباً ایک گھنٹے سے تمہارے آفس میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

وہ یوں بولا جیسے ایک گھنٹہ انتظار کر کے اس نے کوئی جنگ جیت لی ہو۔ لیکن زوراق زدران نے اس کی بات کو مکمل نظر انداز کیا۔ چہرے پر وہی سرد مہری، آنکھوں میں وہی گہری سنجیدگی۔

اس نے خاموشی سے اپنی جیکٹ اتاری، کرسی کی پشت پر ڈالی اور میز پر رکھی اپنی کافی کا مگ اٹھایا۔ پھر آہستہ قدموں سے شیشے کی

اس دیوار کے پاس جا کھڑا ہوا، جہاں سے پورا کراچی شہر نظر آتا تھا۔

نیچے کی سڑکوں پر بے شمار گاڑیاں اپنی اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی تھیں، لوگ وقت سے جنگ لڑتے اپنے معمولات میں مصروف تھے۔

ایک گھونٹ بھرتے ہوئے اُس نے گہری نظر سڑک پر ڈالی، جیسے وہ ان گاڑیوں کے ہجوم میں کسی ایک چہرے کو تلاش کر رہا ہو۔

" یہ شہر ... کبھی کسی کے لیے نہیں رکتا۔ نہ دکھ کے لیے، نہ خوشی کے لیے، نہ انتظار کے لیے۔"

اس نے جیسے خود سے کہا، مگر ملک سفیان نے وہ جملہ سن لیا تھا۔

کمرے میں ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔ لیکن ملک سفیان چپ رہنے والا نہیں تھا اور اس کی خاموشی، زوراق کے لیے ایک خطرہ بننے والی تھی۔

"...مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے"

ملک سفیان نے دبے لہجے میں کہا، لیکن جس بے نیازی سے زوراق زدران نے اُسے نظر انداز کیا تھا، وہ بات سفیان کو اندر تک چبھ گئی۔ مگر فی الحال وہ حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے ٹکراؤ کے موڈ میں نہیں تھا۔

www.urdunovelscollection.com

دو دن پہلے اس نے اپنی بیٹی عروسہ ملک کو یہاں بھیجا تھا۔ اُس کی پوری امید تھی کہ عروسہ اپنی پر کشش صورت، سے زوراق کی توجہ حاصل کر لے گی۔اور یہ امید بے بنیاد بھی نہیں تھی

پچھلے ڈھائی سال سے وہ بزنس میگزینز، نیوز رپورٹس اور کانفرنسز کے ذریعے اس شخص کو فالو کر رہی تھی۔ زوراق زدران کی شخصی طاقت، جاذبِ نظر رکھ رکھاؤ، اور ہر ماحول پر چھا جانے والی کیفیت نے نہ صرف عروسہ بلکہ خود سفیان کو بھی اس کے اثر میں لے لیا تھا۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ زوراق شادی شدہ تھا، اور اس کی پانچ سال پرانی شادی بدترین انجام تک پہنچی تھی ۔ عروسہ ملک کا دل بہرحال اس کی طرف مائل ہو چکا تھا۔ وہ اس کا بننا چاہتی تھی، ہر قیمت پر۔

مگر جو ہوا ...وہ کسی کے وہم و گمان میں نہ تھا۔

زوراق زدران نے عروسہ ملک کو نہ صرف ذلیل کر کے آفس سے نکالا، بلکہ چند گھنٹے بعد فون کر کے کہا۔ کہ "اپنی بیٹی کو کنٹرول کرو، اور آئندہ اسے میرے آس پاس بھیجنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں چیزوں کا سودا کرتا ہوں، ذات کا نہیں۔"

یہ جملے، عروسہ کی انا کو ریزہ ریزہ کر گئے۔

اور ملک سفیان کی مردانگی، اس کے خاندانی وقار کو مٹی میں ملا گیا۔اب جو وہ یہاں بیٹھا تھا، تو فقط بزنس کی بات کرنے نہیں آیا تھا

اسے اپنی انا کا بدلہ بھی چاہیے تھا۔اور اس بار وہ زیادہ چالاکی سے کھیلنے والا تھا ...زوراق کی کمزوری تلاش کر کے۔اور اس کی کمزوری بھی ہاتھ آ چکی تھی۔

عروسہ ملک ...اُس کی اکلوتی، لاڈلی، ضدی بیٹی۔

گھر پہنچتے ہی اس نے طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ روتے، چیختے ہوئے کہہ دیا تھا

بابا !اگر آپ سب کچھ بیچ بھی دیں، سب کچھ داؤ پر لگا دیں، تب " بھی مجھے وہ شخص چاہیے ...وہ میرا ہونا چاہیے"!سفیان ملک کے لیے اپنی بیٹی کی آنکھوں میں آنسو برداشت کرنا ہمیشہ سے مشکل تھا۔

اس نے ہمیشہ اُس کی خواہشات کو سر کا تاج بنایا تھا۔

لیکن ...اس بار معاملہ صرف ضد کا نہیں، انا کا بھی تھا۔

اس کا سامنا ایسے شخص سے تھا جو ضرورت سے زیادہ خوددار، تکبر سے لبریز اور حد درجہ انا پرست تھا۔زوراق زدران کو کسی کے جذبات، عزت یا حیثیت کی پروا نہیں تھی۔

مگر آج...سفیان ملک اس کے سامنے جھولی پھیلانے نہیں، بلکہ ایک زبردست بزنس ڈیل کی پیشکش لے کر آیا تھا۔

ایسی ڈیل جو دونوں کے لیے کروڑوں کا نفع لا سکتی تھی۔ایسی شراکت داری جو بزنس کی دنیا میں ہلچل مچا سکتی تھی۔

بس ...ایک شرط تھی۔

"..عروسہ ملک کو اپنے نکاح میں لینا"

سفیان نے میز پر اپنی ساری طاقت، سرمایہ، تعلقات، اور اثرورسوخ رکھ دیا تھا

بس ایک "قبول ہے "سننے کی امید میں۔

لیکن شاید وہ بھول چکا تھا کہ زوراق زدران کی زندگی میں سب کچھ خریدا جا سکتا تھا

مگر اس کی انا ...اور اس کی ذات ... کبھی نہیں۔اب دیکھنا یہ تھا کہ زوراق اس پیشکش پر کیا رد عمل دیتا ہے

خاموشی؟حقارت؟یا ... کسی اور انداز میں اپنے انکار کا اعلان؟

تمہیں کسی نے یہ بتایا کہ میں بنا اپوائنٹمنٹ کے کسی سے ملتا نہیں؟

اور تمہیں یہاں میرے آفس میں بھیجنے کی جرات کس نے کی؟ "وہ

اس کی بات کو نظر انداز کرتا، شیشے کی دیوار سے باہر دیکھتے ہوئے گمبھیر لہجے میں بولا۔ آواز میں اتنا دباؤ تھا کہ لمحہ بھر کو ملک سفیان کے چہرے کی مسکراہٹ کھو گئی۔

"ان لوگوں نے مجھے روکا تھا، لیکن میں رکا نہیں بلکہ یہاں آ گیا اور بیٹھ کر تمہارا انتظار کرنے لگا۔ خیر، یہ ساری باتیں بعد میں بھی ہو سکتی ہیں۔ میرے پاس تمہارے لیے ایک ڈیل ہے۔" وہ بات کا رخ بدلتے ہوئے فوراً بول اٹھا، جیسے موقع کھو دینے کا ڈر ہو۔

"میں تمہارے ڈریم پروجیکٹ میں اپنی ساری دولت لگانے کے لیے تیار ہوں۔" زوراق زدران نے پہلی بار گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا، نظریں اتنی تیز تھیں جیسے لمحوں میں آدمی کا پورا وجود کھنگال لیں۔

میں جانتا ہوں تم حیران ہو رہے ہو، لیکن سچ یہی ہے۔ تم نے " جس کمپنی سے فنڈنگ کی بات کی تھی، وہ اتنی بڑی رقم دینے کو تیار نہیں تھی۔ لیکن میں ہوں۔ تمہارا خواب حقیقت بن سکتا ہے اگر ہم برابر کے شریک بنیں۔ "وہ پُر امید لہجے میں بولا، جیسے الفاظ سے زوراق کو خرید لینے کا یقین ہو۔

وجہ؟ "زوراق نے مختصر لفظ میں سب کچھ سمیٹ دیا۔ نہ لہجہ بدلا، " نہ تاثر۔

عروسہ "!وہ تیزی سے بولا، جیسے یہ لفظ اس کا آخری پتّا ہو۔ "

میری بیٹی تم سے شادی کرنا چاہتی ہے ...تم سے محبت ہو گئی ہے " "اُسے۔

www.urdunovelscollection.com

چند لمحوں کی خاموشی چھا گئی تھی، اور پھر ...زوراق کا قہقہہ پورے آفس میں گونج گیا—اتنا زوردار کہ لگا جیسے دیواریں بھی چونک گئی ہوں۔

سفیان ملک "...تم بیٹی کا سودا کرنے آئے ہو۔وہ آہستہ سے بولا، " " قہقہے کے بعد لبوں پر تلخ مسکراہٹ تھی۔

تم نے سمجھا میں خواب بیچنے والوں میں سے ہوں؟ یا وہ مرد ہوں جو تمہارے جیسے لوگوں کی بیٹیوں کے جذبات پر ترس کھا جائے؟"اس کے جذبات میں اس کی آنکھوں سے ہی پر چکا تھا۔

وہ اب پوری طرح سنجیدہ ہو چکا تھا، نظریں سفیان ملک پر گاڑ دی تھیں

میں زرارق زدران ہوں۔ میں اپنا خواب خود بناتا ہوں ...اور "
اسے حقیقت بھی خود بناتا ہوں۔ تمہاری دولت مجھے میرے اصولوں
"کا سوداگر بنانے کے لیے ناکافی ہے۔

○○○○○○○○

کمرہ خاموش تھا، لیکن خاموشی میں بھی ایک عجیب سا شور تھا۔

جیسے دیواریں بھی سفیان ملک کی نیتوں سے واقف ہوں۔

آفس کی بڑی شیشے کی وال سے سورج کی روشنی زوراق زدران کے چہرے پر پڑ رہی تھی، جہاں اس کی تیکھی ناک، ہلکی سی شیو، اور فولادی جبڑا اُسے ایک بادشاہ جیسا رُعب دے رہے تھے۔ اس کی آنکھوں میں کوئی دھندلا جذبہ نہیں تھا، بس خالص اور واضح نفرت

وہی نفرت جو کسی کی مکاری کو بھانپ لینے کے بعد دل میں جگہ ، بناتی ہے۔

"...تم یہاں کوئی بزنس ڈیل کرنے نہیں آئے ہو، سفیان ملک"

زوراق زدران کی بھاری، گھمبیر آواز کمرے میں گونجی۔ وہ اپنی کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھا تھا، جیسے شیر اپنی سلطنت پر راج کرتا ہے۔

"تم یہاں شاید اپنی بیٹی کا سودا کرنے آئے ہو۔"

سفیان ملک کی پیشانی پر پسینہ اُتر آیا، لیکن چہرے پر بناوٹی مسکراہٹ ٹکی رہی۔

میں جانتا ہوں تم کیسے آدمی ہو زوراق "...وہ لفظوں کا انتخاب "

احتیاط سے کر رہا تھا۔

لیکن میں اپنی بیٹی عروسہ سے بہت محبت کرتا ہوں۔ اس نے آج "

تک جو مانگا، میں نے اسے دیا۔ اب اس نے تمہیں مانگا ہے ...اور

میں اپنی بیٹی کی خاطر تمہارے اس ڈریم پروجیکٹ میں پیسہ پانی کی

طرح بہا دوں گا۔ کروڑوں، اربوں ...بس تمہیں میری بات ماننا ہو

"گی۔

کمرے میں بس دو وجود تھے، لیکن جو فضا تھی وہ کسی میدانِ جنگ

جیسی تھی۔

www.urdunovelscollection.com

زوراق کی آنکھیں لمحہ بھر کے لیے بند ہوئیں، جیسے وہ خود کو قابو میں رکھ رہا ہو، لیکن جب دوبارہ نظر اُٹھائی تو ان آنکھوں میں ایک عجیب سا سوال ہوتا ہے۔

اور وہ لمحہ ، وہ آنکھوں کی خاموشی ،ثابت کرتی تھی کہ زوراق زدران صرف ایک بزنس مین نہیں، ایک انا رکھنے والا، زخموں سے بھرپور، اور اصولوں پر جینے والا مرد ہے۔

زوراق زدران کی نظریں سیدھی سفیان ملک کی آنکھوں میں پیوست تھیں ، جیسے وہ اس کی روح چیر کر دیکھ رہا ہو۔ گھڑی کی سوئی چل رہی تھی، ایرکنڈیشنر کی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی، لیکن کمرے میں تناؤ کی لہر کسی طوفان سے کم نہ تھی۔

"کیا تمہیں لگتا ہے تم مجھے خرید سکتے ہو؟"

اس کا لہجہ سرد تھا، جیسے کسی سنگدل بادشاہ کا .اور انداز میں وہی بغاوت، جو اس کے خون میں صدیوں سے بہہ رہی تھی۔

اپنی بیٹی کو کوئی اور کھلونا دلا دو سفیان ملک ...زوراق زدران خود کو " "نہیں بیچتا۔

سفیان ملک کے چہرے پر لمحہ بھر کے لیے لرزش آئی، لیکن وہ جلد ہی مسکراہٹ میں چھپا گیا ایک باپ، جو اپنی بیٹی کے لیے دنیا کی ہر حد توڑنے کو تیار تھا۔

میں تمہیں خریدنے نہیں آیا زوراق ...میں جانتا ہوں تم نے ایک " شادی کا تلخ تجربہ دیکھا ہے۔ لیکن عروسہ وہ تم پر جان دیتی ہے،

اردو نولز کلیکشن

Website

https://urdunovelscollection.com/

Whatsapp Channel

https://www.whatsapp.com/channel/0029VaEcPFVChq6Ho15o1E0Q

Youtube Channel

https://www.youtube.com/@urdunovelscollection1

Facebook Page

https://www.facebook.com/profile.php?id=61565379262101

Tiktok

https://www.tiktok.com/@urdu.novels1

اس جیسے اور اچھے نولز پڑھنے کے لئے سامنے
دیے گئے لنکس پے کلک کر کے ہماری ویب سائٹ
یا واٹس ایپ چینل جوائن کرلیں

نولز کے شارٹس ویڈیو سٹیٹس آپ ہمارے

Youtube , Facebook , Tiktok

پروفائلز سے حاصل کر سکتے ہیں

اردو نولز کلیکشن

Website

https://urdunovelscollection.com/

Whatsapp Channel

https://www.whatsapp.com/channel/0029VaEcPFVChq6Ho15o1E0Q

Youtube Channel

https://www.youtube.com/@urdunovelscollection1

Facebook Page

https://www.facebook.com/profile.php?id=61565379262101

Tiktok

https://www.tiktok.com/@urdu.novels1

اس جیسے اور اچھے نولز پڑھنے کے لئے سامنے
دیے گئے لنکس پے کلک کرکے ہماری ویب سائٹ
یا واٹس ایپ چینل جوائن کرلیں

نولز کے شارٹس ویڈیو سٹیٹس آپ ہمارے

Youtube , Facebook , Tiktok

پروفائلز سے حاصل کرسکتے ہیں

تمہارے لیے پاگل ہو رہی ہے۔ وہ تمہارے لیے کسی بھی حد تک جا سکتی ہے۔ خدا کے واسطے میری بیٹی کا دل مت توڑو۔"

زوراق نے اپنے لب آہستہ سے بھینچے، پلکیں گرا کر ایک گہرا سانس لیا اور پھر بغیر کسی نرمی کے، سفیان کی بات کاٹ دی۔

"...جانے کا راستہ اس طرف ہے"

وہ انگلی سے دروازے کی سمت اشارہ کرتے ہوئے بولا، جیسے وہ اس لمحے اس شخص کی موجودگی کو اپنی توہین سمجھ رہا ہو۔

سفیان ملک اب بھی ہار ماننے کو تیار نہ تھا۔

www.urdunovelscollection.com

"تمہیں ایک بار میری بات پر غور کرنا چاہیے، زوراق۔ ایسی آفر تمہیں کوئی اور نہیں دے گا۔ تمہارا ڈریم پروجیکٹ ...اُسے حقیقت کا روپ صرف سفیان ملک دے سکتا ہے۔"

اس کا لہجہ چیلنج سے بھرا تھا، جیسے وہ اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ کرنا چاہتا ہو۔

زوراق زدران کی آنکھوں میں اب کی بار ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

وہ کرسی سے ذرا سا جھکا، انگلیوں کی چٹکی بجائی ۔اور اگلے لمحے دروازہ کھل چکا تھا۔ گارڈ دروازے پر موجود تھا۔

اب تم جا سکتے ہو۔"ورنہ میرے گارڈز کھڑے ہیں تمہیں یہاں " سے بھیجنے کے لیے عزت سے دروازے تک چھوڑ کر آئے گے کہ اور پھر میری دی ہوئی عزت تم سے ہضم نہیں ہو گی

اس کے بات سن کر سفیان ملک کو غصہ تو بہت آیا تھا لیکن اس وقت کو اس سے پنگا نہیں لینا چاہتا تھا اس کے انداز پر سفیان ملک کو اٹھنا ہی پڑا۔زوراق زدران نے بنا نظر ملائے، فائل کھولی ... گویا اس کے جانے سے وہ منظر مزید صاف ہو چکا تھا۔

○○○○○○○

سفیان ملک کے دروازہ بند کرنے کی آواز جیسے ہی گونجی، زوراق زدران کے اندر دہکتا آتش فشاں پھٹ پڑا۔ وہ جو اب تک سرد،

ساکت اور باوقار بیٹھا تھا۔اچانک اپنی جگہ سے اٹھا اور میز پر رکھی فائل، کرسٹل پیپر ویٹ، گھڑی، اور شیشے کا جگ سب کچھ پوری طاقت سے فرش پر دے مارا۔...

ہر چیز ٹکڑوں میں بکھرتی گئی۔ جیسے اس کے ضبط کی ڈور بکھر چکی ہو۔اس کے چہرے پر غصے کی سرخی چھا گئی تھی، آنکھوں میں شعلے بھرے تھے۔ وہ اپنے ہی سانسوں کی گونج سے بھرا ہوا تھا، جیسے ہر سانس میں دھواں نکل رہا ہو۔ اچانک اس نے اپنی ریشمی ٹائی کو گردن سے جھٹکے سے کھینچا اور فرش پر پھینک دیا۔ وہ جھک کر دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں پر وزن دے کر کھڑا ہوا۔ جیسے خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہو، مگر اندر کا زہر ابل رہا ہو۔

"!کمینہ"

اس کے ہونٹوں سے لفظ نفرت میں لپٹا ہوا نکلا۔

"!میرے خوابوں کا سودا ... مجھ سے"

وہ دانت بھینچ کر رہ گیا۔ پیشانی پر تناؤ کی لکیریں تھیں اور گردن کی رگیں ابھر چکی تھیں۔

یہ صرف ایک بزنس مین نہیں، یہ اس کے خواب، اس کی محنت، اس کی پہچان کا سوال تھا۔ وہ پروجیکٹ، جس کے لیے وہ کئی راتیں جاگتا رہا تھا، جس کے لیے اس نے دنیا کی مخالفت مول لی تھی ۔آج کوئی اس پر پیسوں کی مہر لگا کر خریدنے چلا آیا تھا۔

اس پروجیکٹ کے لیے اسے اپنا سب کچھ داؤ پر لگانا پڑ رہا تھا اور وہ رسک نہیں لے رہا تھا وہ ایک ڈریم پروجیکٹ کے لیے اپنی ساری

زندگی کی کمائی پر رسک نہیں لے سکتا تھا لیکن سفیان ملک اسے کسی چیز پر آفر کرنے آگیا بلکہ خریدنے پر آگیا تھا۔

وہ فرش پر گرے شیشے کے ٹکڑوں کو گھورنے لگا۔ اس کے عکس میں اسے اپنا چہرہ نظر آیا غصے سے بھرا، تھکن زدہ، مگر پھر بھی شاہانہ۔ یہ زوراق زدران تھا ...جو بکتا نہیں، جھکتا نہیں ...ٹوٹتا ضرور ہے، مگر جھک کر نہیں، لڑ کر!

اور اس سے لڑنے کی ہمت کسی میں نہیں تھی کوئی اسے ہرا نہیں سکتا تھا۔اور وہ سفیان ملک کو بھی خود سے جیتنے نہیں دینے والا تھا سفیان ملک اس کے ساتھ سودا کرنے آیا تھا اس کے خوابوں کا سودا اور یہ سودا اسے بہت بھاری پڑنے والا تھا۔

www.urdunovelscollection.com

○○○○○○○

دھوپ کا رنگ اب سنہری نارنجی میں بدلنے لگا تھا، جیسے آسمان شام کی چادر اوڑھنے کو بے تاب ہو۔ رحمان بیگ حسبِ معمول چھتری نما سائے تلے اپنی پرانی کرسی پر بیٹھا تھا، اس کی نظریں بار بار گیٹ کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ وقت کافی ہو چکا تھا، اور زوراق زدران کسی بھی لمحے آ سکتا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ اگر زوراق نے اسے ذرا بھی بے پروائی میں دیکھا کسی نے کونے کھدرے میں بیٹھے اسے وقت کا ضیاع کرتے پا لیا۔تو

www.urdunovelscollection.com

اسے ایسی باتیں سننے کو ملتیں کہ سارا دن کی دھوپ بھی اس کے مقابل کچھ نہ لگتی۔

آج وہ خاص طور پر چوکنا تھا، کیوں کہ آج ...وہ کچھ اور ہی پلاننگ لے کر بیٹھا تھا۔ رحمان بیگ کے لیے یہ جگہ، یہ کرسی، اور یہ نگرانی محض نوکری نہیں، ایک ایسی گواہی تھی جو وہ روز اپنے مالک کے سامنے دیتا تھا،وفاداری کی۔

تبھی اس کی نظر دور سے آتی سیاہ لینڈ کروزر پر جا پڑی۔ اس کے ہونٹوں پر احترام بھرے سلام کی ترتیب بننے لگی۔ جیسے ہی گاڑی گیٹ میں داخل ہوئی، وہ فوراً کھڑا ہو گیا، کپڑوں کی شکنیں سیدھی کیں، اور ہاتھ سینے پر باندھ کر ایک دم سنبھل گیا۔

گاڑی آہستہ سے رکی، اس کا دروازہ کھلا اندر سے زوراق زدران نکلا۔ سفید شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک موڑی ہوئی تھیں، کالی پینٹ پر ہلکی سی دھول کے آثار تھے جیسے دن بھر کا تھکن زدہ وجود اب اپنے قلعے میں واپس آ رہا ہو۔ ہاتھ میں موبائل تھا، اور چہرے پر وہی سنجیدگی، وہی گرفت جو کسی بھی طاقتور انسان کا ہتھیار ہوتی ہے۔

لیکن اسی لمحے...رحمان بیگ کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

اس کا جسم لڑکھڑایا، اور بنا کچھ کہے وہ زمین پر گر گیا۔

زوراق زدران کی آنکھوں میں سوال ڈال دیے ہوں۔

وہ آگے بڑھا، مگر قدم ناپ تول کر چہرے پر وہی رعب، وہی بے تاثر ماسک، لیکن نگاہیں ...وہ لمحہ بھر کو ٹھہر گئیں تھیں۔

عارف !عارف کہاں ہو؟ دیکھو اس واچ مین کی حالت کیا ہے !

زوراق نے قدم بڑھانے کی بجائے بلند آواز میں پکارا، جیسے خود جانا اس کے لیے توہین ہو۔ ڈرائیور تیزی سے وہاں پہنچ رہا تھا اور عارف بھی جلدی سے گیٹ تک آیا جہاں رحمان بیگ زمین پر بے ہوش پڑا تھا، دیکھ کر حیران رہ گیا۔

سر، لگتا ہے رحمان بھائی کو شدید دھوپ لگ گئی ہے، طبیعت " خراب لگ رہی ہے۔ یہ جون جولائی کی گرمی نے انہیں،جلسا کر رکھ دیا ہے۔ بوڑھی ہڈیوں میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ صبح سے شام

www.urdunovelscollection.com

چوکیداری کر پائیں۔ ہمیں انہیں فوراً ہسپتال لے جانا چاہیے، "
ڈرائیور تفصیل سے بتا رہا تھا۔

جی سر، واچ مین شاید گرمی کی وجہ سے گر کر بے ہوش ہو گیا "
ہے، "عارف تیزی سے قریب آ کر بولا۔

ٹھیک ہے، اسے ہسپتال لے جاؤ، علاج کرواؤ اور اس کی جگہ کوئی "
اور اچھا واچ مین رکھو۔ ایسا نہیں کہ صبح سے شام یہاں بیٹھ کر
ضیاع کرے۔ "تمہیں اس بارے میں پہلے ہی کچھ سوچ لینا چاہیے
تھا ،اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عارف کو اس کی غلطی کا احساس دلا
رہا ہو کہ ان کے مین گیٹ پر کافی عرصے سے ایک بزرگ شخص
بیٹھا ہے جو اب ان کے کسی کام کا نہیں ہے ۔

www.urdunovelscollection.com

زوراق نے زیادہ اس کی حالت پر توجہ دیے بغیر اندر کی طرف قدم بڑھائے۔ عارف چابیاں اٹھائے اور رحمان بیگ کو ہسپتال لے جانے کی تیاری کرنے لگا

ooooooo

رحمان بیگ کی آنکھیں دھیرے دھیرے کھلیں، اور اس کے ہاتھوں میں لگی ہوئی ڈرپ ہلکی سی چل رہی تھی۔ وہ ہسپتال کے ایک مہنگے، خاموش کمرے میں تھا جہاں سفید دیواروں پر نرم روشنی پڑ رہی تھی۔ کمرے کے کنارے ایک آرام دہ صوفہ تھا، اور کھڑکی سے شام کی ہلکی ہوا اندر آ رہی تھی۔

عارف نے نرم لہجے میں کہا، "رحمان بھائی، ابھی آرام کریں، اٹھنے کی کوشش نہ کریں۔"

رحمان بیگ نے دھیمی مگر سرد نظروں سے اسے دیکھا،

"عرصہ ہوا ہے جو میں آرام کے بارے میں سوچوں، گھر کی فکر ہے۔ میری بیٹی اکیلی ہے، شام ہونے والی ہے اور اسے اندھیرے سے خوف ہے۔"

"عارف نے تسلی دی، "پہلے صحت سنبھالیں، پھر گھر جائیں گے۔

رحمان بیگ نے آہستہ سے سر ہلایا جب کہ اس کے ذہن میں خاموشی سے ایک سازش پل رہی تھی۔

رحمان بھائی، ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اب آپ کو آرام کی ضرورت " ہے۔ یہ عمر کا تقاضا ہے، اب کام کرنا چھوڑ دیں۔"عارف دھیمی ،آواز میں بولا

رحمان کی آنکھوں میں تلخی کے ساتھ ایک جھلک سی مسکراہٹ ،ابھری

آرام؟ آرام وہ کرتے ہیں جن کے نصیب میں بیٹے لکھے ہوں۔ " ، اللہ نے مجھے ایک ہی بیٹی دی ہے۔ بس اسے سنوار کر، اس کے ہاتھ پیلے کر دوں، پھر چاہے کچھ بھی ہو جائے، مجھے اپنی کوئی پرواہ نہیں۔"وہ بولا تو اس کی آواز میں وہ درد چھپا تھا جو ایک باپ کی محبت اور قربانی کا منہ بولتا اظہار تھا۔ اس کا چال باز لہجہ سامنے والے کو سچ میں متاثر کر دیتا تھا

ایک ہی بیٹی ہے جو میرے لیے سب کچھ ہے، اس کو پالنے کے "
لیے دن رات کام کرتا ہوں۔ ورنہ اس برے وقت میں، اس عمر
"میں، میں کسی کام کا شوق ہی نہیں رکھتا۔

رحمان کا چہرہ گہری سوچ میں ڈوبا تھا، جیسے اس کے دماغ میں کوئی
،سازشی منصوبہ پل رہا ہو

عارف جانتا تھا کہ رحمان کو اپنی بیٹی کی خوشی کے لیے جو بھی کرنا
پڑے گا، وہ کرے گا، چاہے اس کی اپنی زندگی کا کیا انجام ہو۔

عارف نے رحمان بیگ کی طرف دیکھا، جو بستر پر ڈرپ لگی حالت
میں لیٹے تھے۔ وہ تھوڑا جھجکا، پھر آہستگی سے بولا، اسے یہ بات کرنا
مناسب نہیں لگ رہا تھا۔

رحمان بھائی ...میں آپ کی تکلیف سمجھتا ہوں، دل سے سمجھتا "
ہوں۔ لیکن ...اب آپ کی حالت بھی تو دیکھیے۔ آپ کام کرنے
"کے قابل نہیں رہے۔

رحمان نے خاموشی سے عارف کی بات سنی، پر نظریں نہ ملائیں۔

زوراق زدران صاحب نے آج مجھ سے خود کہا ہے "...عارف نے "
..." ، تھوڑا ٹھہر کر آہستہ سے بات مکمل کی

کہ اب کسی عمر رسیدہ شخص کی بجائے جوان واچ مین رکھنا زیادہ بہتر
ہو گا۔ ہم آپ کا احترام کرتے ہیں، آپ کو 20 سال سے زائد ہو
گئے ہیں اس بنگلے میں نوکری کرتے ہوئے مگر ان کا فیصلہ صاف
"ہے۔

رحمان بیگ نے ہلکی سی تلخی سے سانس لی، مگر کچھ نہ کہا۔ پھر لمحے بعد دھیرے سے بولا، "زوراق زدران صاحب کی بات سمجھ میں آتی ہے، ان کا گھر ہے، ان کا حکم ہے۔ میں ایک معمولی واچ مین "ہوں، مگر میری مجبوری کوئی معمولی نہیں ہے۔

اس نے پہلی بار سیدھی نظریں عارف پر ڈالیں، آواز میں ضبط چھپا ہوا تھا۔

لیکن آپ مہربانی کر کے سفارش کر دیں میری ..بس اتنا کہہ دینا "کہ کچھ دن اور رکھ لے، میں جیسے تیسے نبھا لوں گا۔

ایک ہی بیٹی ہے میری ...میرے علاوہ کوئی نہیں جو اسے دیکھے، " اسے پالے۔ ابھی کچھ وقت اور دے دے زوراق صاحب، پھر خود "ہی چلا جاؤں گا۔

کمرے میں خاموشی پھیل گئی۔ باہر شام ڈھل چکی تھی، لیکن رحمان بیگ کی آنکھوں میں ایک اور رات ابھی باقی تھی۔

اپنے چالاک دماغ کی مدد سے وہ چوٹ وہاں لگا رہا تھا جہاں کامیابی کے پورے پورے چانسز تھے

ooooooo

وہ ہسپتال سے سیدھا گھر آیا تھا۔ دروازہ کھولتے ہی عزت کی نظر فوراً اپنے باپ کے ہاتھ پر گئی، جہاں چھوٹی سی پٹی لگی تھی—وہ

ڈرپ جو ابھی ابھی اتاری گئی تھی۔ حیرت اور پریشانی اس کے چہرے پر نمایاں تھی۔

ابا، یہ کیا ہوا؟ آپ ٹھیک تو ہیں نا؟ کچھ ہوا کیا؟ "عزت کی آواز " میں بے حد فکر تھی۔

،رحمان بیگ نے اس کا ہاتھ تھاما اور نرم لہجے میں کہا

کچھ نہیں بیٹا، آج دھوپ میں کھڑے رہنے کی وجہ سے سر چکرا " گیا تھا، وہاں ہی ہوش آ گیا۔ خوش قسمتی سے صاحب جی نے مجھے فوراً ہسپتال پہنچایا اور میرا علاج کروایا۔ ابھی ابھی مجھے گاڑی میں گھر "چھوڑا ہے۔

عزت حیرت اور تشویش کے ملے جلے جذبات کے ساتھ رحمان کو صوفے پر بٹھایا اور جلدی سے پانی لے آئی۔

" ابا، آپ نے مجھے فون کیوں نہیں کیا؟ اگر آپ نے بتایا ہوتا تو میں میں آ جاتی ہسپتال آپ کی طبیعت خراب ہونے پر مجھے تو کم از کم اطلاع دیتے "!عزت کی آواز میں گہری فکر اور اداسی تھی۔

" بیٹا، میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہیں پریشان کروں۔ تمہیں اس سب سے دور رکھنا چاہتا تھا، مگر اب دیکھتا ہوں کہ تمہاری فکر میرے لیے کتنی قیمتی ہے۔"بہت دیر سے احساس ہوا ہے تمہارا لیکن ہو گیا ہے میری بچی رحمان نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا،

"ارے تم تو رونے لگی ارے میری جان، یہ سب کچھ تو زندگی کا حصہ ہے۔ یہ سب کچھ زندگی کے ساتھ ساتھ چلتا رہے گا۔ مجھے پریشانی تو کسی اور بات کی ہے۔"

اس کی آواز میں درد اور دکھ جھلک رہا تھا۔

عزت کی آنکھوں میں بے چینی اور فکر کا سمندر بھر گیا۔ اس نے پوچھا،

"کیسی پریشانی، ابا؟وہ آنسو پونچھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

بیٹا، وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ مجھے اس نوکری سے نکال دیں گے کیونکہ میری عمر بہت زیادہ ہو چکی ہے اور میں اپنے فرائض ٹھیک

سے سر انجام نہیں دے پا رہا۔ انہیں ایک جوان اور قابل واچ مین

"کی ضرورت ہے۔

اس کی بات سن کر عزت کو غصہ آنے لگا تھا، اس کی آواز میں

،شدت آگئی

کیا مطلب ہے آپ کی اس بات کا؟ آپ نے اس گھر میں اتنے "

سال گزارے، میری پیدائش سے پہلے سے ہی کام کیا ہے۔ اپنی

پوری زندگی اس گھر کے لیے وقف کر دی، اور اب وہ لوگ آپ

"کو نکالنے کی بات کر رہے ہیں؟

اس کے چہرے پر غصہ اور درد دونوں صاف نظر آ رہے تھے۔رحمان نے خاموشی سے دروازے کی طرف دیکھا، جیسے وہ اپنی ساری جنگیں وہاں لڑ چکا ہو۔

رحمان نے عزت کی بات سنی تو اس کی نظریں جھک گئیں، جیسے اپنی بے بسی چھپانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر دکھ کی ایک لکیر اور گہری ہو گئی تھی۔

،اف کیسے بے حس لوگ ہیں "...عزت کے لہجے میں لرزش تھی"

آپ نے ساری زندگی ان کے دروازے کی حفاظت کرتے گزار " دی، ان کی عزت، ان کی نیند، ان کا سکون آپ کی چوکیداری سے "جڑا رہا ...اور اب وہ آپ کو نوکری سے نکال دیں گے؟

www.urdunovelscollection.com

رحمان خاموش رہا۔ مگر عزت کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

" اور ایک وہ زوراق زدران ... جس دن اس نے مجھے جان سے مارنے کی کوشش کی،اسی دن سمجھ گئی ٹھیک ہے وہ کیسا انسان ہے ۔ اگر عارف صاحب وقت پر نہ آتے تو وہ واقعی مجھے ختم کر دیتا۔ اُس انسان میں ذرا برابر بھی انسانیت نہیں۔ اور اب وہی آدمی آپ کو نوکری سے نکالنے کی بات کر رہا ہے؟ بابا، یہ ظلم ہے!"

رحمان نے آہ بھری، "بیٹی، ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہم لوگ نوکر ہوتے ہیں، اور نوکر کی وفاداری ہمیشہ اس کے کردار میں تو دیکھی جاتی ہے، مگر یاد نہیں رکھی جاتی۔"

www.urdunovelscollection.com

عزت نے بے بسی سے اپنے باپ کا ہاتھ تھام لیا، اس کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔ "نہیں بابا، اس بار میں خاموش نہیں رہوں گی۔ آپ کے ساتھ ناانصافی نہیں ہونے دوں گی۔"

رحمان نے عزت کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بمشکل مسکراہٹ سجائی، لیکن وہ مسکراہٹ صرف لبوں تک تھی، آنکھوں میں شکست کی نمی اب بھی ٹھہری ہوئی تھی۔

"وہ لوگ مالک ہیں، بیٹی۔ اور مالک ہمیشہ اپنی بہتری سوچتے ہیں۔ بے شک ...ایک جوان چوکیدار مجھ سے بہتر ان کے گھر کی نگرانی کر سکتا ہے۔"

اس کے لہجے میں کوئی شکایت نہیں تھی، بس قبولیت تھی۔۔۔وقت، عمر، اور حالات کی تلخ قبولیت۔وہ اپنے لہجے میں اتنی عاجزی لے آتا تھا کہ کوئی اس پر شک نہیں کر پاتا تھا۔عزت اس کے سارے رنگوں سے واقف ہونے کے باوجود بھی اس کے اس رنگ کو پکڑ نہیں پائی تھی

"مجھے تو پریشانی آنے والے وقت کی ہے ...پانی، بجلی، گیس کے بل ...راشن کہاں سے آئے گا؟ ہم ...ہم تو بھوکے مر جائیں گے بیٹا"۔

عزت نے تڑپ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے، اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے، لیکن آواز میں مضبوطی تھی۔

کیوں مر جائیں گے ابا؟ میں ہوں نا۔ میں کام کروں گی، میں نے " پھروس والی خالی سے بات بھی کی ہے،انہیں میرے ہاتھ کا ذائقہ بہت پسند تھا وہ مجھے کہہ رہی تھی کہ اگر میں انہیں روز شام کا کھانا بنا کر دے دیا کروں تو وہ مجھے کچھ رقم دے دیا کریں گی زیادہ دور بھی نہیں ہے، ۔ میں آپ کا، اپنا سہارا بنوں گی۔ آپ فکر نہ کریں۔ اگر وہ آپ کو نکالتے بھی ہیں، تو بھی ہم ہاریں گے نہیں۔ میں "کروں گی جو مجھ سے بن پڑا۔

وہ ضبط کرتے ہوئے بولی، مگر اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ رحمان کو حوصلہ دے، اس کی امید بنے—جیسے وہ برسوں سے اس کا سایہ بنا تھا، سوتیلا باپ ہونے کے باوجود بھی باپ تو تھا اس کا ۔رحمان نے ہاتھوں کی گرفت کو تھوڑا سا سخت کیا۔

اللہ تمہیں سلامت رکھے بیٹی، میں خود کوشش کرتا ہوں، تمہیں " کوئی ایسی نوکری دلواتا ہوں جس میں تم۔ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے والی عورت کے گھر مردوں کا آنا جانا ہے ۔میں اپنی بیٹی پر کوئی داغ نہیں لگوانا چاہتا وہ اس کے ماتھے کو چومتے ہوئے بولا تو عزت خاموش ہو گئی تھی وہ اس کی بات کا مطلب بہت اچھے سے سمجھ گئی تھی

○○○○○○○○○○

رحمان حسبِ معمول صبح سویرے تیار ہو چکا تھا، وردی کی قمیص کے بٹن بند کرتے ہوئے وہ دروازے کی جانب بڑھا ہی تھا کہ عزت کی نرم لیکن فکر بھری آواز نے اسے روک لیا۔

"ابا ...اب کہاں جا رہے ہیں؟ صبح سویرے آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے، جب طبیعت بہتر ہو جائے گی تب چلے جائیے گا۔ ابھی کچھ دن آرام کریں۔"

عزت دروازے کے پاس کھڑی تھی، آنکھوں میں خالص بیٹی کا درد تھا۔ وہ اپنے باپ کے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھی، مگر اس چہرے کی وہ تھکن، وہ مکاری جسے وقت اور حالات نے تراشا تھا، وہ شاید اب بھی نہ سمجھ پائی تھی۔

رحمان نے نرمی سے اس کی طرف دیکھا، دھیمی مسکراہٹ چہرے پر آ گئی۔

"عزت ...میری جان، کام تو کرنا ہو گا نا۔ اب ذرا سی تکلیف پر گھر تو نہیں بیٹھ سکتا۔ گر بھی پڑا ہوں تو سنبھلنا تو ہے۔ اب جا کر تھوڑی عقل آئی ہے۔"

وہ ایک پل کو رکا، پھر آہ بھر کر گویا ہوا،

"نہیں چاہتا کہ ذرا سی طبیعت خرابی کا بہانہ کر کے میں اپنی ذمہ داریوں سے رخ پھیر لوں۔"

عزت نے بے چینی سے اس کے ہاتھ کو تھام لیا، جیسے روکنا چاہتی ہو، جیسے چاہتی ہو کہ وہ صرف ایک دن کے لیے، صرف ایک صبح کے لیے خود پر رحم کرے۔

مگر وہ جانتی تھی، اس مرد کی ضد وقت سے نہیں ٹکر لیتی، ضرورت سے ٹکرا جاتی ہے۔

اور ضرورت، ہمیشہ ضد سے جیت جاتی ہے۔

عزت کی آنکھیں بھر آئیں، وہ ضبط کیے باپ کو دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ رہی تھی۔ دل جیسے مٹھی میں آ کر بند ہو گیا ہو۔

بابا ...کیوں اپنی جان ہلکان کرتے ہیں؟ "وہ بمشکل خود پر قابو پاتے " ہوئے بولی۔

اردو ناولز کلیکشن

Website

https://urdunovelscollection.com/

Whatsapp Channel

https://www.whatsapp.com/channel/0029VaEcPFVChq6Ho15o1E0Q

Youtube Channel

https://www.youtube.com/@urdunovelscollection1

Facebook Page

https://www.facebook.com/profile.php?id=61565379262101

Tiktok

https://www.tiktok.com/@urdu.novels1

اس جیسے اور اچھے ناولز پڑھنے کے لئے سامنے
دیے گئے لنکس پہ کلک کر کے ہماری ویب سائٹ
یا واٹس ایپ چینل جوائن کرلیں

ناولز کے شارٹس ویڈیو سٹیٹس آپ ہمارے
Youtube , Facebook , Tiktok
پروفائلز سے حاصل کر سکتے ہیں

رحمان نے پیچھے مڑ کر اپنی بیٹی کی طرف دیکھا۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی، لیکن آنکھوں میں برسوں کی تھکن، بے بسی اور وہ درد چھپا تھا جو باپ ہونے کا قرض ہوتا ہے۔

مجبوری ہے میری بچی "...اس نے آہستہ سے کہا، "یہ نہ ہو کہ اگر " آج کام پر نہ گیا تو وہ لوگ میری جگہ کسی اور کو رکھ لیں۔ اور اگر "...انہوں نے نیا واچ مین رکھ لیا تو سمجھ لو میرا کام ختم

،وہ تھوڑا رکا، سانس لیا جیسے دل کی گہرائی سے کچھ چھپا ہو

اور اب اتنا بھی بیمار نہیں ہوا میں کہ ذرا سی بیماری پر بستر پکڑ کر " بیٹھ جاؤں۔ میں نے اپنی بیٹی کی زندگی کا بہتر فیصلہ کرنا ہے، اسے دھوم دھام سے رخصت کرنا ہے ...اور یہ سب کچھ گھر بیٹھ کر نہیں

ہو سکتا۔ اللہ پاک نے میرا دل اس طرف مائل کیا ہے تو مجھے

"کرنے دو۔

لیکن ابا ... آپ کی طبیعت؟ "عزت کی آواز لرز گئی تھی۔"

،رحمان نے نرمی سے مسکرا کر سر ہلایا

ٹھیک ہے میری طبیعت۔ کچھ نہیں ہوا مجھے۔ تو بس دروازہ بند کر "

"لے اندر سے، میں جا رہا ہوں کام پر۔

وہ کہتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ سرد ہوا کا ایک جھونکا

اندر آیا جیسے وقت کے تھپیڑوں کی خبر دے رہا ہو۔

عزت نے خاموشی سے دروازہ بند کر دیا، مگر اندر ہی اندر وہ باپ

کی حالت سے بے حد فکر مند تھی۔

جسم ساتھ نہ دے رہا تھا، لیکن جذبہ، ذمہ داری، اور بیٹی کا مستقبل اُسے پھر سے کام پر لے گیا تھا۔

○○○○○○○

رحمان جیسے ہی صبح سویرے تھکے قدموں سے اندر داخل ہوا، عارف جو ناشتہ تیار کروا رہا تھا، چونک گیا۔ حیرت اور فکر اس کے لہجے میں نمایاں تھی۔

"ارے رحمان بھائی !آپ صبح صبح آ گئے؟ ابھی تو آپ کی طبیعت بھی پوری ٹھیک نہیں ہوئی۔ کچھ دن آرام کر لیتے۔ زوراق زدران صاحب تو ابھی تھوڑی دیر میں آفس کے لیے نکلنے والے ہیں، وہ اگر دیکھ لیں گے آپ کو ایسی حالت میں..."

،رحمان نے تھکی ہوئی ہنسی لبوں پر سجا کر جواب دیا

" ارے صاحب جی، کام تو کرنا ہے نا، چھٹیاں کاٹنے کی حیثیت نہیں ہے میری۔ گھر کے حالات بھی کچھ ٹھیک نہیں ہیں۔"

عارف نے سنجیدگی سے اسے دیکھا، "میں سمجھتا ہوں، لیکن ...پھر بھی، اپنی حالت تو دیکھیں۔ ایسے کیسے کھڑے رہیں گے؟ آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں، چند دن آرام کر لیجئے۔ میں زوراق صاحب سے خود بات کر لوں گا، آپ کے لیے۔"

رحمان نے فوراً نفی میں سر ہلا دیا۔ اس کی آنکھوں میں بناوٹی خودداری چمک رہی تھی۔جو سامنے کھڑا عارف نہیں سمجھ سکتا تھا۔

نہیں صاحب جی، ان کے بہت احسانات ہیں مجھ پر۔ بار بار ویسے "
بھی کوئی بھیک بھی نہیں دیتا ۔ اور میں اُن کے لیے کسی قسم کی
مصیبت نہیں کھڑی کرنا چاہتا۔ میری بیٹی بھی اب نوکری کی تلاش
"میں ہے۔

،ان کی بات پر عارف کو کچھ خیال آیا، وہ بظاہر بے ساختگی سے بولا

"کہاں تک پڑھی لکھی ہے آپ کی بیٹی؟"

،رحمان نے دھیمی آواز میں جواب دیا

بارہویں تک، صاحب جی۔ آگے پڑھنا چاہتی تھی لیکن ...ہمارے "
"حالات اجازت نہ دے سکے۔

" ،عارف نے آہ بھری

بارہویں تک تعلیم کوئی مکمل تعلیم نہیں ہوتی رحمان بھائی، ورنہ میں "اسے کسی اسکول میں ٹیچر لگوانے کا بندوبست کر دیتا۔

،رحمان نے نظریں جھکا کر افسردہ لہجے میں کہا

" جانتا ہوں صاحب جی۔ ہم جیسے غریبوں کے نصیب میں ویسے بھی اچھی نوکریاں کہاں لکھی ہوتی ہیں؟ گھر کے کام کاج کر لیتی ہے، کھانا بہت اچھا بناتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے ایک دو بار اپنی محفل میں بلایا تھا، کبھی کبھار کچھ کام مل جاتا ہے اسے۔ میں سوچ رہا تھا کہ اگر آپ بڑے صاحب جی سے بات کریں تو شاید یہاں بنگلے "میں کوئی کام مل جائے اسے۔

عارف فوراً سنجیدہ ہو گیا۔ وہ ذرا قریب ہوا اور قدرے دھیمی مگر

،سخت آواز میں بولا

بڑے نہیں رحمان بھائی ...ایسا ممکن نہیں ہے۔ زوراق زدران "

عورت ذات سے نفرت کرتے ہیں۔ اور میرے سننے میں آیا ہے

"کہ پانچ سال پہلے ...انہوں نے اپنی بیوی کا بھی قتل کر دیا تھا۔

،کیا "رحمان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

،عارف نے ایک سرد سانس لیتے ہوئے آہستہ سے کہا

وجہ کیا تھی، یہ تو میں نہیں جانتا۔ اُس وقت میں گاؤں گیا ہوا "

تھا۔ لیکن سنا ہے بات بہت بڑی ہوئی تھی۔ کسی نے تفتیش کی بھی

نہیں، لیکن زوراق زدران کا نام لینا ...خود کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہے۔"

اور پچھلی دفعہ آپ کی بیٹی کے ساتھ اس بنگلے میں کیا ہوا تھا یہ تو آپ بھی بھولے نہیں ہوں گے ۔صاحب جی ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں جب انہیں غصہ آتا ہے تب انہیں کچھ بھی سمجھ نہیں آتا،

فضا میں ایک لمحے کو سناٹا چھا گیا۔ باہر صحن میں زوراق کی گاڑی کی آواز گونجی تو دونوں چونکے۔ وہی قدموں کی گونج، وہی رعب دار چال، جیسے زمین بھی اُس کے قدموں تلے دبی جا رہی ہو۔

www.urdunovelscollection.com

زوراق زدران ...ایک ایسا نام، جو صرف نام نہیں تھا، بلکہ دہشت کا استعارہ بن چکا تھا۔

صاحب جی ...اُس دن زوراق صاحب نشے میں تھے۔ اگر میری " مجبوری نہ ہوتی نا، تو میں کبھی یہ نہ کہتا کہ میری بیٹی کو یہاں کام دلا دیں۔"رحمان نے عارف کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی نرمی اور عاجزی سے بات شروع کی، لیکن اس کی آنکھوں میں ایک خاص چالاکی جھلک رہی تھی

وہ جانتا تھا کہ عارف ایک نرم دل انسان ہے، جو دوسروں کی پریشانی دیکھ کر فوراً متاثر ہو جاتا ہے۔ اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، اس نے بات آگے بڑھائی

www.urdunovelscollection.com

صاحب جی، میں بس اپنی بیٹی کو اپنی انکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتا " ہوں ۔مجھے اس کی فکر کھائے جا رہی ہے اگر میں کام نہیں کروں گا تو ہم کھائیں گے کہاں سے اور بیٹی سے کام کروانے کا زمانہ نہیں ہے ملک کے حالات کیسے ہیں آپ جانتے ہیں بھیڑیے طاق لگائے بیٹھے ہیں، میری بس ایک گزارش ہے ...وہ بنگلے میں صرف اُس وقت رہے جب زوراق صاحب اپنے دفتر میں ہوں۔ میں خود بھی باہر گیٹ پر موجود رہوں گا۔ میری بچی میری آنکھوں کے سامنے "رہے گی ...تو مجھے بھی تسلی ہو گی۔

عارف کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں تھیں۔ وہ جانتا نہیں تھا کہ رحمان کوئی سیدھا سادہ آدمی نہیں، اور اس کی باتوں کے پیچھے کوئی

نہ کوئی مطلب ضرور ہوتا ہے۔ اور اس وقت ایک باپ کی مجبوریاں سن کر اُس کا دل بھی پگھلنے لگا تھا۔

،میں کوئی وعدہ تو نہیں کر سکتا، "عارف نے آہستہ سے کہا"

"لیکن ...ہاں، تمہارے لیے کوشش ضرور کروں گا۔"

رحمان کے ہونٹوں پر ایک دھیمی سی مسکراہٹ آئی۔ یہ وہی مسکراہٹ تھی جو اس وقت آتی ہے جب کسی چالاک انسان کو یقین ہو جائے کہ اُس کی چال کام کر گئی ہے۔

زوراق ہر وقت غصے میں رہتا تھا ہر وقت کسی نے کسی کو باتیں سناتا رہتا لیکن عارف کے ساتھ اس کا الگ ہی رشتہ تھا۔

وہ عارف کی بات مان جاتا تھا شاید اس لیے کیونکہ عارف کے ساتھ اس کا بہت پرانا تعلق تھا وہ صرف عارف پر ہی یقین کرتا تھا ۔یہاں تک کہ گھر کا سارا نظام بھی عارف ہی سنبھالتا تھا۔

اور اسے یقین تھا کہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ضرور ہو گا اور اگر اس کی بیٹی کو اس بنگلے میں نوکری مل گئی تو آگے تو اس نے بہت کچھ سوچ رکھا تھا۔

ooooooo

"یہ ناشتہ بنایا ہے تم نے؟"

زوراق زدران کی کرخت آواز نے صبح کی خاموشی چیر دی۔ اس کے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ زور سے میز پر جا ٹکرائی۔

"کیا بکواس ہے یہ؟"

سامنے کھڑے ملازم کی گردن جھک گئی، وہ نظریں تک نہیں اٹھا سکا۔ اسی وقت عارف ہال میں داخل ہوا اور ایک لمحے کو رُک گیا، جیسے ہوا میں کچھ سنبھلنے کی کوشش کر رہا ہو۔

زوراق نے پلٹ کر دیکھا، آنکھوں میں چبھن، لہجے میں سرد مایوسی تھی ،

"کتنی بار کہا ہے کہ میں فضول چیزیں برداشت نہیں کرتا۔ میرے لیے کھانے کا مطلب صرف کھانا نہیں ہوتا، یہ میرا موڈ سنبھالتا ہے۔ اور تم لوگ ...تم سب جاہل ہو، احساس تک نہیں رکھتے۔"

www.urdunovelscollection.com

عارف آہستہ قدم بڑھاتا اس کے قریب آیا، "سر، اصل میں ...کک کی والدہ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی، اس لیے وہ فوراً نکل گیا۔"

زوراق نے ہنکارا بھرا، جیسے کسی معمولی خبر کو سنا اور پھینک دیا، "یہ سب ملازم بس بہانے باز ہوتے ہیں۔ ایک کی ماں، دوسرے کی بہن، تیسرے کا بیٹا۔ یہاں ہر وقت کوئی نہ کوئی مسئلہ چل رہا ہوتا ہے۔ کہہ دو اسے، نوکری ختم۔ نہ وہ واپس آئے، نہ اس کا بہانہ۔"

عارف نے ہچکچاتے ہوئے بات شروع کی، "سر ...میں ایک بات سوچ رہا تھا۔ پچھلے ہفتے آپ نے جو کھانا اتنے مزے سے کھایا تھا، وہ ہمارے واچ مین رحمان کی بیٹی نے بنایا تھا۔ لڑکی کافی محنتی ہے، اور حالات بھی خراب ہیں ان کے۔ رحمان صاحب کی طبیعت بھی

بگڑتی جا رہی ہے۔ لڑکی صرف کام کرنا چاہتی ہے۔ میں نے سوچا،

"شاید ہم اسے عارضی طور پر رکھ لیں۔

زوراق نے اسے ٹھنڈی نظروں سے دیکھا، پھر اپنے ہاتھ کی انگلیوں

،پر کچھ سوچا اور دھیرے سے بولا

"عارف، مجھے نہ کسی کے حالات سے فرق پڑتا ہے، نہ ان کی

بیٹیوں سے۔ نہ ہی یہ جاننے میں دلچسپی ہے کہ کس کے گھر میں کیا

ہو رہا ہے۔ تم جانتے ہو، میرے لیے کام ہونا چاہیے، اور وقت پر۔

"باقی سب فضولیات ہیں۔

،عارف نے آہستگی سے سر جھکایا، پھر کچھ قریب آ کر بولا

سر، میں جانتا ہوں آپ کو عورتوں کی موجودگی سے الجھن ہوتی "
ہے۔ اس لیے میں وعدہ کرتا ہوں کہ وہ آپ کے سامنے کبھی نہیں
آئے گی۔ وہ آپ کے آنے سے پہلے گھر سے جا چکی ہو گی۔ آپ
کو اس کے وجود کا علم بھی نہ ہو گا۔ بس اتنی مہلت دیجیے کہ میں
"کھانے کا بندوبست کر سکوں۔

زوراق نے نظر بھر کے اسے دیکھا، جیسے آخری بار برداشت کر رہا
،ہو

ایک موقع ہے تمہارے پاس، لیکن مجھے صرف ایک چیز سے "
غرض ہے — کھانے سے۔ باقی تم سنبھالو۔ لیکن ...سن لو، اس گھر
میں عورت نظر آئی، تو اگلا دروازہ تمہارے لیے کھلے گا — باہر
"کا۔

www.urdunovelscollection.com

یہ کہہ کر وہ سخت قدموں سے چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

عارف نے گہری سانس لی، جیسے اپنے اندر جمع سارا بوجھ ہونٹوں سے باہر نکال دینا چاہتا ہو۔ اس کے چہرے پر واضح تھکن تھی۔ کچھ دنوں سے وہ جان چکا تھا کہ اس گھر میں صرف کھانے اور صفائی کی ہی کمی نہیں، اعتبار کا بھی قحط ہے۔

کچھ دن پہلے، جب وہ دفتر سے ذرا تاخیر سے آیا، تو سی سی ٹی وی کیمروں میں واضح طور پر دیکھا گیا کہ دو ملازم زوراق کے بیڈ روم کی جانب گئے تھے۔ حالانکہ وہ کمرہ ہمیشہ لاک رہتا ہے، پھر بھی کچھ چابیاں ملازمین کے پاس ہونا خطرے کی گھنٹی تھی۔ اور صرف یہی نہیں، گھر کی کچھ فائلیں بھی غائب ہو چکی تھیں — اور یہ معمولی

کاغذات نہیں تھے، بلکہ وہ فائلیں تھیں جو بزنس کی اہم ڈیلز سے جڑی ہوئی تھیں۔

عارف کو شک تھا کہ زوراق کے بزنس کے مخالفین، جو برسوں سے اس کی طاقت کو تسلیم نہیں کر پا رہے تھے، انھوں نے کسی نہ کسی ملازم کو خریدا ہے۔ گھر کے اندر ایک خفیہ دشمن موجود ہے، یہ سوچ ہی اسے کئی راتیں بے خواب کر چکی تھی۔

اسی لیے وہ چاہتا تھا کہ ایک ایسا فرد، جس پر وہ اعتماد کر سکے، جس کے دل میں صرف مجبوری ہو، کوئی لالچ نہ ہو، گھر میں کام کرے۔ اور رحمان کی بیٹی اسے اس کے لیے مناسب لگی تھی۔ وہ جانتا تھا یہ ایک رسک ہے ...لیکن اس وقت یہی ایک امید بھی ہے۔

اب بس اسے دعا تھی کہ وہ لڑکی اس کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائے۔۔

○○○○○○○

عارف گیٹ سے باہر آ کر ایک پل کو رُکا۔ سانسیں جیسے بھاری ہو چکی تھیں۔ وہ زوراق کا تیز لہجہ، اس کی بے نیازی، اور گھر کی بگڑتی فضا سے کچھ لمحے کو نکلنا چاہتا تھا۔ اس نے دائیں طرف دیکھا، جہاں دروازے کے پاس رحمان اپنی کرسی پر نیم دراز بیٹھا سورج کی کرنوں کو آنکھوں پر ہاتھ رکھے دیکھ رہا تھا۔

رحمان بھائی"...عارف کی آواز میں گہری سنجیدگی تھی، جیسے کوئی " فیصلہ سنا رہا ہو۔

”رحمان چونک کر اٹھ بیٹھا، “جی صاحب؟

،عارف اس کے قریب آیا، دھیرے سے بولا

میں نے بات کر لی ہے ...سر سے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ کی “
”بیٹی کو نوکری دے دیں گے۔

رحمان کی آنکھیں ایک لمحے کو جگمگا اٹھیں۔

،عارف نے بات جاری رکھی

فی الحال ایک مہینے کے لیے عارضی رکھیں گے۔ ماہانہ تنخواہ پچیس “
ہزار ہو گی۔ لیکن ”...وہ تھوڑا جھجکا، “آج شام سر خود ٹیسٹ لیں
گے۔ اگر ان کو اس کا کھانا پسند آیا، تبھی نوکری پکی ہو گی۔ تو فوراً
بلا لیں اسے۔”تاکہ وہ آ کر کھانا تیار کرے باقی سر کے سامنے اسے

www.urdunovelscollection.com

جانے کی ضرورت نہیں تھی سر کے آنے سے پہلے یعنی کہ چھ بجے سے پہلے ہی اسے گھر کے لیے نکل جانا ہو گا،وہ اسے تفصیل سے بتا رہا تھا۔

رحمان نے جیسے خوشی سے کرسی کے ہتھے پر زور دے کر خود کو سنبھالا،

"کیا ...کیا آپ نے سچ میں بات کر لی؟"

اس کی آواز کانپ رہی تھی، جیسے کسی نے برسوں کی دعاؤں کو پہلی بار سنا ہو۔

صاحب جی ...مجھے یقین ہے، میری بیٹی کا کھانا دل جیت لے گا۔ وہ "
بہت سلیقے والی ہے، بہت سمجھدار ہے۔ وہ بہت اچھا بناتی ہے ...
"!میں ...میں اسے ابھی بلاتا ہوں

رحمان جلدی سے اپنی جیب سے فون نکالتا ایک سائیڈ ہٹ گیا۔ اس کے لبوں پر پہلی بار ایک سکون بھری مسکراہٹ آئی تھی۔ جیسے اس کی بیٹی کی قسمت کا دروازہ کھلنے والا ہو۔

اور اگر دروازہ نہیں بھی کھلا تھا تو وہ کھول لینے والا تھا کیونکہ پلاننگ اس نے بہت دور تک کے کر رکھی تھی ۔

وہ فون کان سے لگائے کسی ہلکی سی آواز میں بات کر رہا تھا، اور اس کی آواز میں ایک باپ کا مان اور امید واضح جھلک رہا تھا۔

اس کی چار لاکھ کی اور چال بازیوں سے دور عارف نے پیچھے مڑ کر آخری بار رحمان کو دیکھا، پھر ایک گہری سانس لے کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ آج کی شام بہت اہم ہے ۔زوراق کو کسی کے ہاتھ کا کھانا بہت مشکل سے پسند آتا تھا لیکن اس دن پارٹی میں اس نے کھانے کی بہت تعریف کی تھی۔

حالانکہ وہ بہت کم لوگوں کی تعریف کرتا تھا لیکن عارف نے نہیں بتایا تھا کہ کھانا کس نے بنایا ہے ۔لیکن آج بتانا پڑ گیا تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ رحمان کی پریشانی کا کوئی حل نکل ائے

ooooooo

عزت آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ چادر کو بار بار اپنے گرد لپیٹتی، پھر کھولتی، پھر دوبارہ سنوارتی۔ ہاتھ کپکپا رہے تھے ...اور دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

آج پھر اُسے اسی بنگلے میں جانا تھا۔ اُسی جگہ، جہاں سے اُس کی چیخیں شاید دیواروں نے بھی سنی تھیں۔ جہاں اس رات، زوراق زدران کی آنکھوں میں اُس نے اپنے لیے صرف موت دیکھی تھی۔

وہ آواز ایک بار پھر اس کے دماغ میں گونجی، اور اس کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔

وہ اپنا خوف باپ کو فون پر بتا چکی تھی۔ باپ نے اسے تسلی دی تھی کہ زوراق زدران کے آنے سے پہلے وہ واپس آ جائے گی، اور اُس کے سامنے کبھی نہیں آئے گی۔

لیکن دل تھا کہ یقین کرنے سے انکاری تھا۔

اس نے جلدی جلدی اپنے کپڑے درست کیے، بڑی سی چادر کو اچھی طرح خود پر لپیٹا، اور ایک نظر آئینے میں ڈالی۔

ڈر آنکھوں میں واضح تھا … لیکن اس ڈر سے بڑی چیز تھی مجبوری۔

ابا کے لیے … اپنے لیے "…وہ خود سے بولی، اور دروازے کی " طرف قدم بڑھا دیے۔

یہ نوکری کوئی شوق نے ہی بلکہ مجبوری تھی اور اس مجبوری میں اس کے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا اپنے لیے اپنے باپ کے لیے وہ امید کی کرن بننا چاہتی تھی اور وہ جانتی تھی اس کے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانا وہاں ضرور پسند کیا جائے گا۔

اور ویسے بھی وہ یہی کام کرنے کے لیے تو پڑوس کی انٹی کے گھر جانے کا سوچ رہی تھی،اور پڑوس کی انٹی اسے کتنا ہی دے دیتی دو چار ہزار اس میں تو ویسے بھی گزارا ممکن نہیں تھا 25 ہزار ایک بہت بڑی رقم تھی اور اس انٹی کی ریپیٹیشن بھی ٹھیک نہیں تھی ایسے میں وہ اپنے باپ کی آنکھوں کے سامنے رہے گی یہ بات اہمیت رکھتی تھی

○○○○○○

وہ جیسے ہی گیٹ کے اندر داخل ہوئی، سامنے ہی رحمان صاحب ایک پرانی سی چھتری ہاتھ میں لیے دھوپ سے بچنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ ان کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں، جیسے اپنی بیٹی کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہوں۔ عزت کو دیکھتے ہی وہ فوراً کھڑے ہو گئے، چہرے پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔

"ارے میری بچی، تُو آ گئی!"

انہوں نے شفقت سے آگے بڑھ کر اُس کے سر پر ہاتھ رکھا،

"میری جان، جلدی اندر چل۔ ابھی سے کھانا بنانا شروع کر دے، تاکہ صاحب جی کے آتے ہی کھانا تیار ہو۔ اگر انہیں پسند آ گیا تو بس، نوکری پکی سمجھ! مجھے یقین ہے، یہ کام تجھے ہی ملے گا۔"

ان کی آواز میں امید تھی، اعتماد تھا ...اور فخر بھی۔ جبکہ عزت...دل پر ہاتھ رکھے ہلکی سی گردن ہلاتی ان کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر اندر چلنے لگی۔

ہر قدم پر، ہر دیوار پر، ہر کونے پر اسے وہ رات یاد آ رہی تھی۔

وہی رات، جب زوراق زدران نے اس کے گلے پر اپنی انگلیاں رکھ کر اتنی شدت سے دبایا تھا کہ سانسیں تھم گئی تھیں۔

اسے لگ رہا تھا جیسے وہ نشان اب بھی اس کی گردن پر ہوں۔

بنگلے کی دہلیز عبور کرتے ہوئے اس کے پیر لرز گئے۔

یہ وہی جگہ تھی، لیکن وہ مجبوری بھی وہی تھی۔

دل چیخ اٹھا، لیکن آنکھیں جھکی رہیں۔

خاموشی سے، دبے قدموں وہ اپنے ابا کے پیچھے چلتی ہوئی اندر چلی گئی۔

"oooooooo

"او لڑکی، آ گئی تم؟

عارف نے دروازے کی طرف دیکھتے ہی ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

"میں تمہارے ہی آنے کا انتظار کر رہا تھا۔"

وہ تیز قدموں سے اس کے قریب آیا اور ایک ہاتھ میں پکڑی فہرست اسے تھما دی۔

"کچن تو تمہیں پتہ ہے کہاں ہے۔ یہ لسٹ دیکھ لو۔ جو جو چیزیں بنانی ہیں، ان میں سے اگر کوئی چیز تمہیں نہیں آتی تو ایک آدھ چیز چھوڑ دینا، لیکن باقی سب تمہیں بہترین بنانا ہے۔"

اس کا لہجہ سخت نہیں تھا، لیکن واضح اور ذمہ داری بھرا ضرور تھا۔

"یہ نوکری پکی تبھی ہوگی جب تمہارا کھانا سر کو پسند آئے گا۔ کوئی کسر مت چھوڑنا۔ میں نے بڑی مشکل سے تمہارے لیے یہ موقع حاصل کیا ہے۔ تمہارے باپ کی عمر ہو چکی ہے۔ اب اس عمر میں سارا دن دھوپ میں بیٹھنا ان کے بس کی بات نہیں رہی، لیکن تم ... تم ان کا سہارا بن سکتی ہو۔"

وہ لمحے بھر کو رکا، جیسے سوچ کر کوئی بات کہنا چاہ رہا ہو۔

" اگر تم تھوڑی اور پڑھی لکھی ہوتیں تو میں تمہارے لیے کوئی اور کام ڈھونڈ لیتا، کوئی آسان سا ... لیکن فی الحال میرے پاس یہی ہے جو میں تمہارے لیے کر سکتا تھا۔"

پھر اس نے ایک اور خبر دی جس سے عزت کی آنکھوں میں نمی ابھری۔

" ہم نے تمہارے ابا کی جگہ بدل دی ہے۔ اب وہ گیٹ کے باہر دھوپ میں نہیں بیٹھیں گے، بلکہ برآمدے میں—دروازے کے قریب۔ وہاں سایہ بھی ہے اور آرام بھی۔" اس کے لہجے میں بے ساختہ نرمی آگئی،

یہی سب سے بہتر ہم ان کے لیے کر سکتے تھے۔ وہ نوکری "
چھوڑنے کے موڈ میں نہیں ہیں، اور میرے خیال میں جب تک تم
اس ماحول میں یوز ٹو نہ ہو جاؤ، تب تک ان کا یہاں ہونا تمہارے
"لیے سیفٹی کا باعث رہے گا۔

،عارف نے گھڑی پر ایک نظر ڈالی

اچھا اب میں چلتا ہوں، مجھے ایک ضروری کام کے لیے نکلنا ہے۔ "
"تم کچن میں لگ جاؤ، وقت ضائع مت کرنا۔

کہہ کر وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ عزت نے ایک نظر لسٹ پر
ڈالی ...پھر کچن کی طرف قدم بڑھا دیے۔

ooooooo

"،چل بیٹا، لگ جا کام پر

رحمان نے کچن کی دہلیز پر کھڑے ہوتے ہوئے اپنی مخصوص ہلکی

،مسکراہٹ کے ساتھ کہا

اب اپنی قسمت کے دروازے کھولنے کا وقت آ گیا ہے۔ ایسا کھانا "

"بنانا کہ صاحب جی کا دل خوش ہو جائے۔

پھر جیسے کچھ یاد آیا ہو، اس نے ہاتھ میں پکڑی فہرست عزت کی

،طرف بڑھائی

اور ہاں ...اپنی طرف سے کچھ مت بنانا۔ صاحب نے جو لسٹ دی "

ہے، بس وہی بنانا ہے۔ دیکھ لے ...یہ سب کھانے پاکستانی نہیں لگتے،

"لیکن تُو تو سب کچھ بنانا جانتی ہے نا؟

www.urdunovelscollection.com

رحمان کے لہجے میں مکمل بھروسا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی بیٹی کا ہاتھ کھانے میں خاص ہے۔

عزت نے لسٹ تھامی، ایک ایک ڈش پر نظر ڈالی۔ واقعی، یہ سب اس کے لیے نئے نام تھے۔ لیکن ایک عجیب سا اطمینان اس کے دل میں تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرائی۔

جبکہ لسٹ کے دوسری طرف کچھ پاکستانی کھانے بھی مطلب وہ اسے ہر طرح سے ازمانا چاہتا تھا۔

ابا، آپ فکر مت کریں۔ میں سب کچھ بہت اچھے سے کر لوں گی،" بلکہ میں ابھی شروع کرتی ہوں۔ یہ سب کچھ وقت پر بن جائے گا۔"

عزت نے کہتے ہی دوپٹہ تھوڑا پیچھے سرکایا، آستین چڑھائیں اور جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی۔

اس کی انگلیاں مہارت سے سبزیاں کاٹنے لگیں، مصالحے ترتیب سے رکھے جا رہے تھے۔ ہر چیز ایک ترتیب سے ہونے لگی۔ کچن کی خاموش فضا میں اس کے برتنوں کی آوازیں امید جگا رہی تھیں۔

رحمان چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں فخر کی جھلک تھی۔ جیسے برسوں کے بعد کوئی خواب حقیقت میں بدلنے جا رہا ہو۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لی اور دھیرے سے باہر نکل گیا۔

اندر عزت اپنے خوف کو پیچھے چھوڑ کر، آنے والے لمحے کی امید میں کھانا بنانے میں مگن ہو گئی۔ آج کی محنت صرف ایک نوکری کے لیے نہیں تھی، یہ اس کے باپ کی محنت کا جواب، اور اس کی خودداری کی پہلی سیڑھی تھی۔

○○○○○○○

عارف اگرچہ بظاہر گھر سے نکل چکا تھا، لیکن درحقیقت اُس کی نظر ہر لمحہ عزت پر تھی۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ لڑکی، جو اس کی نظر میں معمولی سی اُمید بن کر آئی ہے، اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ کس حد تک سنجیدہ ہے۔

وہ کچھ دنوں سے گھر کے اندر آئے دن ہونے والی چوریوں سے سخت پریشان تھا۔ فائلز، قیمتی اشیاء، یہاں تک کہ چھوٹی چیزیں بھی غائب ہونے لگی تھیں، اور سب کچھ ہونے کے باوجود کسی کو کچھ پتہ نہ چلتا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ گھر میں رکھے ملازموں پر اعتبار کیا جائے یا نہیں۔ یہی وہ مقام تھا جہاں عزت جیسے کسی انسان کی کمی شدت سے محسوس ہوئی تھی۔

آج اُس نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا تھا۔ عزت کا انداز، اُس کی آنکھوں کی سچائی، اور کھانے بنانے کے دوران اُس کا انہماک عارف کو یہ یقین دلا رہا تھا کہ وہ کسی اور مٹی کی بنی ہے۔

اسے صرف باورچی کے طور پر نہیں رکھا گیا تھا۔ دراصل اس کا اصل کام کچھ اور تھا۔ عارف چاہتا تھا کہ گھر کے تمام ملازم اس کی

نگرانی میں کام کریں۔ جب بھی کوئی نوکر گھر کے اندر ہو، عزت اس کے آس پاس موجود ہو، ہر چیز پر اس کی نظر ہو۔ یوں نہ صرف کام کی کوالٹی بہتر ہو گی بلکہ ان کے آنے جانے پر بھی کنٹرول رہے گا۔

زوراق کا کمرہ، جس میں قدم رکھنا بھی منع تھا، اور اسٹڈی روم جہاں اہم فائلز رکھی تھیں، یہ سب محفوظ ہو سکتے تھے اگر عزت جیسی قابلِ اعتماد لڑکی ان سب پر نظر رکھے۔

عارف کا ارادہ اب صاف تھا، عزت کو صرف نوکری نہیں دینی تھی، اسے ذمہ داری دینی تھی۔

یہ نوکری ایک آزمائش تھی، اور اگر عزت اس پر پوری اتری، تو وہی اس بنگلے کی سب سے اہم ملازمہ بنے گی۔

اسے یقین تھا، دنیا کی سب سے بڑی آفر بھی عزت کو غداری پر مجبور نہیں کر سکتی۔ وہ خالص تھی، اور خالص لوگ کم کم ہی ملا کرتے ہیں۔

○○○○○○

زوراق زدران نے آفس کا دروازہ زور سے بند کیا، جیسے دنیا سے اپنا رشتہ توڑ دیا ہو۔ ایر کنڈیشنڈ کمرے میں بھی اس کی سانسوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔ وہ کرسی پر بیٹھا، آنکھیں بند کیں ... لیکن ذہن، وہ ایک پل کو بھی آرام نہیں کر رہا تھا۔ اس کی سوچیں اُسی

اردو نولز کلیکشن

Website

https://urdunovelscollection.com/

Whatsapp Channel

https://www.whatsapp.com/channel/0029VaEcPFVChq6Ho15o1EOQ

Youtube Channel

https://www.youtube.com/@urdunovelscollection1

Facebook Page

https://www.facebook.com/profile.php?id=61565379262101

Tiktok

https://www.tiktok.com/@urdu.novels1

اس جیسے اور اچھے نولز پڑھنے کے لئے سامنے
دیے گئے لنکس پہ کلک کر کے ہماری ویب سائٹ
یا واٹس ایپ چینل جوائن کرلیں

نولز کے شارٹس ویڈیو سٹیٹس آپ ہمارے

Youtube , Facebook , Tiktok

پروفائلز سے حاصل کر سکتے ہیں

طرف بھٹک گئیں جہاں سے وہ ہمیشہ بچنا چاہتا تھا ...گھر کی نئی ملازمہ۔

پہلی بار، پانچ سال بعد، اس نے کسی عورت کا قدم اپنے گھر کی دہلیز پر برداشت کیا تھا۔

یہ معمولی بات نہیں تھی۔

پانچ سال ...پانچ خون آلود سال۔ جسم نے برداشت کیا، لیکن روح؟

وہ تو اسی دن مر گئی تھی جب اس نے اپنی بیوی کا خون آلود چہرہ دیکھا تھا۔ اس کے اپنے ہاتھوں سے ...اپنے ہاتھوں سے اس نے اسے مارا تھا۔وہ قتل، صرف ایک واقعہ نہیں تھا، وہ اس کی روح کی چیخ تھی۔

وہ نہیں بھولا۔ وہ نہیں مٹا۔

نہ گناہ، نہ پچھتاوا۔

نیشا!...وہ اس کی سانس تھی، اس کی محبت، اس کا فخر۔ لیکن وہی نیشا، ایسی سازش نکلی جس نے اس کے خلوص کو روند ڈالا، اس کے جنون کو گالی بنا دیا۔

زوراق کی وحشت کا آغاز اسی دن سے ہوا۔

وہی دن، جب اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی محبت کسی اور کی بانہوں میں تھی۔

اس نے کچھ نہیں سوچا، کچھ نہیں سمجھا ...بس ہاتھ اٹھا دیا۔اور جب ہاتھ اٹھے تو لاش گری۔

...وہ قیدی نہیں بنا، اسے سزا نہیں ہوئی

لیکن وہ آزاد نہیں تھا۔لوگ اس کے پیچھے اسے قاتل کہتے تھے۔

ہنستے تھے، ڈرتے تھے، چرچا کرتے تھے۔

لیکن اس کے سامنے کوئی آنکھ اُٹھا نہیں سکتا تھا۔

کیوں کہ زوراق زدران کے چہرے پر انسانیت نہیں، حیوانیت چھپی تھی۔اس کی آنکھوں میں وہ زہر تھا جو محبت کو بھی جلا ڈالے۔

اس کی آواز میں وہ سرد مہری تھی جو کسی کو جینے نہ دے۔وہ مرد نہیں، کوئی آسیب تھا جو راتوں کو سونے نہیں دیتا۔

زوراق قاتل تھا ...اور اسے اس پر فخر تھا۔

عورت؟ نہیں ...وہ تو اس کے نزدیک ایک کمزور، دھوکہ دینے والی مخلوق تھی۔ نیشا نے ایک بار دھوکہ دیا تھا، اور زوراق نے پوری صنف کو سزا سنا دی تھی۔

اب کوئی عورت اس کے قریب بھی نہیں آتی تھی۔

جو آتی تھی، وہ اس کی نگاہ سے بھسم ہو جاتی تھی۔اور

اب... عزت۔یہ نام اس کے ذہن میں بار بار گونج رہا تھا۔

لیکن کیوں؟ کیوں وہ اس پر نظر رکھے بیٹھا تھا؟

کیا وہ بھی اس نفرت کی آگ میں جلنے والی ایک اور عورت تھی؟ یا ...کچھ اور تھا؟

زوراق کی کرسی چرچرائی۔اس نے آنکھیں کھولیں۔

ان میں خون کی ایک لہر سی اترتی محسوس ہوئی۔

...کسی کو خبر نہیں تھی ...لیکن وقت جانتا تھا

اب کوئی ایک بار پھر اُس کی زندگی میں قدم رکھ چکی تھی ...اور یہ قدم یا تو بربادی کا آغاز تھا ...یا کسی اور کی قبر کا۔

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ عزت کو نوکری پر رکھنے کے لیے حامی کیوں بھر لی۔

وہ جو عورت ذات سے اس حد تک نفرت کرتا تھا کہ اس کا سایہ

،تک گوارا نہیں تھا

آج اپنے ہی گھر کے اندر ایک عورت کے وجود کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔یہ اس کی فطرت کے بالکل خلاف تھا۔

زوراق زدران عورتوں سے نفرت کرتا تھا۔ ان سے، ان کی باتوں سے، ان کی سانسوں سے بھی۔

لیکن ...عزت؟وہ اس کی آنکھوں کے سامنے تو نہیں آئے گی، لیکن گھر کے اندر ہو گی۔

اس کی سانسیں، قدموں کی آہٹ، اور اس کی خوشبو ...یہ سب کچھ اسے یاد دلاتا تھا کہ گھر میں عورت موجود ہے۔

اور یہ بات ...اس کے لیے ناقابلِ برداشت تھی۔

پھر بھی...پھر بھی، اسے فرق نہیں پڑا۔

کیوں؟یہ سوال اس نے خود سے بار بار پوچھا، لیکن ہر بار جواب خاموش رہا۔

شاید...شاید اس لیے کہ وہ خود کو مجرم محسوس کر رہا تھا۔

اس رات...جب اس نے عزت کو نشے کی حالت میں...بے قصور، کمزور، نازک لڑکی کو ...مارنے کی کوشش کی تھی۔اسے ختم کر دینے کے لیے صرف لمحے کی دیوانگی کافی تھی۔

لیکن وہ بچ گئی تھی۔اور وہ لمحہ زوراق کے دماغ میں ایک سیاہ دھبہ بن کر رہ گیا تھا۔

پانچ سال میں، اسے کبھی کسی حرکت پر پچھتاوا نہیں ہوا تھا۔

نہ نیشا کے قتل پر،نہ لوگوں کی توہین پر،نہ خون سے رنگے ماضی پر۔لیکن عزت؟اس کی آنکھیں...

وہ آج تک زوراق کے ذہن سے نکل نہیں پائیں تھیں۔

ڈری ہوئی، سہمی ہوئی، لیکن الزام سے خالی آنکھیں۔

نہ کوئی شکوہ، نہ بددعا ...بس خاموش سوال۔

یہ خاموشی، وہ شور تھی جو زوراق کے دل کو اندر سے کچل رہا تھا۔

وہ جانتا تھا، وہ اسے اس گھر میں اس لیے رکھ رہا ہے کیونکہ وہ چاہ کر بھی اس واقعے کو نظر انداز نہیں کر پا رہا۔

عزت اس کے لیے ایک یاد دہانی تھی ... کہ وہ، زوراق زدران، جسے ،اپنی درندگی پر ناز تھا

"کبھی کبھار اپنے اندر کے انسان بھی محسوس کرتا ہے۔

"اف میں اس کے بارے میں اتنا کیوں سوچ رہا ہوں؟

زوراق نے بے چینی سے کرسی پر پہلو بدلا۔

کیوں اسے یاد کر کے اپنا وقت برباد کر رہا ہوں؟"وہ اپنے اندر "
کے شور سے لڑ رہا تھا۔

خود سے سوال کرتے کرتے وہ جیسے جھنجھلا اٹھا تھا۔

اسی کی غلطی تھی ...وہ میرے گھر آئی، تو موت بھی اس کے "
قریب آن ٹھہری۔"اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کو سرد بے
رحمی چمکی۔

مجھے کوئی پچھتاوا نہیں ہے۔ نہ وہ میرے گھر آتی، نہ یہ سب کچھ "
...ہوتا۔"وہ خود کو یقین دلا رہا تھا

بار بار...شدت سے...لیکن دل کے کسی کونے میں کوئی دھیمی سی
،روشنی تھی

www.urdunovelscollection.com

جسے وہ بجھانا چاہتا تھا... مگر وہ جلتی جا رہی تھی۔

"اس نے اپنی غلطیوں کی سزا پائی تھی!"

وہ زبردستی خود کو بہلانا چاہتا تھا، جیسے انسان جرم کے بعد اپنے ضمیر کو خاموش کرنے کے لیے دلائل گھڑتا ہے۔

لیکن الفاظ اندر گونجنے لگے تھے...

"کیا واقعی یہ صرف اس کی غلطی تھی؟"

وہ سر جھٹکتے ہوئے کاغذات میں منہ چھپا کر بیٹھ گیا، جیسے وہ اپنا چہرہ خود سے چھپا رہا ہو۔

قلم پکڑا، کچھ لکھنے لگا... مگر ہر لفظ کے پیچھے عزت کا عکس دکھائی دیتا تھا۔

www.urdunovelscollection.com

کہیں نہ کہیں ...انسانیت زندہ تھی۔

کہیں نہ کہیں دل کے کسی کونے میں احساس زندہ تھا۔وہ ماننے کو تیار نہیں تھا،

مگر اندر سے کچھ تھا جو اسے عجیب سے پچھتاوے میں مبتلا کر رہا تھا

زوراق زدران ...جو قاتل تھا، سفاک تھا، بے رحم تھا...لیکن تھا تو انسان ہی

○○○○○○○

وہ سارا کھانا بڑی محنت سے تیار کر چکی تھی۔

کچن میں پھیلی مہک ہر ذائقے کی گواہی دے رہی تھی۔ آج اس نے صرف دیسی کھانے ہی نہیں بلکہ کچھ اٹالین اور چائنیز ڈشز بھی

بنائی تھیں، جن کے لیے وہ پچھلے کئی دنوں سے ریسرچ کر رہی تھی۔

،دال مکھنی، بریانی، چکن قورمہ، دہی بڑے

کے ساتھ ساتھ چکن منچورین، فرائیڈ رائس، چائنیز نوڈلز، پیری پیری پاستہ اور چکن اسٹف شیلز بھی تیار کیے گئے تھے۔

اسی وقت عارف اندر آیا، تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

ارے واہ، تم نے تو کافی کچھ تیار کر لیا...مجھے امید نہیں تھی کہ" تمہیں اٹالین اور چائنیز فوڈ بنانا بھی آتا ہے۔" پھر تھوڑا سا مسکراتے ،ہوئے بولا

کھانے تو بہت اچھے دکھ رہے ہیں، اب بس ان کا ذائقہ بھی اچھا "

ہو۔"

خیر میں تمہیں یہ بتانے آیا تھا کہ چھ بجنے میں صرف دس منٹ "

باقی ہیں، ان سب چیزوں کو ٹیبل پر ٹھیک سے ارینج کر دو اور تم

گھر کے لیے نکل جاؤ... سر کے سامنے تمہارا سایہ بھی نہیں آنا

چاہیے۔"

وہ کہہ کر پلٹا اور تیز قدموں سے باہر نکل گیا۔

وہ جلدی جلدی "ڈِش آؤٹ "کرتے ہوئے کھانوں کو ڈائننگ ٹیبل

پر سجانے لگی۔

ڈائننگ ٹیبل شیشے کا بنا ہوا تھا، جس کے چاروں طرف ہائی بیک چیئرز تھیں جبکہ ٹیبل پر خاص ہیٹنگ سیسٹم آون تھا۔ سفید ماربل فلور پر سونے کی بیلوں والے رنز اور کرسٹل کے جھومر کی روشنی میں کھانے چمکنے لگے۔

ٹیبل کے وسط میں تازہ سفید گلِ داؤدی کے پھولوں کا گلدستہ رکھا گیا تھا، جس کے ساتھ کینڈل ہولڈرز میں گلابی موم بتیاں روشن تھیں۔

چمکتے کٹلری سیٹ، کراکری کی ترتیب، اور ہر پلیٹ کے ساتھ نیپکن کی فولڈنگ اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ یہاں ہر چیز شاہانہ انداز سے ہوتی ہے۔ کھانے لگا کر وہ تیزی سے اپنی چادر کو سنبھالتی، نظریں جھکائے، خاموشی سے مین ڈور کی طرف بڑھی۔

ابھی وہ مین گیٹ پر پہنچی ہی تھی کہ گاڑی کی چرچراہٹ سنائی دی۔ گاڑی تیزی سے اندر داخل ہوئی، لیکن خوش قسمتی سے وہ عین وقت پر گیٹ سے باہر نکل گئی۔

رحمان، جو باہر ہی کھڑا تھا،اس نے سکون کا سانس لیا۔

چلو عزت گھر کے لیے نکل گئی "...اس نے دل میں شکر ادا کیا۔"

"oooooo

"سر، کھانا تیار ہے ...آپ فریش ہو کر آ جائیں۔

عارف نے آہستہ لہجے میں کہا تو زوراق نے ایک سرسری نظر ٹیبل پر ڈالی، جہاں ڈشز کی بھرمار دیکھ کر ایک لمحے کو اس کے قدم تھمے۔ حیرانی کی ایک لہر اس کے چہرے سے جھلکی۔

یہ سب...؟ "وہ زیر لب بڑبڑایا اور بغیر کچھ کہے اوپر چلا گیا۔"

نرمی سے خوشبوؤں کی لہریں پورے ہال میں پھیلی تھیں۔ ٹیبل کے اندر ہیٹنگ سسٹم کی بدولت کھانے نہ صرف تازہ بلکہ گرم بھی تھے۔

دس منٹ بعد وہ سیاہ ڈریس پینٹ اور وائٹ شرٹ میں، تازہ چہرہ لیے نیچے آیا تو ٹیبل کسی شاہی دعوت کا منظر پیش کر رہا تھا۔

،عارف مودبانہ سا کھڑا ہوا اور فوراً اس کے قریب آیا

"سر، پلیٹ میں نکال دوں؟"

زوراق نے اثبات میں سر ہلایا۔

www.urdunovelscollection.com

سب سے پہلے چکن منچورین اور فریڈ رائس اس کی پلیٹ میں ڈالے گئے، پہلا نوالہ لیتے ہی جیسے ذائقہ اس کی زبان پر رس گھول گیا۔

وہ رُک گیا۔ آنکھیں ایک لمحے کو بند کیں۔

نرم، رسیلا چکن، متوازن نمک اور مصالحے، چاول کا ہلکا سا بھاپ دار ذائقہ...

ہمم "اس نے بنا کچھ کہے دوسرا نوالہ لیا۔"

پھر اس نے پیری پیری پاستہ ٹرائی کیا۔ کریمی بیس، ساتھ ہلکی چلی ہِٹ۔ وہ بغیر بولے کھاتا رہا۔

چائنیز نوڈلز کی طرف بڑھا، کانٹے سے تھوڑا سا رول کرتے ہوئے منہ میں ڈالا،لمبے نوڈلز کو زبان سے ترتیب دیتے ہوئے چبایا، جیسے ذائقہ ہر طرف بکھر گیا ہو۔

چکن قورمہ، بریانی، دہی بڑے، دال مکھنی ...ایک ایک چیز اس نے چکھی۔ہر چیز کا ذائقہ الگ، ہر ڈش مکمل۔ نہ کہیں مصالحے کی زیادتی، نہ کہیں کمی۔ آج بہت دنوں بعد اس نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ چہرے پر ایک انجانی سی تسلی نمودار ہوئی، جو اسے خود بھی محسوس نہ ہوئی۔

سر، کھانا آپ کو کیسا لگا؟"عارف نے تھوڑا ہچکچاتے ہوئے سوال " ،کیا

اس لڑکی کی نوکری پکی سمجھوں؟"زوراق نے بغیر نظر اٹھائے، "

پلیٹ میں مزید بریانی لیتے ہوئے صرف ہاں میں سر ہلایا۔

عارف نے جیسے سکون کا سانس لیا۔

اسے اب مزید کچھ پوچھنے یا سننے کی ضرورت نہ تھی۔

ooooooo

"!رحمان بھائی"

عارف نے آواز دی تو وہ ایک جھٹکے سے اپنی کرسی سے اٹھا، جیسے اسے کسی نے کرنٹ لگا دیا ہو۔ وہ تقریباً بھاگتا ہوا عارف کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

آپ کی بیٹی کی نوکری پکی ہو گئی ہے، سر کو کھانا بہت پسند آیا "

،ہے۔"عارف نے مسکرا کر اطلاع دی

رحمان کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی، لبوں پر ایک تھکی ہوئی سی

مسکراہٹ ابھری جو برسوں کی تنگی کے بعد ملی امید کا عکس تھی۔

"...اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے"

اس نے دھیمی آواز میں کہا، جیسے الفاظ اس کے گلے میں اٹک گئے

ہوں۔

لیکن اصول یاد رکھیے گا۔ صبح سر کے جانے کے بعد آنا ہے، اور "

رات کو ان کے واپس آنے سے پہلے گھر سے نکل جانا ہے۔ اس

دوران کھانا تیار ہو جانا چاہیے۔ سر کے سامنے اس کا سایہ بھی نہیں آنا چاہیے۔"عارف نے سنجیدگی سے کہا

،رحمان نے فوری طور پر اثبات میں سر ہلایا

جی جی، میں اسے سب سمجھا دوں گا۔ وہ کام پر دھیان دے گی، " "باقی کسی بات میں دخل نہیں دے گی۔

ٹھیک ہے، بس یہ اصول نہ ٹوٹیں۔ باقی کام پکا سمجھو۔"عارف نے " سر ہلاتے ہوئے بات ختم کی اور واپس مڑ گیا۔

رحمان وہیں کھڑا، چند لمحے نم آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر جیسے خود کو سنبھالا، اور جلدی سے اندر گیا تاکہ بیٹی کو یہ خوشخبری سنا سکے ۔ وہ خوشخبری جو ایک وقت کی روٹی اور چھت کی

www.urdunovelscollection.com

حفاظت بن کر اس کے دروازے پر آئی تھی، مگر خاموشی اور چھپنے کی ایک قیمت پر۔

ooooooo

رات کے سناٹے میں جب رحمان نے گھر کے دروازے کی کنڈی کھولی، تو عزت تیزی سے دروازے کی طرف لپکی۔ اس کی آنکھوں میں بے چینی، دل میں گھبراہٹ اور چہرے پر ایک انجانی تھکن نمایاں تھی۔

"ابا"!...وہ تیزی سے بولی،

" کیا بنا نوکری کا؟ کیا کہا آپ کے صاحب نے؟ وہ مجھے نوکری پر رکھنے کو تیار ہیں یا نہیں؟"

رحمان نے دروازہ بند کرتے ہوئے آہستہ آہستہ جوتے اتارے۔

اس کی تھکی تھکی چال دیکھ کر عزت کا دل مزید دھڑکنے لگا۔

اس کی سانسیں تیز ہو گئیں، دل کی دھڑکن جیسے رکنے کو تھی۔

ابا کچھ تو بولیں "!...اس نے بے تاب ہو کر پوچھا، اس کے لہجے " میں وہی گھبراہٹ تھی جو دن بھر اس کی تھکن کے نیچے دبی رہی تھی۔

رحمان نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی بیٹی جو تھکن سے چور تھی، لیکن چہرے پر صرف ایک سوال لکھا تھا۔ وہ سوال جو امید اور خوف کے درمیان لٹکا ہوا تھا۔

اس نے آہستہ سے کہا

www.urdunovelscollection.com

"ہاں ...نوکری پکی ہو گئی ہے، عزت!"

ایک پل کے لیے عزت کو لگا جیسے اس کے قدموں تلے زمین کھسک گئی ہو، اور اگلے ہی لمحے جیسے کوئی بھاری بوجھ اس کے کندھوں سے ہٹ گیا ہو۔

اس کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی، لب کانپے لیکن مسکرا گئے۔

"واقعی؟ سر کو کھانا پسند آیا؟"

رحمان نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا،

" بہت ...بہت پسند آیا۔ عارف کہہ رہا تھا، اُس نے ایسا مزیدار کھانا کسی مہنگے ہوٹل میں بھی نہیں کھایا۔ تیرے ہاتھوں کا ذائقہ جیت گیا بیٹی!"

عزت نے سجدے میں گرنے کو دل چاہا، آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

شکر ہے میرے رب کا ...میں نے دل سے محنت کی تھی، ابا۔ "وہ " ہلکی آواز میں بولی۔

رحمان نے نرمی سے کہا

بس، ایک شرط ہے ... صبح اس کے نکلنے کے بعد جانا ہے، اور شام " کو واپس آنے سے پہلے گھر آ جانا ہے۔ اُس کے سامنے تیرا سایہ " بھی نہ آئے۔

عزت نے چپ چاپ سر ہلا دیا۔

میں ہر شرط مانتی ہوں، ابا ...بس ہمیں دو وقت کی روٹی عزت سے " مل جائے، یہی کافی ہے۔"میں آپ کا سہارا بن جاوں۔

وہ دونوں وہیں خاموش بیٹھے تھے ایک چھت کے نیچے، جہاں پہلی بار امید کی ایک کرن ٹمٹمائی تھی۔رحمان نے آہستہ سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

oooooooo

بچپن سے ہی اسے کھانا بنانے کا شوق تھا۔

وہ گھنٹوں کچن میں رہ کر نئی نئی چیزیں بناتی، کبھی ماں کی ڈانٹ سن لیتی، کبھی باپ سے، لیکن یہ شوق کبھی کم نہ ہوا۔

کسی نے نہیں سوچا تھا کہ یہ شوق ایک دن اتنی بڑی نوکری کا ذریعہ بن جائے گا۔

نہ وہ، نہ اس کا باپ۔ آج جب اسے وہ نوکری ملی تھی، تو دل جیسے سکون سے بھر گیا تھا۔

ہاں، یہ سچ تھا کہ اس کا بوس ایک سخت مزاج اور عجیب قسم کا انسان تھا،

لیکن وہ خود کو اس سے الگ سمجھتی تھی۔

اس کا کام بس کھانا بنانا تھا

اور وہ کام دل سے کرنا جانتی تھی۔

www.urdunovelscollection.com

اسے تسلی تھی کہ بوس سے ملنے کا، یا اس کی آنکھوں میں جھانکنے کا کوئی سوال ہی نہیں۔

نہ وہ اسے بلائے گا، نہ وہ سامنے آئے گی۔

بس صبح وقت پر جانا، سارا کام نمٹانا اور شام ہونے سے پہلے واپس آ جانا۔

یہی اس کی دنیا تھی، اور یہ آسان لگنے لگا تھا۔

"...اللہ نے خود ہی میرے لیے آسانی پیدا کر دی"

اس نے سوچا، اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیل گئی۔

،وہ اپنے باپ کا سہارا بن رہی تھی،اپنے شوق کو پورا کر رہی تھی

اور اس پر کچھ آمدنی بھی حاصل ہو رہی تھی ۔

زندگی میں اس سے بہتر لمحہ اور کیا ہو سکتا تھا؟رات کے سنّاٹے

میں، جب وہ بستر پر لیٹی تو اس کی سوچوں کا مرکز صرف نوکری،

...سکون، اور شکر گزاری تھا۔آج پہلی بار اسے لگا کہ شاید

...وہ بھی کسی دن اپنی ایک چھوٹی سی دنیا بنا پائے گی

جہاں صرف محنت، امن اور عزت ہو۔

○○○○○○

وہ صبح سویرے ہی اپنے بابا کے ساتھ بنگلے میں پہنچ گئی تھی۔

،دن کی پہلی کرن ابھی مکمل طور پر پھیلی بھی نہ تھی

www.urdunovelscollection.com

مگر وہ کچن میں اپنے دوپٹے کو اچھی طرح سنبھالے کام میں جت چکی تھی۔ آج کا دن کچھ ہلکا لگ رہا تھا

نہ کل جیسی لمبی فہرست، نہ ہی وہ آزمائشی دباؤ۔شاید واقعی کل

،صرف اس کی صلاحیت جانچنے کے لیے تھا

اور آج اسے اپنا اصل شیڈول مل چکا تھا۔

،عارف جاتے جاتے اسے کھانے کی لسٹ تھما گیا تھا

جس میں محض تین سے چار ڈشز درج تھیں۔

یہ اس کے لیے کافی حد تک اطمینان بخش بات تھی۔لیکن ایک بات اس کے ذہن میں بار بار کھٹک رہی تھی

کھانے والا تو صرف ایک ہی شخص ہے...پھر یہ کھانا اتنی زیادہ "
مقدار میں کیوں تیار کرنا ہوتا ہے؟"یہ سوال اسے الجھا رہا تھا،لیکن اس کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔

،وہ خاموشی سے سبزیاں کاٹنے لگی

برتنوں کی آواز، چولہے کی حرارت اور مصالحوں کی خوشبو اس کے لیے سکون بن چکی تھی۔

یہی اس کی دنیا تھی، یہی اس کی پہچان۔

آج وہ کچن کی ملکہ تھی

خاموش، محنتی، اور دل سے جڑی ہوئی۔اسے فرق نہیں پڑتا تھا کہ
،کھانے والا کون ہے

بس وہ چاہتی تھی کہ ہر نوالہ مزے سے کھایا جائے۔

○○○○○○

کہاں تک پہنچی میری پیاری بہنا؟ کیسا چل رہا ہے تمہارا کام؟

نئی جگہ، نئے لوگ، اور نیا ماحول … تھوڑا وقت لگتا ہے خود کو ایڈجسٹ کرنے میں، لیکن مجھے یقین ہے تم سب کچھ بہت اچھے سے سنبھال لو گی۔

کہیں کسی مشکل میں تو نہیں ہو؟ کوئی پریشانی ہو، دل میں کوئی بات ہو، یا کچھ سمجھ نہ آ رہا ہو …تو بے جھجک مجھ سے بات کرنا۔

میں چاہے گھر میں ہر وقت تمہارے ساتھ نہ ہوں، لیکن تم پریشون مت ہونا،تمہاری خوشی، تمہارا سکون، میرے لیے سب سے قیمتی ہے۔

... ،یاد رکھو، تم اکیلی نہیں ہو۔ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں

وہ جیسے اسے بھائی ہونے کا مان دے رہا تھا، اسے دل سے خوشی " ہوئی تھی کہ اس اجنبی سے محل میں کچھ اچھے لوگ بھی موجود "تھے۔

بہت شکریہ عارف بھائی آپ بہت اچھے انسان تھے وہ مسکرا کر بولی تو وہ بھی مسکرا دیا

بس ایک سوال ہے "بھائی، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ صرف ایک انسان کے لیے اتنا سارا کھانا کیوں؟ اتنا کچھ تو ضائع ہو جاتا ہو گا نا؟ "یہ تو رزق کی بے حرمتی ہوئی نا؟

اس کے لہجے میں فکرمندی اور معصومیت واضح تھی۔

،عارف نے مسکراتے ہوئے نرمی سے جواب دیا

ارے نہیں بہنا، رزق کی بے حرمتی ہمارے سر بھی برداشت نہیں" کرتے۔ وہ خود اس بات کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ یہ سارا کھانا بعد میں ہم سب ملازم کھاتے ہیں۔ اور اگر کچھ بچ بھی جائے نا، تو ہم "میں سے ہر کوئی اسے اپنے گھر لے جاتا ہے۔

وہ تھوڑا سا مطمئن ہوئی، لیکن پھر بھی اس کے چہرے پر ایک سایہ سا باقی رہا۔

پھر بھی ... کھانا بچنا نہیں چاہیے۔ اللہ کی نعمت ہے۔"کل رات کا " کافی سارا کھانا فریج میں ہے عارف نے اس کی بات پر سر ہلاتے ہوئے کہا۔

تمہاری سوچ بہت اچھی ہے عزت۔ اللہ تمہیں سلامت رکھے، " تمہاری نیت صاف ہے، اسی لیے تمہیں یہاں تک آنے کا راستہ ملا۔"اور وہ کھانا مجھے نکال دو میں کسی کو دے دوں گا۔

عارف کی بات سن کر وہ ہلکے سے مسکرا دی ...دل کو عجب سا سکون ملا جیسے کہیں نہ کہیں اسے اب یہ نوکری صرف کام نہیں، ایک شوق لگنے لگی ہو۔

"چلو ٹھیک ہے، اب تم ایسا کرو ...اپنا کام ختم کرو۔ ویسے بھی تم نے کافی حد تک مکمل کر ہی لیا ہے۔"وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔

" کھانا بھی ختم ہو چکا ہے، اب تھوڑی دیر آرام کر لو۔ کب تک یوں ہی کھڑی رہو گی؟"

" پیچھے ایک کمرہ ہے ...وہاں کوئی بھی آتا جاتا نہیں ہے۔ اگر تم چاہو تو دن میں وہاں رہ سکتی ہو، تھوڑا آرام کر لو گی تو طبیعت بھی ہشاش بشاش رہے گی، تمہیں بوریت بھی نہیں ہو گی۔"

اس کے لہجے میں ایک عجیب سی اپنائیت تھی، جس نے عزت کو لمحہ بھر کو خاموش کر دیا۔ وہ کچھ بولتی، اس سے پہلے ہی وہ پلٹ کر جا چکا تھا۔

عزت نے نظریں نیچی کر کے سر ہلایا اور آہستہ قدموں سے اس کمرے کی طرف بڑھ گئی، جہاں دن بھر کی تھکن کو شاید کچھ دیر کا چین ملنے والا تھا۔

○○○○○○○

وہ شام ہوتے ہی وہاں سے نکل جاتی تھی، دن بہت اچھا گزرا تھا۔ پہلے دو دن کی بے چینی اور الجھنوں کے بعد اب اسے سکون محسوس ہونے لگا تھا۔

اب اسے یہ نوکری صرف ایک مجبوری نہیں لگتی تھی، بلکہ دل سے اس کا دل یہاں لگنے لگا تھا۔

ایک ڈیڑھ گھنٹے میں پیچھے اس کے بابا بھی آ جاتے تھے، اس لیے اب وہ بے فکر ہو چکی تھی۔

نہ اب اسے اس اجنبی گھر سے خوف محسوس ہوتا تھا، اور نہ ہی اس کے دل میں وہ گھبراہٹ باقی رہی تھی۔

ماحول پر سکون تھا، ہر چیز اپنے وقت پر، اپنے نظم و ضبط میں۔

وہ ساری بے ربط سوچیں، سارے وہم، جو کسی نئی جگہ کو لے کر دل میں بیٹھے تھے، اب دھیرے دھیرے ختم ہونے لگے تھے۔

اب وہ اطمنان سے، سکون سے یہاں کام کر سکتی تھی۔

ایک عجیب سا اعتماد، ایک چھوٹی سی خوشی، دل کے کسی کونے میں خاموشی سے جگہ بنانے لگی تھی۔

زوراق کے ساتھ اس کا ابھی تک کوئی سامنا نہیں ہوا تھا، اور نہ ہی وہ ایسا کوئی سامنا چاہتی تھی۔

وہ اس انسان کو صرف ایک "مالک" کے طور پر دیکھتی تھی، جس سے اس کا کام کے علاوہ اور کوئی تعلق نہ تھا۔

ویسے بھی، وہ جتنا کم سامنے آئے، اتنا ہی بہتر تھا۔

گھر کا ماحول اب سکون میں ڈھل چکا تھا۔

کوئی پریشانی، کوئی ٹینشن باقی نہیں رہی تھی۔

سب سے بڑھ کر، اس کے بابا—رحمان—بہت بدل گئے تھے۔

وہ اب وقت پر گھر آتے، وقت پر جاتے، اور پہلے جیسا بے ترتیب، بکھرا ہوا انداز کہیں گم ہو چکا تھا۔

،جوا کھیلنا انہوں نے چھوڑ دیا تھا

اور تو اور، شراب جیسی لت سے بھی انہوں نے خود کو دور کر لیا تھا۔

یہ سب کسی معجزے سے کم نہیں تھا۔

عزت کے دل میں ایک عجیب سا شکر کا جذبہ جاگا رہتا تھا۔

زندگی میں اچانک جیسے سکون اتر آیا تھا۔

دل کو یقین سا ہو چلا تھا کہ شاید واقعی اللہ نے اس کے لیے کوئی راستہ نکال دیا ہے۔

اب ہر صبح امید سے بھری ہوتی، اور ہر شام شکر سے۔

○○○○○○

ایک ہفتہ جیسے پلک جھپکتے گزر گیا تھا۔

اب تو ہر چیز معمول پر آ چکی تھی، ایک خوبصورت، پُرسکون معمول۔روز صبح وقت پر اُٹھنا، بابا کے ساتھ کام پر جانا، اور شام کو سکون سے گھر واپس آ جانا۔

زندگی جیسے بے سمت بہاؤ سے نکل کر ایک مقصد کی طرف بڑھ چکی تھی۔

دل میں شکر گزاری اور چہرے پر اطمینان تھا۔

عارف بھی اکثر کہہ دیتا کہ وہ بہت زبردست کھانا بناتی ہے۔

اور عزت کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ زوراق کے جانے کے بعد یہی کھانا باقی ملازمین کھاتے ہیں،اور کئی بار تو انہی ملازموں نے بھی بڑے احترام سے اس کے کھانے کی تعریف کی تھی۔

ایک ملازم کھانا گھر لے کر گیا تو اس کی بیوی ایک دن فون کر کے ،کسی خاص ڈش کی ریسپی لے گئی

اور عزت نے وہ ریسپی خوشی خوشی بتا دی۔

اب وہ بہت خوش رہنے لگی تھی۔

بابا کا چہرہ بھی پہلے سے بہت زیادہ مطمئن نظر آتا۔

بیٹا، خود کو تھوڑا سا اپگریڈ کرو۔"

تم اب کسی چھوٹے گھر میں نہیں، بہت بڑے اور باوقار گھر میں کام

کرتی ہو۔

اور تم کوئی معمولی ملازمہ نہیں ہو، تمہارا کام صرف اور صرف

ان *کے لیے کھانا بنانا ہے۔*

لہٰذا اپنی ظاہری حالت، بول چال، ہر چیز کو بہتر بناؤ۔" بابا نے ایک

،بار اسے سمجھایا تھا

اور ادھر عارف نے بھی ایک نئ ذمہ داری اس کے سپرد کر دی

تھی"گھر کے ملازموں پر نظر رکھنا، خاص طور پر جب وہ صفائی کر

رہے ہوں۔

کوئی کام چوری یا لاپروائی نہ کرے، اس بات کا دھیان تمہیں رکھنا ہو گا۔"

عزت نے اس نئی ذمہ داری کو بھی بخوشی قبول کر لیا۔

،اب وہ صرف باورچی نہیں رہی تھی

بلکہ وہ اس گھر کے نظام کی ایک اہم کڑی بن چکی تھی۔

○○○○○○○

رحمان اپنی پلاننگ میں تو کامیاب ہو گیا تھا۔

وہ جو چاہتا تھا، سب کچھ ویسا ہی ہو رہا تھا۔

www.urdunovelscollection.com

بیٹی کو نوکری بھی مل گئی تھی، گھر میں سکون بھی آ چکا تھا، اور وہ خود بھی اب وقت پر گھر آتا جاتا تھا، جوا اور شراب جیسی لعنتوں سے بھی اس نے وقتی کنارہ کشی اختیار کر چکا تھا۔

لیکن ایک قدم آگے بڑھنے سے پہلے ہی قسمت نے جیسے پھر سے اُسے گھیر لیا۔

شام کا وقت تھا۔ وہ کام ختم کر کے گھر کی طرف جا رہا تھا۔

سڑک نسبتاً سنسان تھی۔ وہ اپنے خیالوں میں گم تھا کہ اچانک سامنے سے کچھ آدمیوں کا گروہ نمودار ہوا۔

رحمان کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔

،وہ چہرے ...وہ آوازیں ...وہ لوگ

!اب اس کے سامنے کھڑے تھے ___ خوف کی صورت میں

کیسے ہو رحمان؟"ایک کرخت آواز گونجی۔"

سنا ہے آج کل اڈے پر آنا جانا چھوڑ دیا تم نے؟"

ہم سے ڈر گئے ہو کیا؟"رحمان کا حلق خشک ہو گیا۔

اس کے قدم زمین سے چپک گئے تھے۔سانسیں بے ترتیب ہونے لگیں۔

یاد ہے نا تمہیں، تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا؟"

ایک ہفتے میں 17 لاکھ واپس کرنے کا؟

ہاں؟ ...ایک ہفتہ تو گزر گیا رحمان۔

کہاں تک پہنچی تمہاری کوشش؟ "قدم رحمان کی طرف بڑھاتاوہ اس سے سوال کر رہا تھا

ا اس کے ہاتھ میں ...ایک ریوالور تھا۔

چمکتا ہوا، خطرناک، خاموش دھمکی دیتا ہوا۔

اب کی بار وعدہ پورا نہ ہوا نا...تو اگلی بار تمہارا جسم سلامت نہیں " رہے گا۔

سمجھے؟ "رحمان کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں واضح ہو چکی تھیں۔

اس کا جسم کانپ رہا تھا۔رحمان کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔

،وہ ہکلاتے ہوئے بولا

"وہ ...وہ میں آپ لوگوں کے پاس آنے ہی والا تھا ...یقین کریں ...میں خود آ رہا تھا ...آپ لوگوں سے ایک بار پھر مہلت مانگنے"...اس کے الفاظ ادھورے رہ گئے تھے۔

ماضی جب اپنے سامنے آیا تو اس کے ہاتھ بے ساختہ جُڑ گئے۔

"میں نے ایک بہت بڑا کھیل کھیلا ہے ...اگر اس میں کامیاب ہو گیا نا، تو صرف سترہ نہیں، آپ کو بیس لاکھ دوں گا۔"رحمان کے لہجے میں امید، خوف اور بے بسی تینوں کا امتزاج تھا۔

"میں ایک گیم کھیل رہا ہوں ...بس تھوڑا سا وقت اور دے دیجیے ...قسم سے، اگر کامیاب ہو گیا نا ...تو پھر پیسہ ہی پیسہ ہو گا۔"

www.urdunovelscollection.com

وہ ہاتھ جوڑ رہا تھا، منتیں کر رہا تھا، جھوٹ کی عمارت پر سچ کا پردہ ڈالنے کی آخری کوشش کر رہا تھا۔لیکن سامنے کھڑے دونوں آدمی جانتے تھے —

اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔وہ خالی ہاتھ ہے۔

جو کچھ تھا، جوئے میں ہار چکا ہے۔

ایک اور قتل کرنے کا دل تو ان کا کر رہا تھا، لیکن جیل کا خوف انہیں روک رہا تھا۔ان کے لیے بہتر یہی تھا کہ وقت دیا جائے — شاید قسمت کچھ اور سوچ رہی ہو۔

اور کتنا وقت چاہیے تجھے، رحمان؟"ایک نے غرا کر کہا۔"

ہمارا پیسہ لوٹ کر بھاگا تُو ...اور اب بھی ناٹک کر رہا ہے؟جو تھا " سب جوا میں اڑا دیا ...اب بھی جھوٹ بول رہا ہے؟"دوسرا شخص ،ریوالور نکالتے ہوئے بولا

خیر ...کیا یاد کرو گے، ایک اور موقع دے رہے ہیں۔صرف ایک " ،ہفتہ — سات دن۔اگر ہماری رقم واپس نہ ملی نا

تو پھر تو جانتا ہے کہ تیری آخری سانس کب نکلے گی۔"رحمان نے فقط خاموشی سے سر ہلایا۔

ہاتھ جوڑتے، کانپتے وجود کے ساتھ جیسے موت کے دہانے سے پلٹ آیا ہو۔

— اب کھیل واقعی بڑا ہونے والا تھا

اردو ناولز کلیکشن

Website

https://urdunovelscollection.com/

Whatsapp Channel

https://www.whatsapp.com/channel/0029VaEcPFVChq6Ho15o1E0Q

Youtube Channel

https://www.youtube.com/@urdunovelscollection1

Facebook Page

https://www.facebook.com/profile.php?id=61565379262101

Tiktok

https://www.tiktok.com/@urdu.novels1

اس جیسے اور اچھے ناولز پڑھنے کے لئے سامنے
دیے گئے لنکس پے کلک کر کے ہماری ویب سائٹ
یا واٹس ایپ چینل جوائن کرلیں

ناولز کے شارٹس ویڈیو سٹیٹس آپ ہمارے

Youtube , Facebook , Tiktok

پروفائلز سے حاصل کر سکتے ہیں

اردو نولز کلیکشن

Website

https://urdunovelscollection.com/

Whatsapp Channel

https://www.whatsapp.com/channel/0029VaEcPFVChq6Ho15o1E0Q

Youtube Channel

https://www.youtube.com/@urdunovelscollection1

Facebook Page

https://www.facebook.com/profile.php?id=61565379262101

Tiktok

https://www.tiktok.com/@urdu.novels1

اس جیسے اور اچھے نولز پڑھنے کے لئے سامنے
دیے گئے لنکس پے کلک کر کے ہماری ویب سائٹ
یا واٹس ایپ چینل جوائن کرلیں

نولز کے شارٹس ویڈیو سٹیٹس آپ ہمارے

Youtube , Facebook , Tiktok

پروفائلز سے حاصل کر سکتے ہیں

یا تو جیت ...یا پھر ہمیشہ کا انجام۔

○○○○○○○

رحمان بیگ جب گھر واپس آیا تو آج غیر معمولی حد تک پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار وہی سیاہ کار گھوم رہی تھی، جیسے وقت اس کا تعاقب کر رہا ہو۔ وقت کم رہ گیا تھا، اور اپنی جان بچانے کے لیے اسے اب کوئی نہ کوئی راستہ نکالنا ہی تھا۔

اس سے ایک بڑی غلطی ہو گئی تھی—اپنے منصوبے کے بارے میں ان لوگوں کو بتا دینا۔ اب وہ مسلسل اس کی نگرانی کر رہے تھے، ہر لمحہ اس کے پیچھے پیچھے۔

ان کے قدموں کی چاپ اب اس کے معمولات کا حصہ بن چکی تھی۔

یقیناً انہیں یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ وہ زوراق زدران کے لیے کام کرتا ہے۔

یہ انکشاف اس کے لیے خطرے کی گھنٹی بن چکا تھا۔ اب نہ صرف اس کی اپنی جان داؤ پر تھی بلکہ زوراق زدران تک رسائی بھی خطرے میں پڑ سکتی تھی۔ اگر وہ کسی طرح اس تک پہنچ کر اس کے منصوبے کے بارے میں اسے بتا دیں تو اس کا تو بنا بنایا کام بگڑ جائے گا۔

www.urdunovelscollection.com

ہر قدم سوچ سمجھ کر رکھنا پڑے گا، کیونکہ اب ایک معمولی سی غلطی بھی کسی بڑے نقصان کا پیش خیمہ بن سکتی تھی۔

"کیا ہوا بابا؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟ پریشان لگ رہے ہیں۔"

عزت، جو کھانے کی تھالی لے کر آئی تھی، باپ کے چہرے پر پھیلی تشویش کو دیکھتے ہوئے فوراً بولی۔

کچھ نہیں بیٹا، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بس زندگی کی کچھ پریشانیاں "
"تو زندگی کے ساتھ ساتھ چلتی ہی رہتی ہیں۔ آؤ، کھانا کھاتے ہیں۔

وہ بات کو ٹالنے کے انداز میں بولا تو عزت خاموشی سے اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔

اگرچہ اس نے مزید کچھ نہ کہا، مگر باپ کی پریشانی اس کی نظروں سے چھپی نہ رہ سکی۔

○○○○○○○

رات وہ حسبِ معمول دوائیاں دے کر واپس پلٹی تو بھی رحمان بیگ کے چہرے پر پریشانی کی گہری پرچھائیاں چھائی ہوئی تھیں۔ عزت اپنی تمام تر کوشش کے باوجود اُس بے چینی کی اصل وجہ نہیں سمجھ پا رہی تھی، لیکن دل گواہی دے رہا تھا کہ کوئی نہ کوئی سنگین بات ضرور ہے، جو اس کا باپ اس سے چھپا رہا ہے۔

"بابا، اگر کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتا دیجیے۔ ہو سکتا ہے میں آپ کی مدد کر سکوں۔"

وہ نرمی سے بولی، باپ کی خاموش تکلیف اس سے دیکھی نہ جا رہی تھی۔

،رحمان بیگ نے ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر کہا

ارے بیٹا، کچھ خاص نہیں۔ بس قرضدار بار بار رقم مانگنے آ جاتے " ہیں، ڈر ہے کہیں دروازے تک نہ آ جائیں۔ اسی فکر میں تھا۔ تم "فکر نہ کرو، میں عارف صاحب سے کچھ رقم لے لیتا ہوں۔

اگرچہ اُس نے ہنسی میں بات ٹال دی، مگر عزت کے دل میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔

قرضدار تو پہلے بھی آتے رہے تھے، اور تب اس کا باپ نشے اور جوئے میں ڈوبا ہر شے سے بے نیاز رہتا تھا۔ مگر اب ...اب جب

زندگی نے ذرا سا سکون کا رخ کیا تھا، تو چھوٹی چھوٹی الجھنیں بھی پہاڑ لگنے لگی تھیں۔

"اللہ خیر کرے گا، بابا۔ آپ پریشان نہ ہوں، آرام کیجیے۔ رات کافی ہو چکی ہے۔"

وہ نرمی سے کمبل اس پر اوڑھاتے ہوئے بولی اور پھر دھیرے قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

لیکن رحمان بیگ کی پریشانی اب اس کے دل کا بوجھ بھی بن چکی تھی۔

○○○○○○○

www.urdunovelscollection.com

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ ناممکن ہے! میں ایسا ہونے ہی نہیں دوں گا!"

زوراق زدران غصے اور حیرت کے درمیان جھولتا ہوا اپنے آفس کے کونے میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں وہ فائل تھی جو ابھی کچھ لمحے پہلے اسے دی گئی تھی—ایک ایسا خواب جس کے لیے اس نے دن رات ایک کیے، اور اب ...اب وہ سب کچھ اس کے کنٹرول سے باہر جا رہا تھا۔

"سر، میں سمجھ سکتا ہوں یہ آپ کے لیے کتنا شاکنگ ہے، لیکن حقیقت یہی ہے۔ کانٹریکٹ کی یہ کاپی آج صبح ہی موصول ہوئی ہے۔ لان پروجیکٹ فائنلی اپروو ہو گیا ہے ... لیکن مسئلہ یہ ہے کہ..."

سیکرٹری نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا، جیسے لفظ چبھ رہے ہوں۔

کہہ دو !مکمل بات کرو "!زوراق کی آواز میں گرج تھی۔"

،سیکرٹری نے بمشکل ہمت کرتے ہوئے کہا

سر، لان کی فنڈنگ کسی اور نے نہیں بلکہ سفیان ملک نے کی ہے۔ "

اور ...اور اس نے یہ رقم آپ کی کمپنی کے شیئرز گروی رکھوا کر

"ادا کی ہے۔

ایک لمحے کو جیسے وقت تھم گیا۔ زوراق نے آہستہ سے کرسی

سنبھالی، لیکن آنکھوں میں طوفان صاف نظر آ رہا تھا۔

سفیان ملک نے؟ وہ میرے ڈریم پروجیکٹ میں ہاتھ ڈالے گا؟ اور "

"وہ بھی بغیر میری اجازت کے میرے شیئرز گروی رکھ کر؟

اس کا لہجہ سرد، مگر زخمی شیر جیسا تھا۔

"سر، آپ نے کچھ روز قبل ZR Group کے شیئرز میں کچھ لین دین کی منظوری دی تھی، تاکہ ایک بڑی فنڈنگ حاصل کی جا سکے۔ لگتا ہے اسی وقت اس نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔ وہ لان پروجیکٹ کی اہمیت جانتا تھا۔ مگر شاید ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ وہ ذاتی فائدے کے لیے اتنا آگے چلا جائے گا۔"

زوراق زدران نے فائل میز پر پٹخی۔

"یہ بزنس ہے، جذبات نہیں۔ لیکن میرے اصول ہیں۔ میں کسی ایسے شخص کے ساتھ کام نہیں کر سکتا جس پر مجھے اعتماد نہ ہو۔ وہ

میرے سب سے بڑے کمپیٹیٹرز میں سے ہے، اور اب ...اب وہ "میرے پروجیکٹ کا حصہ ہے؟

اس کی سانسیں تیز ہو رہی تھیں۔

" سر، اگر آپ چاہیں تو ہم لیگل وے سے اس کانٹریکٹ کو چیلنج کر سکتے ہیں۔ کچھ شقیں ایسی ہیں جن پر بات ہو سکتی ہے۔ لیکن ہمیں "فوراً ایک ایکشن پلان بنانا ہو گا۔

"نہیں۔"

زوراق کی آواز اب پرسکون مگر فیصلہ کن تھی۔

www.urdunovelscollection.com

میں اسے خود ہینڈل کروں گا۔ سفیان ملک کو ابھی تک زوراق زدران کی اصل چالیں کھیلنا نہیں آئیں۔ اب وہ دیکھے گا، کھیل کیا ہوتا ہے۔"

ooooooo

سفیان ملک کے آفس کا دروازہ زور سے کھلا تھا۔

سیکیورٹی نے روکا، لیکن اس کے چہرے کی سختی دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے۔ سیاہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس، چھ فٹ سے زیادہ قامت، آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں، چلتے قدموں سے زمین کانپ رہی تھی۔ زوراق زدران اندر داخل ہوا جیسے طوفان آفس میں آ گیا ہو۔

www.urdunovelscollection.com

سفیان ملک اپنی کرسی سے اٹھنے ہی والا تھا کہ اس کی دھاڑ سنائی

،دی

بیٹھے رہو ...تمہارے جیسے لوگ کھڑے ہو کر بھی کمزور نظر آتے "

"!ہیں

سفیان نے لب بھینچے، مگر کچھ کہا نہیں۔

تم سمجھتے ہو ایک ڈیل سے، ایک فنانشل فیور سے تم میری زندگی "

"کے فیصلے کر سکتے ہو؟

،زوراق نے میز پر ہاتھ مارا

تم جیسے کمزور لوگ صرف چالاکی سے کھیلتے ہیں، لیکن یاد رکھو، میں"

"تمہیں شطرنج کی ایک بھی چال نہیں جیتنے دوں گا۔

سفیان نے نرمی سے کہا، "زوراق، تم بات کو غلط رخ پر لے جا

"...رہے ہو۔ میں نے صرف

بند کرو بکواس "!زوراق کی آواز پوری عمارت میں گونجی۔"

اگر یہ سب کچھ تم نے اپنی بیٹی کے لیے کیا ہے نا، تو صاف سن "

" !لو—تمہاری بیٹی کبھی میری زندگی میں نہیں آ سکتی

،ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی، پھر زوراق کی زبان زہر اُگلنے لگی

اور اگر تم واقعی اتنے ہی بے غیرت ہو کہ اپنی بیٹی کی محبت "

خریدنا چاہتے ہو ...تو اسے ایک رات کے لیے میرے پاس بھیج دو ...

کیونکہ ایک رات سے زیادہ ایسی عورتوں کو میں اپنے پاس رکھنا پسند

"نہیں کرتا۔

سفیان ملک کا چہرہ تپتے انگاروں جیسا ہو گیا، اس کی مٹھیاں بھنچ گئیں، آنکھوں میں خون اتر آیا ...لیکن وہ جانتا تھا، یہ وہ لڑکی کی زندگی کا سوال ہے، جس نے خود کہا تھا:

"اگر زوراق نہ ملا ...تو میں خود کو مار دوں گی!"

زوراق نے ایک حقارت بھری نظر اس پر ڈالی،

"ڈیل؟ میں اپنی شرائط پر کرتا ہوں، کسی بکے ہوئے باپ کی مجبوریوں پر نہیں۔ تمہارا احسان واپس کرو گا...سود سمیت۔"

اتنا کہہ کر وہ دروازہ دھکیلتا ہوا باہر نکل گیا۔

اور سفیان ملک...

www.urdunovelscollection.com

وہ کرسی پر بیٹھا، دانت پیستا، بے بسی کی آگ میں جلتا رہا— مگر کنٹریکٹ توڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا... کیونکہ اب بات صرف بزنس کی نہیں، بیٹی کی جان کی تھی۔

○○○○○

"زوراق "تم؟ تم یہاں؟

عروسہ ملک کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔ جو شخص اس سے نفرت کی آخری حد پر تھا، وہ آج اس کے آفس میں کھڑا تھا۔

وہ چند لمحے ششدر کھڑی رہی، پھر اپنا سارا غرور، وہ شہزادی جیسا انداز، سب کچھ بھلا کر بےاختیار اس کی طرف بڑھی۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا تم یہاں آ سکتے ہو۔"

www.urdunovelscollection.com

وہ مدھم سی مسکراہٹ لیے، اس کی طرف آئی۔

کچھ دن پہلے کی ملاقات میں شاید اسے زوراق زدران کا انداز پسند نہ آیا ہو، لیکن اُس کی شخصیت ...اس کا رعب ...اس کی خاموش شدت، جیسے اس کے دل پر نقش ہو گئی تھی۔ تب سے وہ بس اُسی کے بارے میں سوچتی رہی تھی۔

کبھی کبھی انسان انجانے میں کسی جذبے کو محبت کا نام دے بیٹھتا ہے، اور وہی جذبہ عروسہ کو یہاں تک لے آیا تھا۔

باپ کے سامنے شرط رکھ دی تھی—"یہ مغرور شہزادہ مجھے چاہیئے ... !کسی بھی قیمت پر"

لگتا ہے تم واپس جا رہے ہو ،کچھ دیر رک جاؤ نا۔ کم از کم لنچ تو "
"کرلو میرے ساتھ۔

اس کی آواز میں بلا کی ایکسائٹمنٹ تھی۔

اگر لنچ کا وقت نہیں، تو کافی پی لو۔ ہمارے آفس کی کافی بہت "
"...اچھی ہوتی ہے

لیکن اگلے ہی لمحے جیسے سارا ماحول برف کی طرح سرد پڑ گیا۔

زوراق کی آنکھوں میں وہی نفرت تھی ...وہی شدت ...جو دل چیر دے۔

کچھ نہیں چاہیے مجھے تمہارے آفس سے ...نہ کافی، نہ تمہاری یہ "
"جھوٹی مہربانیاں۔

اس کا لہجہ برف سے بھی ٹھنڈا، مگر جلا دینے والا تھا۔

تمہارے باپ کو میں بتا آیا ہوں کہ اس نے جو گیم کھیلی ہے، اس "

"...کا انجام کیا ہو گا۔ اور تم

وہ قدم بڑھا کر اس کے قریب ہوا

ایک بات کان کھول کر سن لو، عروسہ ملک ...زور زبردستی کے "

"رشتے نہ بناتا ہوں، نہ قبول کرتا ہوں۔

میں عورت ذات سے نفرت کرتا ہوں۔ محبت؟ تم نے میرے "

"بارے میں کچھ جاننے کی کوشش کی بھی ہے؟

اس کا چہرہ سختی سے تن گیا، آواز میں خالی پن اور درد تھا۔

"میری شادی ہو چکی ہے۔ اور پانچ سال پہلے ...میں اپنی بیوی کا قتل کر چکا ہوں۔"سناٹا چھا گیا۔

عروسہ جیسے پتھر کی ہو گئی ہو۔

"تمہیں میرے ماضی کا نہیں پتا، تبھی یہ خواب دیکھ رہی ہو۔ لیکن میری حقیقت سن لو ...عورت میرے لیے ایک دھوکہ ہے، ایک زہر ہے ...ایک ایسی مخلوق جو صرف تباہی لاتی ہے۔"

اگر عزت بچانی ہے، تو یہ خواب دیکھنا بند کر دو۔ کیونکہ میری "زندگی میں تم کیا ...تم جیسی کوئی عورت بھی جگہ نہیں پا سکتی۔"

وہ اتنا کہہ کر اسے دھکیلتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

اور عروسہ...وہ ساکت کھڑی تھی۔ پورے آفس کی نظریں اس پر تھیں۔ جو شہزادی چند لمحے پہلے تک اپنی محبت کا اظہار بڑے فخر سے کر رہی تھی، اب اسے ٹھکرایا گیا تھا—سب کے سامنے، سب کی نظروں میں۔

یہ صرف دل ٹوٹنے کا لمحہ نہیں تھا...یہ عروسہ ملک کے غرور کا جنازہ تھا۔

○○○○○○

عروسہ ملک تیزی سے اپنے باپ کے آفس میں داخل ہوئی۔

چہرے پر بے یقینی، آنکھوں میں بے چینی اور قدموں میں اضطراب تھا۔

"پاپا ...وہ یہاں آیا تھا؟"

آواز میں کپکپاہٹ تھی۔

سفیان ملک نے سر اٹھا کر اسے دیکھا، جو ابھی تک دروازے میں ہی کھڑی تھی۔

"آپ نے اس سے ایسا کیا کہا کہ وہ اتنے غصے میں یہاں سے گیا؟"

وہ تیزی سے آگے بڑھتی، میز کے قریب آکر رک گئی۔

"میں نے آپ سے کیا کہا تھا پاپا؟ کیا کہا تھا؟"

اب کی بار اس کی آواز بلند ہو گئی تھی۔

سفیان ملک خاموش رہا۔

www.urdunovelscollection.com

عروسہ نے بے چینی سے ہاتھوں کی مٹھی بنائی۔ پھر جیسے ایک لمحے کے لیے سانس روکی، اور وہ الفاظ بولے جنہوں نے خود اس کے وجود کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

"وہ ...وہ کہہ رہا تھا کہ اس نے اپنی بیوی کا قتل کیا ہے۔"

اس کے ہونٹ کپکپائے، لیکن اس کی نظریں باپ کی آنکھوں میں گڑھی ہوئی تھیں۔

"کیا یہ سچ ہے پاپا؟ کیا واقعی ایسا کچھ ہوا ہے اس کی زندگی میں؟"

کمرے کی فضا جیسے ٹھہر گئی۔ عروسہ کے سوال میں درد، حیرت اور ایک عجیب سا خوف چھپا تھا۔

"پاپا، آپ خاموش کیوں ہیں؟"

عروسہ کی آواز رُندگئی تھی۔ "کیا آپ اس حقیقت سے واقف تھے؟ کیا ...سچ میں ایسا کچھ ہوا ہے؟ کیا اس نے کسی کا قتل کیا ہے؟"

وہ صرف سچ جاننا چاہتی تھی، اس کی باتوں کی حقیقت تک پہنچنا چاہتی تھی۔ اس کا دل تو ماننے کو تیار نہ تھا، لیکن الفاظ نے جیسے دل و دماغ کو جھنجھوڑ دیا تھا۔

سفیان ملک نے ایک گہرا سانس لیا، جیسے برسوں پرانی کوئی بھولی ہوئی فائل ذہن میں کھلی ہو۔

"بیٹا، مجھے اس بارے میں سب کچھ تو نہیں پتا، لیکن ہاں ...اتنا ضرور معلوم ہے کہ پانچ سال پہلے ایسی خبر ضرور سامنے آئی تھی۔"

وہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کہا گیا تھا کہ اس کی بیوی کا قتل ہو گیا ہے ...اور قاتل وہ خود ہے۔ مگر بیٹا، اس بات کو کبھی کوئی ثابت نہیں کر سکا۔ نہ کوئی گواہ ملا، نہ کوئی پکی شہادت۔"

عروسہ نے گہری سانس لی، نظریں زمین پر ٹکا دیں۔

"اس کے وکیل نے تو پوری کہانی ہی پلٹ دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اس کی بیوی کا اپنے ڈرائیور کے ساتھ افیئر تھا، اور اسی ڈرائیور نے اسے مارا ...دولت کی لالچ میں۔"

عروسہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ ڈرائیور بھی مارا گیا ...اور اس کا قاتل بھی وہی ہے۔ لیکن کچھ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ ڈرائیور کہیں غائب ہو گیا، بھاگ نکلا ...اور آج تک نہیں ملا۔"

سفیان نے کندھے اچکائے، ایک گہری سنجیدگی اس کے لہجے میں تھی۔

"اس سب کے علاوہ، میرے پاس اور کوئی حقیقت نہیں ہے۔ نہ کوئی ثبوت، نہ کوئی سچائی جو حتمی کہی جا سکے۔"

عروسہ خاموشی سے سنتی رہی۔ دل اب بھی انکار کر رہا تھا، لیکن دماغ الجھ چکا تھا۔

www.urdunovelscollection.com

یہ وہ کہانی تھی جس نے اسے ایک پل میں بے یقینی اور بے ثباتی کی گہرائی میں دھکیل دیا تھا۔

ooooooo

وہ اپنے آفس واپس آ چکا تھا، لیکن غصہ ابھی بھی اس کے وجود میں کھول رہا تھا۔ سفیان ملک جیسا گھاگ انسان اس کے ساتھ اتنا نیچے جا سکتا ہے، یہ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ صرف اپنی بیٹی کو اس کی زندگی میں لانے کے لیے اس کے خوابوں کے ساتھ کھیلنے لگا تھا۔ وہ پروجیکٹ جسے وہ اپنی جان سمجھتا تھا، جسے وہ برسوں سے لے کر چل رہا تھا، وہ سفیان ملک کے ہاتھوں بلیک میلنگ کا ذریعہ بن چکا تھا۔

www.urdunovelscollection.com

"سر، میٹنگ شروع ہونے والی ہے۔"

سیکریٹری نے نرم لہجے میں یاد دہانی کرائی۔

اس وقت میں کسی بھی میٹنگ میں شامل نہیں ہو سکتا، کینسل کر "

"دو سب۔

اس نے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بمشکل کہا۔ سر درد اتنا شدید تھا کہ

آنکھیں دھندلا رہی تھیں۔

سیکریٹری نے اسے پریشان نظروں سے دیکھا، پھر خاموشی سے سر

ہلاتے باہر نکل گیا۔

اس نے سائیڈ دراز کھولی، دو پیناڈول نکال کر پانی کے ساتھ نگل

لیں، لیکن جیسے وہ بھی بے اثر ہو گئی ہوں۔

دل، دماغ، سب بھرا ہوا تھا۔

یہ پروجیکٹ اس کے لیے صرف کاروبار نہیں تھا۔ یہ اس کے باپ کا خواب تھا۔ وہ شخص جو اب اس دنیا میں نہیں تھا، لیکن اپنی زندگی میں ہمیشہ کہا کرتا تھا، "ان بچوں کا سہارا بننا جو اس دنیا میں اکیلے ہیں۔"

غریب، لاوارث، بیمار بچے ...ان کے لیے ایک ایسا ہسپتال، جہاں انہیں عزت اور علاج دونوں ملیں۔

وہ خود جذبات سے خالی انسان تھا، لیکن باپ کے خواب سے اس کا ایک جذباتی رشتہ تھا۔

www.urdunovelscollection.com

اور اب ...سفیان ملک اس خواب کے آگے دیوار بن کر کھڑا ہو گیا تھا — صرف اس لیے کہ وہ اپنی بیٹی کو کسی بھی قیمت پر اس کی زندگی میں داخل کرنا چاہتا تھا۔

"!نہیں سفیان ملک"

اس نے دانت پیستے ہوئے کہا، آنکھوں میں غصے کے شعلے دہک رہے تھے۔

"میں تمہیں اپنے خوابوں کے بیچ کی دیوار نہیں بننے دوں گا۔ یہ پروجیکٹ میرے بابا کا خواب ہے، ان کا خواب ...اور میں ان کا ہاتھ تھامے آگے بڑھوں گا۔ تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے !تمہاری بیٹی کو میں اس کی اوقات بہت اچھی طرح یاد دلاؤں گا۔"

www.urdunovelscollection.com

غصے میں کرسی پیچھے دھکیلتا وہ اٹھا، کرسی پر رکھا اپنا کوٹ جھٹکے سے اٹھایا اور لمبے، بھاری قدموں سے دفتر سے نکل گیا۔

سیکرٹری فوراً پیچھے لپکا، لفٹ تک آتے آتے جلدی سے بولا، "سر! اگلی میٹنگ صرف پندرہ منٹ میں—"

"سب کینسل کر دو!"

اس کی آواز کڑی اور دو ٹوک تھی۔

سیکرٹری خاموشی سے رک گیا، جانتا تھا آج وہ کچھ سننے کے موڈ میں نہیں۔

وہ تیز قدموں سے باہر نکلا۔

www.urdunovelscollection.com

اسے اب سکون چاہیے تھا، تنفس کا لمحہ ...وہ اس ماحول سے، اس گھٹن سے، اس بلیک میلنگ سے کچھ دیر کو دور جانا چاہتا تھا۔

جس شہر میں خواب چھینے جا رہے ہوں، وہاں دم لینا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

○○○○○○

وہ تھکے تھکے انداز میں گھر کے دروازے سے اندر داخل ہوا تو اسے اندر سے آواز سنائی دی ۔

۔۔۔عزت اس کے گھر میں پرسکون انداز میں گنگنا رہی تھی۔اس کی گنگناہٹ کی آواز اتنی میٹھی تھی کہ اسے اپنے سے کے درد سے بے خبر کر گئی ۔

چند لمحوں کو اس کا دماغ سن پڑ گیا تھا۔

یہ کیسا سکون تھا جو اسے بے چین کر رہا تھا؟

جس عورت کے وجود سے وہ نفرت کا دعویٰ کرتا تھا، وہ آج اس کے گھر کے اندر ... جیسے برسوں سے یہیں رہتی ہو۔اس کے قدم خودبخود دروازے پر رُک گئے۔

نرمی سے گنگناتی وہ لڑکی، جس کی آواز میں عجیب سی کشش تھی، بے خبر اپنے کام میں مصروف تھی۔

چھوٹے چھوٹے قدموں سے وہ کبھی میز پر کچھ سجاتی، کبھی کوئی چیز درست کرتی۔

اس کا آنچل اس کی کمر پر ڈھلکا ہوا تھا، بازو تھوڑا سا اُٹھا تو چوڑیوں کی کھنک نے زوراق کے ضبط کو ایک لمحے کے لیے توڑنے کے قریب کر دیا۔

وہ اپنی آواز میں مگن کہہ رہی تھی۔

"..زندگی ایک پہیلی بھی ہے

"...سکھ دکھ سہیلی بھی ہے

اور وہ، جو نفرت کا دعویدار تھا، دروازے پر کھڑا تھا، جیسے جذبات کی گرفت میں آ چکا ہو۔

نہ قدم اندر آ رہے تھے، نہ وہ پلٹ پا رہا تھا۔

www.urdunovelscollection.com

بس ایک عورت کی آواز ...ایک مانوس سا سکون ...اور اس کے اندر کی جنگ جاری تھی۔

○○○○○○○○

زوراق دروازے پر ساکت کھڑا تھا، جیسے کسی نے وقت روک دیا ہو۔ عزت کی میٹھی، نرمی سے بھی زیادہ ہلکی گنگناہٹ نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ وہ بے خبری میں ہونٹوں پر مدھم سا ترنم لیے کچن سے نکلتی باہر کی طرف آ رہی تھی۔ اس کا دھیان کسی اور ہی خیال میں تھا، آواز میں بےساختگی تھی، جیسے وہ خود سے بات کر رہی ہو۔

جیسے ہی اس کی نظریں دروازے پر پڑیں، جہاں زوراق کھڑا تھا، اس کا دل جیسے حلق میں آ گیا۔ قدم وہیں جم گئے، اور آنکھیں خوف، حیرت اور کچھ نہ سمجھ آنے والے احساسات سے بھر گئیں۔ وہ چند لمحے کے لیے کچھ بول ہی نہ سکی۔ اس کی گنگناہٹ یک دم تھم گئی، اور چہرے کا رنگ ہلکا پڑ گیا۔

دوسری طرف زوراق، جو عام طور پر ہر وقت مضبوط اور سنگ دل نظر آتا تھا، اس لمحے مکمل طور پر خاموش تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سا سکون تھا، جیسے وہ کوئی نایاب چیز دیکھ رہا ہو۔ وہ کچھ بولا نہیں، صرف دیکھتا رہا۔ آواز کا وہ سحر اب بھی اس کے کانوں میں گونج رہا تھا۔

www.urdunovelscollection.com

عزت کی نظریں ایک لمحے کو اس سے ملیں، پھر فوراً جھک گئیں۔ گھبراہٹ سے اس کے ہاتھ کانپنے لگے، اور سانسیں بے ترتیب ہو گئیں۔

سر ... آپ یہاں؟ "اس کی آواز کپکپا گئی تھی، آنکھوں میں خوف " سا اتر آیا۔ زوراق کا دروازے پر اچانک موجود ہونا اس کے لیے حیرت سے کم نہ تھا۔

زوراق کی نظریں اس کے چہرے پر جم گئیں، مگر اس کے عجیب سے ردِ عمل پر اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔

ہاں تو کیا اب میں اپنے ہی گھر نہ آؤں؟ "وہ سختی سے بولا۔

محض اس لیے کہ یہاں ایک لڑکی ملازمہ کی حیثیت سے کام کرتی " ہے؟"

عزت کا چہرہ شرمندگی سے جھک گیا۔

نہیں سر ...میرا وہ مطلب نہیں تھا، میں تو بس "...الفاظ لڑکھڑا " گئے۔ وہ خود بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ اپنی بات کیسے واضح کرے۔ نظریں اس کے چہرے سے ہٹانے کی ہمت نہ ہو رہی تھی۔اسے حیرت ضرور ہوئی تھی۔ زوراق دن کے وقت گھر نہیں آتا تھا، اس کی مصروفیات، اس کا رعب، سب اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ دن دہاڑے کسی کے یوں سامنے آ کھڑا ہو جائے۔

پھر آج تو ویسے بھی سب لوگ فارم ہاؤس گئے ہوئے تھے۔ کسی بڑے ٹینڈر کی منظوری کی خوشی میں وہاں شاندار پارٹی تھی، جس میں گھر کے چار پانچ ملازمین کے ساتھ اس کے والد رحمان بیگ بھی گئے تھے۔ گھر بالکل خالی تھا...سوائے ان دونوں کے گھر پر کوئی نہیں تھا۔ اور وہ جانتی تھی کہ زوراق کے سامنے اکیلے ہونا اس کے لیے خطرے سے خالی نہیں۔ وہ ابھی تک اپنی پہلی ملاقات نہیں بھولی تھی، جب زوراق نے بغیر سوچے سمجھے اسے مارنے کی کوشش کی تھی۔ وہ لمحہ آج بھی اس کی سانسیں بند کر دیتا تھا۔

اس لیے وہ ہمیشہ اس سے بچتی تھی، مگر آج قسمت نے پھر آمنے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ وہ گھبرا گئی،

www.urdunovelscollection.com

۔ "میں نے کھانا بنا لیا ہے، میں جا رہی ہوں "...وہ جلدی سے بولی۔

کھانا لے کر میرے کمرے میں آؤ۔ بھوک لگ رہی ہے " مجھے۔"زوراق کا لہجہ حکم دینے والا تھا۔ وہ بنا اس کی طرف دیکھے، سیڑھیاں چڑھ گیا۔

عزت وہیں کھڑی رہ گئی۔ کچھ لمحے اسے جاتا دیکھتی رہی۔ اس کے کمرے میں جانا اسے درست نہیں لگا۔ وہ کمرہ جہاں کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی، جہاں قدم رکھنا بھی منع تھا، وہاں وہ کیسے جا سکتی تھی؟

www.urdunovelscollection.com

اسے ڈر لگ رہا تھا۔ اگر وہ پھر سے کچھ کر بیٹھا تو آج تو بچانے والا بھی کوئی نہیں تھا۔ گھر میں صرف وہ دونوں تھے۔ سب لوگ فارم ہاؤس گئے ہوئے تھے، اس کے بابا بھی ساتھ تھے۔

اس کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا۔ کھانا دینا ضروری تھا۔

"...شاید اُس دن وہ نشے میں تھا... آج تو ہوش میں ہے"

اس نے خود کو سمجھایا لیکن دل اب بھی خوف سے کانپ رہا تھا۔

○○○○○○○○

عزت، تیرا دماغ خراب ہے کیا؟ "وہ خود سے بڑبڑائی، ہاتھوں سے " بالوں کو پیچھے کرتی ہوئی جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی ۔

"کیا کیا عجیب عجیب باتیں سوچتی رہتی ہے تو ہر وقت؟ ہر وقت اُلٹا سیدھا چلتا رہتا ہے تیرے دماغ میں! میں بھی نا، ایک نمبر کی بے وقوف!"

اس نے تاسف سے سر ہلایا۔

"جیسا بھی ہے، میرا بوس ہے۔ اس کے سامنے اپنی مرضی تھوڑی چلا سکتی ہوں؟ جو وہ چاہے گا، وہی کرنا ہے مجھے۔ اور ویسے بھی ... میری جاب کا ٹائم ابھی ختم نہیں ہوا۔"

اس نے گہرا سانس لیا اور خود کو پھر سے سنبھالنے کی کوشش کی۔

وہ کچن سے کھانے کی ٹرے اٹھا کر نکلی تھی، قدم آہستہ تھے، دل اور دماغ الجھے ہوئے۔

اس دن وہ نشے میں تھے ...اسی لیے تو،اسی لیے انہوں نے میرا گلا" گھونٹا۔"نشے میں انسان کو کہاں کسی چیز کا ہوش ہوتا ہے ۔وہ آہستہ آواز میں خود سے کہہ رہی تھی، جیسے یادوں کی گرہ کھول رہی ہو۔

اور بابا بھی تو یہی کہہ رہے تھے نا؟ وہ اس دن والی حرکت پر " "شرمندہ ہیں ...اسی لیے تو مجھے یہ نوکری دی ہے۔

کھانے کی ٹرے کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے وہ چلتی جا رہی تھی، مگر الفاظ اس کے لبوں سے بے اختیار بہتے جا رہے تھے۔

وہ کھانے کی ٹرے ہاتھ میں لیے ہال سے گزرتے ہوئے رک گئی۔

دل ایک لمحے کو کانپ سا گیا۔

چہرہ سپاٹ رکھنے کی کوشش کی، مگر اندر جو کچھ چل رہا تھا، وہ لبوں سے نکلنے سے باز نہ آیا۔

"مگر ...پھر بھی تھوڑی احتیاط کرنی تو بنتی ہے۔"

وہ دھیرے سے بڑبڑائی، جیسے دل کو سمجھا رہی ہو۔"اس کے دل میں ...کچھ نہ کچھ ڈر ...شاید اب بھی باقی ہے۔

خیر اب وہ نشے میں تھوڑی ہے۔ اس وقت وہ اپنے پورے ہوش و حواس میں ہے۔"

"ویسے بھی میرا کام صرف کھانا دینا ہے ...بس!"

آواز میں ایک بےزاری سی تھی، جیسے خود سے زبردستی کر رہی ہو۔

www.urdunovelscollection.com

پھر اچانک وہ رکی، ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"ایک تو سمجھ نہیں آتی ...آج دن دہاڑے یہ جن خود کیوں ٹپک پڑا!چھپ کر عزت"جو بھی ہے ...گھر تو اسی کا ہے۔"وہ آہستگی سے بڑبڑائی، دل کی دھڑکن قابو میں نہیں آ رہی تھی۔

"جب چاہے منہ اٹھا کر آ سکتا ہے، دل چاہے کچھ بھی کر سکتا ہے...!"

اس نے اپنا خوف، اپنا غصہ اندر ہی اندر دبا لیا۔

سانس گہری لی، اور دھیرے سے دروازے پر دستک دیتے ہوئے دروازہ کھولا

"!عزت ...بس کھانا رکھ اور نکل جا یہاں سے"

،اپنے آپ کو سمجھاتے ہوئے وہ اندر داخل ہوئی

یہ کمرہ ...خطرے سے خالی نہیں ہے۔ بے شک وہ ہوش میں ہے، "
"مگر میں اس گھر میں اس کے ساتھ بالکل اکیلی ہوں۔

آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی تھیں، مگر چہرے پر ضبط کی چادر تان رکھی تھی۔

اگر اس نے دوبارہ مجھے مارنے کی کوشش کی ...تو بچانے کوئی نہیں " آئے گا"!کمرے میں قدم رکھا تو نظر گھوم گئی۔سامنے کوئی نہیں تھا۔

دل نے ایک لمحے کو سکون کا سانس لیا، اور موقع کو غنیمت جان کر وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھی۔ شیشے کی میز پر وہ جلدی جلدی کھانا لگانے لگی۔

"!سر ...میں نے کھانا لگا دیا ہے"

اس نے واش روم کے دروازے کی طرف نظر دوڑائی اور جلدی سے آواز لگائی۔

پھر فوراً واپس پلٹنے لگی، جیسے بھاگنے والی ہو۔

مگر اگلے ہی لمحے۔ اس کے قدم ...زمین میں جم گئے۔واش روم کا دروازہ کھلا تھا ...اور وہ ...وہ وہاں کھڑا تھا۔

○○○○○○○

زوراق زدران!، چھ فٹ سے نکلتا ہوا گھمبیر وجود اس کے چٹانی سینے پر پانی کے قطرے موتیوں کی طرح جھلک رہے تھے۔ ٹاول یا شرٹ نہیں تھی صرف ٹراوزر تھا، جو اُس کی کمر کے گرد سختی سے بندھا ہوا تھا۔

بازوؤں کی اُبھری ہوئی مچھلیاں، سینے کی سختی، اور اُس کے گیلے بال—وہ منظر کسی یونانی دیوتا کی طرح کا تھا، خوبصورت مگر، بے رحم اور ناقابلِ تسخیر مرد۔ عزت کی نگاہیں بے اختیار اوپر اٹھیں...اور اگلے لمحے تیزی سے جھک گئیں۔

دل نے دھڑکنا بھولنا چاہا، سانس جیسے گلے میں اٹک گیا۔وہ پلٹنے کو ہوئی، مگر ایک گرج دار آواز نے قدم جکڑ لیے۔

رکو "!وہ ساکت کھڑی رہ گئی۔"

اس کی پشت پر زوراق کی نگاہیں محسوس ہو رہی تھیں، جیسے وہ اُس کے اندر تک جھانک رہا ہو۔

میرے کپڑے نکالو"!آواز میں کوئی نرمی، کوئی سوال نہ تھا—بس " حکم۔خاموش، بے رنگ، لیکن دل دہلا دینے والا۔

عزت کی انگلیوں میں کپکپی سی دوڑ گئی۔

کیا وہ پلٹے؟ کیا وہ اس کی طرف دیکھے؟

یا ...بس آنکھیں بند کر کے کسی طرح کپڑے اٹھا کر دے دے اور نکل جائے؟

عزت کا دل جیسے پسلیوں سے ٹکرا کر گر رہا تھا۔

سنائی نہیں دیا تم نے میں نے کیا کہا "میرے کپڑے نکالو۔"زوراق کی گونجتی ہوئی آواز ذہن میں ہتھوڑے کی طرح بجی تھی۔

وہ دھیرے سے پلٹی ...نگاہیں زمین سے چپکی ہوئیں، قدم جیسے بوجھل ہو چکے تھے۔ وہ الماری کی طرف بڑھی۔

ہاتھ تھر تھرا رہے تھے ...ایک لمحے کو لگا جیسے لاک بھی کھولنے میں ہاتھ نہ چلے۔دل میں بے اختیار خیال آیا

"کیا یہ سزا ہے؟ یا محض امتحان؟"

کپڑوں کی تہوں میں سے اُس نے نیلا ٹی شرٹ اور سفید تولیہ نکالا۔

اس کی انگلیاں کپڑوں کے نرم کپڑے پر پھسلیں تو اُس نے خود کو اور زیادہ چھوٹا، کمزور محسوس کیا۔

جلدی کرو"!زوراق کی آواز نے جیسے بجلی دوڑا دی ہو۔"

عزت نے کپڑے مڑ کر پیچھے کی طرف بڑھائے، نگاہیں اب بھی نیچی، لیکن آواز میں گھبراہٹ صاف تھی:

ی...یہ رہے سر"!... مگر جیسے ہی اُس نے پلٹ کر کپڑے دینے " چاہے...

وہ اتنا قریب کھڑا تھا کہ سانس رک گئی۔

اس کے چہرے سے گرتا پانی عزت کے ہاتھ کی پشت پر گرا۔

گرمی ...یا سردی؟وہ سمجھ نہ سکی۔

زوراق کی نگاہیں اس کے چہرے پر تھیں۔

خاموش ...گہری ... کسی قید کی طرح۔

www.urdunovelscollection.com

...چہرہ اوپر کرو"...عزت کی پلکیں تیزی سے جھپکیں"

"...نہیں ...میں بس ...کپڑے"

"!میں نے کہا، چہرہ اوپر کرو"

اس بار آواز میں زہر نہیں تھا ...مگر ایسا حکم تھا جسے نظر انداز کرنا ممکن نہ تھا۔عزت نے آہستہ آہستہ نظریں اوپر اٹھائیں۔

اور سامنے ...وہی چٹانی وجود، وہی نم بال، اور وہی آنکھیں۔جو کچھ بھی کہے بغیر اسے کمزور کر رہی تھیں۔

اب جاؤ"!وہ پلٹا، کپڑے اس کے ہاتھ سے لے کر ایک طرف " ڈالے۔عزت جیسے ہوا میں قید سانس کو چھوڑتی ہوئی پلٹی ...اور وہاں سے تقریباً دوڑتے ہوئے باہر نکل گئی۔

دروازہ بند ہونے کی آواز کے ساتھ ہی، کمرے میں ایک بار پھر خاموشی پھیل گئی۔

لیکن عزت کا دل اب بھی زوراق کی نگاہوں کے حصار میں تھا۔

○○○○○○

کمرے کا دروازہ آہستہ سا بند ہوا۔ عزت نے گہری سانس لی اور باہر قدم بڑھایا۔

اس کے چہرے پر تھوڑی سی مایوسی اور زیادہ تھوڑی سی عزم جھلک رہی تھی۔

"میں نے غلط کیا کہ کمرے میں گئی ...یہ کام میرے حسے کا نہیں تھا۔"وہ اپنے آپ سے بولی، آواز میں نرم ملامت تھی، لیکن عزم بھی تھا

وہ خود کو تھامتے ہوئے آگے بڑھی، ہاتھ ہلکے سے چہرے پر پھیرا۔

"یہاں میں صرف شیف ہوں۔ کھانا بنانا، کھانا دینا، بس یہی میرا کام ہے۔"ان سب ذاتی کاموں کے لیے میں نے کیوں نہیں منع کیا؟"آنکھیں تھوڑی سی سنجیدہ ہو گئیں۔

"مجھے روکنا چاہیے تھا۔ اپنے لیے حدیں بنانی چاہئیں تھیں۔"وہ رُک کر کھڑکی کی طرف دیکھنے لگی، باہر کی روشنی میں کچھ امید جھلک رہی تھی۔

"اگر اگلی بار وہ کوئی بھی پرسنل کام مجھ سے کروانے کی کوشش کرے گا تو میں صاف کہہ دوں گی 'نہیں'۔ "اس کی آواز میں سختی تھی،

"میری اپنی عزت ہے، میری اپنی حدود ہیں۔ میں اپنی جگہ اور اپنی قدر جانتی ہوں۔" آہستہ سے اس نے سر اٹھایا، اور خود کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا

یہی میرا فیصلہ ہے ...اب آگے محتاط رہنا ہو گا۔ "عجیب آدمی ہے" اس سے دور ہی رہنا چاہیے۔،

ooooooo

www.urdunovelscollection.com

کمرے میں ایک خفیف سی روشنی تھی، جیسے کسی راز کو چھپانے کی ناکام کوشش۔

قالین پر اس کے قدموں کی چاپ بار بار گونج رہی تھی۔ وہ ننگے پیر تھا،

مگر تکلیف فرش سے نہیں، ذہن سے تھی ایک شور، جو تھم نہیں رہا تھا۔

"یہ کیا کر دیا میں نے؟"

اس کے اندر سے ایک بھاری، خالی سا سوال ابھرا۔

دیوار کی جانب چلتے ہوئے وہ رک گیا۔

پاس ہی میز پر وہی ٹرے رکھی تھی ۔جو ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے آکر رکھی تھی۔

وہ، جو فقط ایک نوکرانی ہے،جس کا کوئی چہرہ اس کے معیار پر پورا نہیں اترتا،جس کی آواز ...ایک لمحے کے لیے اس کی سماعت پر ٹھہر گئی تھی۔

میں نے اسے اپنے کمرے میں کیوں بلایا، کیوں اسے کپڑے " ،نکالنے کو کہا

"جانتے ہوئے کہ یہ اس کا کام نہیں تھا۔

وہ پیچھے ہٹا جیسے کسی ان دیکھی لکیر کو پار کر گیا ہو۔

www.urdunovelscollection.com

یہ تو وہ وجود ہے جس سے میں ہمیشہ نفرت کرتا رہا ہوں — "

"عورت کا وجود میرے دائرے میں۔

،اس کے چہرے پر ایک کچی سی شرمندگی اتر آئی

لیکن وہ ضبط کا خول چڑھائے کھڑا رہا۔

میں تو اُن مردوں میں سے تھا جو عورت کے قدموں کی آہٹ "

سے بھی چوکنا ہو جاتے تھے۔

"پھر یہ کیا ہے؟ یہ خلل کیسا ہے؟

اس کی نظریں ٹرے پر جم گئیں۔

اس نے کھڑکی کھولی ٹھنڈی ہوا اندر آئی مگر اندر کی گرمی کو کم نہ کر سکی۔

پھر جلدی سے صوفے پر آکر بیٹھ فائلز اور لیپ ٹاپ اوپن کرنے لگا

"میں زوراق زدران ہوں۔ مجھے عورت سے نفرت ہے ... لیکن پھر بھی،

"مجھے اس کا آنا برا کیوں نہیں لگا؟

"!یہ لڑکی اس گھر میں نہیں رہ سکتی"

اس نے میز پر پڑی فائل کو زور سے بند کیا۔

"مجھے کسی ملازمہ کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے گھر میں عورت کا وجود ...ہونا ہی نہیں چاہیے۔"

وہ چند لمحے ساکت کھڑا رہا، پھر خود سے بڑبڑایا

میں نے اسے اپنے کمرے میں کیوں بلایا؟ کیوں کہا کہ میرے " کپڑے نکالے؟ یہ کام تو اس کا تھا ہی نہیں ...پھر کیوں؟"وہ الجھن ،میں سر تھام کر بیٹھ گیا

میں عورتوں سے نفرت کرتا ہوں ... لیکن یہ لڑکی ...آخر کیوں " "میرے ضبط کی دیواروں پر دستک دے رہی ہے؟

oooooooo

وہ غصے سے سیڑھیاں اترتا آیا تھا، قدم جیسے فرش پر نہیں، انا پر پڑ رہے تھے۔

اس کا ارادہ صاف تھا اس لڑکی کو اس گھر میں نہیں رہنے دینا۔

www.urdunovelscollection.com

نہ کوئی جواز، نہ کوئی رعایت۔"اسے جانا ہوگا، فوراً۔"وہ بڑبڑایا۔ اس کے لہجے میں وہی سختی تھی جو برسوں سے اس کے گرد دیوار بنائے کھڑی تھی۔

اس گھر میں ہمیشہ میل سرونٹس نے کام کیا ہے، اور آئندہ بھی " "وہی کریں گے۔

"مجھے کسی ملازمہ کی ضرورت نہیں ہے۔"

جیسے ہی وہ نیچے آیا، اس نے اسے دیکھا۔

عزت وہی پرانی سی چادر کو کندھوں پر ٹھیک کرتے ہوئے دروازے کی سمت بڑھ رہی تھی۔

قدم ہلکے، چہرہ سپاٹ، جیسے کچھ بھی سمجھ نہ پا رہی ہو۔

کہاں جا رہی ہو تم؟"اس کی آواز گونجی، کڑک دار، اونچی۔عزت " کے قدم جیسے زمین سے چپک گئے۔وہ پلٹی، نظریں جھکائیں، مگر زبان بند رہی۔

،اس کے لیے یہ صرف آواز نہیں تھی

یہ ایک حکم تھا۔جس کے آگے وہ لاچار تھی ،کیونکہ وہ اپنی اوقات جانتی تھی وہ جانتی تھی وہ یہاں صرف ایک ملازمہ ہے اور یہ نوکری اس کے لیے بہت بڑی اپورچونٹی۔

سر، میں اپنا سارا کام ختم کر چکی ہوں، رات کا کھانا بھی بنا دیا "

"ہے ...اب میں جا رہی ہوں، کیونکہ مزید میرا کوئی کام نہیں بچا۔

وہ نارمل لہجے میں بولی، چہرہ سپاٹ، آواز میں نہ جھجک تھی نہ نرمی۔ بس ایک ملازمہ کی سی ترتیب میں کہا اور رخ دروازے کی طرف موڑ لیا۔

لیکن وہ، جو ابھی سیڑھیوں سے نیچے اترا تھا، قدم بڑھاتے ہوئے ایک ہی جھٹکے میں اس کے قریب آ گیا۔

"کیا میں نے کہا تھا کہ تمہارا کام ختم ہو گیا ہے؟"

اس کا لہجہ برف کی طرح ٹھنڈا اور کٹیلہ تھا۔ عزت کی پلکیں ساکت ہو گئیں۔ اس کی نگاہیں وہیں زمین میں گڑ گئیں، مگر دل ... دل بے چین دھڑکنے لگا۔

"اور ویسے بھی ...یہ جو کھانا تم نے بنایا ہے، مجھے پسند نہیں آیا۔"

میرے لیے کچھ اور بنانا ہوگا۔ چائنیز ڈِشز بناؤ —— اور اچھے سے۔ "

"جیسے یہ بنایا ہے، ویسا نہیں چلے گا۔

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کر رہا تھا، جیسے ہر جملے سے اسے نیچا

دکھانا چاہتا ہو۔

اور ہاں ... اگر لوگ تمہاری تعریفوں کے پل باندھ رہے ہیں، تو "

"اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم بہت اچھی شیف ہو گئی ہو۔

یہ سب تمہیں یہاں مہیا کی گئی سہولیات کی وجہ سے ہے۔ ماسٹر"

شیف نہیں ہو تم ایک معمولی سی کک ہو ۔عزت کے ہونٹ سکڑ

گئے۔ وہ کچھ کہہ سکتی تھی، مگر وہ چپ رہی۔

"جاؤ، جا کر میرے لیے اچھا سا کھانا بناؤ۔"

www.urdunovelscollection.com

پلٹتے وقت وہ ایک لمحے کو رُکا، جیسے کچھ کہنا بھول گیا ہو یا خود سے الجھ گیا ہو۔

"...اور ایک اور بات"

تمہاری یہاں رہنے کی ٹائمنگ صبح آٹھ سے شام چھ بجے تک ہے۔ "

"اگر اس سے پہلے یہاں سے نکلی تو تمہاری تنخواہ سے کٹوتی ہو گی۔

"اور جب تک میری اجازت نہ ہو، تم یہاں سے جا نہیں سکتی۔"

اس نے آخری جملہ کچھ اس لہجے میں کہا جیسے وہ صرف ایک ملازمہ نہیں، کوئی قیدی ہو یا پھر ...شاید وہ خود اپنی الجھنوں کا قیدی تھا۔بغیر ایک پل رُکے، وہ مڑ گیا۔

اور وہ ... نظریں جھکائے، لب بھینچے، اندر ہی اندر کچھ کچلتی رہ گئی۔

○○○○○○

وہ کمرے میں داخل ہوا تو دروازہ جیسے اپنے آپ میں الجھا ہوا تھا۔

اس کے قدم تیز، سانسیں بھاری، اور ماتھے پر غصے کی شکنیں ابھر رہی تھیں۔

نیچے کیا کہنے گیا تھا اور کیا کہہ کر واپس آیا تھا؟

—وہ خود نہیں جانتا تھا۔اس کا ارادہ صاف تھا

"اس لڑکی کو آج یہاں سے نکال باہر کرنا ہے۔"

کیونکہ اسے اپنے گھر میں کسی "عورت کے وجود "کی ضرورت نہیں تھی۔

نہ اس کی آواز، نہ خوشبو، نہ سایہ۔

لیکن ...وہ وہاں کیا کرنے گیا تھا؟

کیا اسے جھاڑنے؟ دھتکارنے؟ نکالنے؟

اب کمرے میں خاموشی تھی، مگر اس کے ذہن میں طوفان برپا تھا۔

"اسے غصہ تھا ...خود پر۔"یہ کیا ہو گیا مجھے؟

"میں نے اسے نکالا کیوں نہیں؟"

آئینے میں اپنا عکس دیکھا تو آنکھوں میں عجیب سی شکست چھپی تھی۔کچھ لمحے یونہی خود سے الجھتا رہا۔ پھر جیسے خود کو سنبھالتے ہوئے بڑبڑایا"میں نے اسے آخری موقع دیا ہے ...بس !اگر دوبارہ "کوئی غلطی کی، تو وہ سیدھا دروازے کے باہر ہو گی۔

اس نے جیسے اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ مگر وہ جانتا تھا — وہ کمزوری تھی، اور وہ کمزوری عزت نامی وہ سادہ سی لڑکی تھی، جس کی موجودگی...اس کے اصولوں، اس کی تنہائی، اس کی نفرت سے ٹکرا رہی تھی۔ لیکن وہ قبول کرنے کو تیار نہیں تھا

ооооооо

عزت نے اس کے بتائے گئے طریقے سے کھانا بنایا تھا۔

دل میں تو دکھ ضرور تھا، لیکن چہرے پر کچھ ظاہر نہیں ہونے دیا۔ وہ جانتی تھی کہ اس گھر میں وہ صرف ایک کام کرنے والی ہے۔ اپنی حیثیت اور مقام سے آگاہ تھی، اسی لیے اس کے کسے گئے طنز بھی چپ چاپ برداشت کر لیے۔

،اس نے کہا تھا

یہ کھانے کا ذائقہ تمہاری مہارت سے نہیں، یہاں کی چیزوں "**

**"کی وجہ سے اچھا لگتا ہے۔

بس اتنی بات کافی تھی عزت کو چپ کرا دینے کے لیے۔

دل تو بہت برا ہوا تھا، مگر بولی کچھ نہیں۔

بس جیسے کہا گیا، ویسا ہی کیا۔ کچن میں چپ چاپ کھانا تیار کیا اور پھر اسے باہر میز پر سجا دیا۔

شام کے چھ بجنے میں اب صرف دس منٹ باقی تھے۔بابا اور ملازم واپس نہیں آئے تھے۔

اور وہ بھی ابھی تک نیچے نہیں آیا تھا۔

www.urdunovelscollection.com

عزت نے ایک نظر دیوار گھڑی پر ڈالی، اور پھر دل ہی دل میں

سوچا

اچھا ہے، اگر آ جاتا تو شاید پھر کوئی نئی بات سننے کو "**

ملتی۔"فصول پاگل انسان ،اللہ کرے اس کے گلے کا ذائقہ خراب ہو

جائے پھر احساس ہو اسے میرے بنائے گئے ہاتھ کے کھانے کی خیر

**اگر گلے کا ذائقہ خراب ہو جائے گا تو احساس کیسے ہو گا۔

سوری اللہ جی کسی کا گلا میری بددعا سے خراب مت کیجئے گا**

**۔

اس انسان کا کیا ہی بھروسہ گلا خراب ہونے کا الزام بھی میرے**

**معصوم کھانے پر نہ لگا دے۔

اس نے دل ہی دل میں اسے کوستے بظاہر چہرے سے چپ چاپ ،ٹرے درست کی، گلاس ٹھیک کیا

** "جا کر بتاتی ہوں کہ کھانا لگ گیا ہے۔**

وہ خود سے بڑبڑاتی میز کے قریب سے پلٹی۔

اب تک تو اسے نیچے آ جانا چاہیے تھا ...میں کیوں جاؤں اسے "** بلانے؟ **"دل میں غصہ، تھکن اور تھوڑی سی انا بھی بول رہی تھی۔

میرا ٹائم تو ویسے بھی ختم ہو گیا ہے، بس پانچ منٹ اور ... پھر "** میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔ کھائے نہ کھائے، میری ذمہ داری ** "تھوڑی ہے؟ میں تو صرف اپنے کام کی پابند ہوں۔

،وہ برتن سیدھے کرتے ہوئے منہ ہی منہ میں کچھ کہہ رہی تھی

** "اس تُو تو بھول مت ۔ ہے رہی ہو فری ہی زیادہ کچھ اب تو عزت

**"!...گھر کی ملازمہ ہے

اسے خود کو یاد دلانا پڑا، کیونکہ خود داری ہر بار منہ اٹھا لیتی تھی۔

"!خیر ... بھولنے وہ دیتا بھی کہاں ہے؟ ہٹلر کہیں کا"

اس کا سانس ذرا بھاری ہو گیا۔

** "چلو، بتا ہی آتی ہوں کہ کھانا لگ گیا ہے، ورنہ بعد میں اسی

بات پر طعنے دے گا ...اور کیا پتہ تنخواہ میں سے پیسے ہی نہ کاٹ

**"!دے

دل کے بوجھ کو زبان سے ہلکا کرتے، وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

www.urdunovelscollection.com

قدم تو تھکے ہوئے تھے، مگر مجبوری کی زنجیر مضبوط تھی۔

اس نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

لیکن دوسری طرف سے کوئی آواز نہیں آئی۔ مکمل خاموشی ... جیسے کمرہ خالی ہو۔وہ پلٹنے ہی والی تھی۔

جانے دو، کیا پڑی ہے خود سے بار بار ذلیل ہونے کی؟ **""**

اس نے سوچا، لیکن پھر نظریں نیچے پڑے کھانے کی طرف گئیں۔

کھانا یونہی پڑا رہا تو خراب ہو جائے گا ...اور الزام بھی مجھ پر "**

**"!ہی آئے گا

اسی سوچ میں الجھی، وہ ہولے سے دروازے کا لاک گھمانے لگی۔

www.urdunovelscollection.com

دروازہ چرچراتا ہوا ذرا سا کھلا تو کمرے سے سگریٹ کا مدھم، کڑوا دھواں اس کے چہرے سے ٹکرایا۔

اندر مکمل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بس ہلکی ہلکی روشنی بیڈ کے کنارے رکھے لائٹ لیمپ سے پھوٹ رہی تھی۔

عزت کا دل زور سے دھڑکا۔ وہ چار گھنٹے بعد دوبارہ اس کمرے میں آئی تھی، صرف اپنی ذمہ داری نبھانے۔ لیکن اب اسے محسوس ہوا تھا کہ اسے دوبارہ یہاں نہیں آنا چاہیے تھا، لیکن جانے سے پہلے اسے بتانا تو تھا ہی کہ وہ جا رہی ہے اخر ہٹلر نے کہا جو تھا کہ وہ اس کی مرضی کے مطابق آئے گی اور جائے گی ۔دروازے کے کنارے پہ کھڑی، جھجھکتے ہوئے بولی

"سر ... کھانا تیار ہے۔ " آواز معمولی سی تھرائی ہوئی تھی، جیسے خوف اور لحاظ کے درمیان جھول رہی ہو۔ پھر لمحے بعد آہستہ سے ایک اور جملہ کہا

"سر ... میرے جانے کا وقت ہو چکا ہے "... وہ اب بھی دروازے پر ہی کھڑی تھی، اندر آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔

نہ کوئی ہلچل، نہ کوئی جنبش۔ بس خاموشی ... سگریٹ کا دھواں ... اور اندھیرے میں ڈوبا زوراق زدران۔ عزت کا دل بے چینی سے سِکڑنے لگا۔

"کیا وہ سو رہا ہے؟ یا جان بوجھ کر نظر انداز کر رہا ہے؟"

اس کے اندر سوالات کا شور تھا، مگر لب خاموش۔

وہ پلٹنے ہی لگی، جب اچانک اسے احساس ہوا...

اس نے آہستہ سے پیچھے مڑ کر بیڈ کی طرف دیکھا تو کمرے میں گرم گرم سانسوں کی آواز سنائی دی۔ یہ کوئی معمولی سانسیں نہیں تھیں، ایک عجیب سی شدت اور بے چینی ان میں تھی۔

"سر، آپ ٹھیک ہیں؟" بے اختیار اس نے پوچھا، مگر دوسری طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

اس نے دوبارہ انگلش میں پوچھا "Are you okay?"،

مگر کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔

www.urdunovelscollection.com

دروازہ دھیرے سے کھولتے ہوئے اس کی نظر بیڈ پر پڑی جہاں ایک بھاری جسم لیٹا تھا، اور کمرے کی مدھم روشنی میں وہ وجود اور بھی نمایاں لگ رہا تھا۔

اس نے واپس کمرے میں آتے ہوئے سوئچ بوٹ ڈھونڈ کر لائٹ ان کی تھی ۔اور پھر بیڈ کی دیکھنے لگی ۔

وہ چند لمحے وہیں ساکت کھڑی رہی، جیسے وقت تھم سا گیا ہو۔

زوراق زدران کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا، سانسیں بے ترتیب اور تیز تھیں، پسینے کی نمی اس کی پیشانی سے ڈھلک کر گالوں پر آ چکی تھی۔

اس کی آنکھیں بند تھیں، اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ نیند میں نہیں، کسی گہری تکلیف میں ہے۔

"سر ... آپ ... آپ سن رہے ہیں؟"

اس نے آہستگی سے پوچھا، مگر دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔عزت کی نظریں پریشانی سے اس کے چہرے پر جمی تھیں۔ دل ایک دم دھڑکنے لگا۔ وہ پیچھے ہٹی، پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھا، جیسے کوئی راہِ فرار ڈھونڈ رہی ہو، مگر پھر ایک بے بس سانس لیتے ہوئے واپس پلٹی۔

یا اللہ ان کی طبیعت بہت زیادہ خراب لگ رہی ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے تو یہ بالکل ٹھیک تھے یوں اچانک سے انہیں کیا ہو گیا۔۔۔!!

مجھے کچھ کرنا ہوگا۔"اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ وہ تیزی سے " باہر نکلی، اور دائیں ہاتھ میں موجود موبائل نکالا۔اور اپنے بابا کو کال کرنے لگی

"بابا ...بس بابا فون اٹھا لیں، پلیز۔"

وہ بار بار کال ملانے لگی، لیکن ہر بار خاموشی۔ کال جا رہی تھی، مگر کوئی جواب نہیں۔

"یا اللہ ... کیا کروں؟ کس کو فون کروں؟"

آصف بھائی کا نمبر وہ لے ہی نہ سکی تھی، ورنہ ابھی ان سے رابطہ کر لیتی۔ اب وہ اس گھر میں اکیلی تھی، اور ایک بیمار شخص اس کے سامنے بے سُدھ پڑا تھا۔

یا اللہ میں اس طرح انہیں اس حالت میں چھوڑ کر نہیں جا سکتی انسانیت بھی تو کوئی چیز ہے اگر میں چلی گئی اور پیچھے انہیں کچھ ہو گیا تو ۔۔۔فون کو بار بار کان سے لگاتی وہ بُربرا رہی تھی مگر دوسری طرف سے خاموشی برقرار تھی۔ اس کی آنکھوں میں پانی سا اُتر آیا۔

"بابا ...پلیز !ایک بار ...ایک بار بس فون اٹھا لیں۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"سر کی حالت بہت خراب ہے انہیں کچھ ہو گیا تو اس کی آواز رندھ گئی تھی۔

یا اللہ ابھی تو بالکل ٹھیک تھے اتنا ڈانٹ رہے تھے مجھے کمرے میں آتے ہی انہیں کیا ہو گیا۔۔۔؟؟

فون ہاتھ میں لیے وہ واپس دروازے پر آ کر کھڑی ہو گئی۔ اندر ایک شخص تکلیف میں تھا، اور وہ بے بس ...نہ اسے مدد کے لیے کوئی ملازم ملا، نہ گھر کا کوئی فرد، نہ ہی فون کا کوئی جواب۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے دروازے کا لاک پھر سے پکڑا اور آہستہ سے اندر قدم رکھا۔

"...اللہ خیر کرے"

کوئی لینڈ لائن بھی نہیں ہے اس گھر میں ...نہ ہی کسی ڈاکٹر کا نمبر ملتا ہے"...وہ پریشانی سے ارد گرد دیکھتی ہوئی زوراق کے قریب آ چکی تھی۔

"سر... سر پلیز، آنکھیں کھولیں... مجھے لگتا ہے آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا ہو گا۔"

وہ گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھ گئی۔ چہرے پر چھائی سرخی، پسینے سے تر ہوتے بال، اور بدن کی تپش نے اس کا دل اور بھی گھبرا دیا تھا۔

"سر پلیز، میری بات سنیے۔ آپ ٹھیک تو ہیں نا؟"

اس نے آہستہ سے ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھ کر دوبارہ حرارت محسوس کی۔

اف اتنا تیز بخار... دل تو کیا وہ بیٹھ کر رونا شروع کر دے۔

تب ہی اگلے لمحے کچھ ایسا ہوا جس نے اس کے ہوش اڑا دیے۔ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ پکڑا گیا۔

آہ"...وہ چونکی، مگر وہ لمحہ بہت بھاری تھا۔"

زوراق نے جیسے ساری طاقت جمع کر کے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔ اگلے پل وہ خود کو بیڈ پر گرتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

وہ اس پر سایہ فگن تھا۔سانسوں کی گرمی، آنکھوں کی لالی، اور چہرے پر طوفانی کیفیت نے عزت کو سانس لینا مشکل کر دیا تھا۔

وہ اس کے اوپر جھکا ہوا تھا، جیسے بخار نے ہوش چھین کر اس کی گرفت صرف جسمانی ردعمل تک محدود کر دی ہو۔

"سر...پلیز...یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

وہ گھبرا گئی تھی، لیکن زوراق جیسے اسے سن ہی نہیں رہا تھا۔اس کی نظریں، اس کی گرفت، سب کچھ بے قابو لگ رہا تھا۔

لیکن تب ہی...اچانک **دروازہ کھلا۔** دھڑ سے آواز ہوئی۔وہ چونک کر پیچھے دیکھنے لگی، اور جیسے ہی دروازے کے قریب کھڑے آصف پر نظر پڑی، اس کا دل حلق میں آ گیا۔

وہ دروازے میں کھڑا سب دیکھ چکا تھا۔

عزت تو ساکت رہ گئی۔ شرمندگی، گھبراہٹ، اور بوکھلاہٹ نے اس کا دماغ بند کر دیا۔

، جبکہ آصف بھی حیرت زدہ تھا۔بلکہ پھر اچانک سنبھل کر بولا

"سوری سر ...ایم سوری۔ سوری ٹو ڈسٹرب یو۔"

وہ فوراً دروازہ بند کر کے باہر نکل گیا۔دروازہ بند ہونے کی آواز جیسے عزت کی سانسیں تھمی تھی

وہ صرف ایک پل میں ہی سمجھ چکی تھی کہ وہ اسے کیا سمجھ رہا تھا یقیناً تنہائی میں اس کے باس کا دل بہلانے والی کوئی پیچ لڑکی ،وہ ، کانپتی سانسوں کے ساتھ، اب بھی بیڈ پر، خود کو اس سے چھڑوانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی ۔جو اسے گھورے جا رہا تھا۔ جبکہ غصے اور دکھ سے عزت کا وجود کانپنے لگا تھا

oooooooo

عزت کی سانسیں تیز ہو رہی تھیں۔ دل جیسے پسلیوں کو توڑ کر باہر آ جائے گا۔ دروازے پر عارف کی نظر اس پر پڑی تو وہ بغیر کچھ

کہے پلٹ گیا۔ اس کی آنکھوں میں جو سوال تھے، وہ عزت کے دل میں تیر بن کر اُتر گئے۔

"اس نے کیا سوچا ہو گا میرے بارے میں؟"

اسے لگا، جیسے اس کی ساری عزت ایک پل میں زمین پر آ گری ہو۔ شاید عارف نے یہی سمجھا ہو گا کہ وہ زوراق جیسے امیر آدمی کے پیسے کی چمک میں اندھی ہو گئی ہے۔ وہ یہ کیوں سوچتا کہ عزت نے کبھی خواب میں بھی خود کو اس حال میں نہیں دیکھا تھا؟وہ کون سا اس کا سگا تھا۔وہ صرف ایک نظر تھی جو اسے گرا چکی تھی۔

اسے اپنے آپ سے گھن آنے لگی۔

زوراق کا وجود اس پر جھکا ہوا تھا، مگر عزت نے ہر کوشش کہ، کہ وہ اس سے دور ہو جائے، لیکن ناکام ہوتی جا رہی ۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی، جہاں صرف سرد پن تھا۔ نفرت تھی۔ اور اس سرد رویے نے عزت کو اور بھی بے بس کر دیا تھا۔

زوراق شاید کچھ محسوس کر رہا تھا، مگر بخار میں تپتے وجود کی حالت نے اُسے بھی کچھ لمحوں کے لیے رُکنے پر مجبور کر دیا۔ آنکھوں میں کچھ عجیب تھا جیسے اس کے یہاں ہونے کی وجہ جاننا چاہتا ہو۔ پھر اچانک، جیسے ہوش آیا ہو، زوراق نے ایک جھٹکے میں اُسے بیڈ سے نیچے دھکا دے دیا۔

آہ"!عزت کے لب کانپے، جسم زمین سے ٹکرا گیا۔ اسی پل دروازہ" کھلا، اور اندر رحمان بیگ کا داخل ہونا گویا قیامت تھا۔

"!بے غیرت !گھٹیا !پنچ"

رحمان بیگ کی آواز گرجی۔

انہوں نے نہ سوال کیا، نہ وضاحت چاہی، بس اپنی بیٹی کو زوراق کے قریب دیکھ کر اپنے سے باہر ہو گئے۔ ان کی آنکھوں میں عزت کے لیے شدید غصہ اور دکھ تھا۔

اور عزت...؟

وہ خاموشی سے زمین پر بیٹھی تھی، آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کے ساتھ، جن میں صفائی دینے کی سکت تک باقی نہ تھی۔

رحمان بیگ کے چہرے پر غصے کا ایک خوبصورت سا نقاب تھا، لیکن اس کی آنکھوں میں وہ چمک واضح تھی، جو اصل میں خوشی کی تھی—جیسے اس کے دل کی مراد پوری ہو گئی ہو۔

"!میں نے تجھے بیٹی بنا کر پالا تھا"

وہ چیخا، آواز میں درد تھا، لیکن وہ درد اداکاری سے لبریز تھا۔ جیسے کسی اسٹیج پر کھڑا فنکار تماشائیوں کو رُلا دینا چاہتا ہو۔

یہ سوچا تھا کہ خون نہیں، تو کیا ہوا، تُو بیٹی ہے !لیکن تُو نے میری "
"!ساری محنت پر پانی پھیر دیا

یہیں؟ میرے ہی صاحب کے گھر؟ یہ گندا کھیل شروع کیا تُو "
"نے؟

عزت زمین پر بیٹھی رو رہی تھی۔

ابا، میں نے کچھ نہیں کیا "...وہ ہچکیوں میں گم آواز میں بولی، " لیکن رحمان بیگ سنے بغیر ہی بولتا چلا گیا۔

میں سارا دن دھوپ میں جلتا ہوں !محنت کرتا ہوں !دو روٹی کے " لیے پسینے بہاتا ہوں ...اور تُو؟ تُو نے مجھے رسوا کر دیا !مجھے ...مجھے "!تماشہ بنا دیا

اس کی آواز اونچی ہوتی جا رہی تھی۔ چہرے پر وہی پرانی فلموں کے ولن جیسا تاثّر۔ اور ہاتھ؟ ہاں، وہ بھی فضا میں ایکٹنگ کے انداز میں اُٹھے۔

عزت کے رخسار پر ایک تھپڑ پڑا، مگر وہ تھپڑ بھی جیسے حساب سے مارا گیا ہو۔ بس اتنا کہ اثر ہو، مگر اصل چہرہ چھپ جائے۔

"بتا !کب سے چل رہا ہے یہ سب؟"

رحمان بیگ نے گھٹنے ٹیک کر زمین پر گرتی عزت کو مزید جھنجھوڑا۔

"کب سے اس امیر زادے کی رکھیل بنی ہوئی ہے تُو؟"

لیکن اس کی آنکھوں میں ایک جیت تھی، جیسے وہ وہی منظر دیکھ رہا ہو، جس کی اسے برسوں سے خواہش تھی—بیٹی بے بس، اور وہ خود مظلوم باپ بن کر سامنے!

اسی وقت، بیڈ پر پڑے زوراق کی آنکھ کھلی۔

اس نے ایک نگاہ عزت پر ڈالی، جو باپ کے غصے اور الزامات میں بھیگی بیٹھی تھی۔ اور پھر اس کی نظر رحمان بیگ پر گئی، جو آنکھوں سے ایکٹنگ کر رہا تھا جیسے وہی ولن، وہی ہیرو، وہی پورا سین خود ہی لکھ رہا ہو۔

:زوراق آہستہ سے سیدھا ہوا، اور طنزیہ لہجے میں بولا

کافی اچھی پرفارمنس تھی، رحمان بیگ ...اب بس بھی کرو۔ " میرے کمرے میں، میرے سامنے، اتنا سستا ڈرامہ نہیں چلے گا۔"باہر جا کر کرو یہ سب مجھے آرام کرنا ہے ،اکتائے ہوئے انداز میں کہتا وہ رحمان کو چپ لگا گیا۔

رحمان بیگ کی آنکھوں کا تاثر بدل گیا — جیسے کوئی نقاب اترا ہو۔

www.urdunovelscollection.com

زوراق کی نظروں نے اس کا اصل چہرہ دیکھ لیا تھا، وہ چہرہ جو برسوں سے چھپا ہوا تھا۔

"!سر ... سر پلیز ... آپ میرے بابا کو بتائیں نا ...ایسا کچھ نہیں ہے"

عزت کی آواز کانپ رہی تھی۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ چکی تھیں، اور دل کی حالت گویا دھڑکنوں کو گرا رہا تھا۔

میں یہاں صرف اور صرف آپ کی عیادت کے لیے آئی تھی، "

"!آپ بہت بیمار تھے ...میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا ... قسم سے

وہ زوراق کے قدموں میں آ بیٹھی، کپکپاتی آواز میں التجا کر رہی تھی۔

" آپ نے ہی میرا بازو پکڑ کر مجھے بیڈ پر کھینچا تھا ...میں نے کچھ نہیں کیا ...پلیز کچھ بولیں ...میرے بابا کو سچ بتا دیں..."

لیکن زوراق زادران ...وہ جو چند لمحے پہلے ہوش کی دنیا میں لوٹا تھا، اب بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے، بس اُسے دیکھ رہا تھا — ایک تھکا تھکا سا سکوت اُس کے چہرے پر بکھرا تھا۔

وہ بخار سے تپ رہا تھا، مگر اُس کی آنکھوں میں غصہ یا بے چینی نہیں تھی ...بلکہ ایک اکتا دینے والی سی بیزاری تھی — جیسے یہ منظر اُس کے لیے نیا نہیں، جیسے وہ اس قسم کے تماشے کئی بار دیکھ چکا ہو۔

"ہو گیا تمہارا ڈرامہ ؟"

اس نے آخرکار پہلی بار زبان کھولی — آواز بھاری تھی، مگر سرد، کٹیلی اور بالکل بے رحم۔

اب اگر بول چکی ہو، تو خاموشی اختیار کرو — مجھے شور سے الجھن "ہوتی ہے۔"

رحمان بیگ، جو چند لمحے پہلے 'مراثی باپ' کے انداز میں چیخ چیخ کر بیٹی کو کوس رہا تھا، یکدم ساکت ہو گیا۔

زوراق کی نگاہوں کا دبدبہ ایسا تھا کہ جیسے کمرے کی فضا ہی بدل گئی ہو۔

عزت کا دل ٹوٹ کر بکھر گیا۔

وہ جس سے امید لگائے بیٹھی تھی، وہی اُس کی فریاد پر پتھر ہو چکا تھا۔

وہ اُس کے باپ کے سامنے ایک جملہ بھی بولنے کو تیار نہ تھا۔

"سر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

عزت رو پڑی تھی۔ آنسو مسلسل بہہ رہے تھے، سانس اکھڑی ہوئی، آواز میں کپکپاہٹ۔

میری عزت داؤ پر لگی ہے ...خدا کے لیے ...بس اتنا کہہ دیں کہ " "!میرا کوئی قصور نہیں

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر اُس کی طرف بڑھی۔

www.urdunovelscollection.com

آپ نے مجھے کھانا بنانے کو کہا تھا ...میں تو دوپہر میں ہی جانے " والی تھی ...کاش میں چلی جاتی ...پلیز، سر !میرے بابا کو بس اتنا کہہ دیں کہ میں بے قصور ہوں۔ میں آپ کو کبھی دوبارہ اپنی شکل نہیں دکھاؤں گی ... کبھی یہاں نہیں آؤں گی ...بس ایک بار ... "صرف ایک بار، سچ بول دیجیے۔

وہ بول رہی تھی، ٹوٹتی جا رہی تھی، بکھرتی جا رہی تھی۔

نہ اُسے زوراق کی خاموشی سمجھ آ رہی تھی، نہ باپ کی ظاہری درندگی میں چھپی منافقت۔

اسے کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا — صرف اپنی عزت کے چیتھڑے نظر آ رہے تھے، زمین پر گرے ہوئے۔

www.urdunovelscollection.com

اور تب ہی ...رحمان بیگ کی آواز گرجی۔

"!ارے یہ کیا بولے گا؟ سب کچھ تو سامنے ہے"

وہ غرایا، جیسے ہرن پر جھپٹنے والا بھوکا بھیڑیا ہو۔

ایسے تو کوئی اس کے بستر پر نہیں آتی !اتنا سب کچھ کر کے اب "

"میرے سامنے مظلوم بننے لگی ہو؟

اور اگلے ہی لمحے ...وہ اس پر جھپٹ پڑا۔

بالوں میں مٹھیاں ڈال کر، اسے پیچھے کی جانب کھینچتا گیا۔

میں تجھے جان سے مار ڈالوں گا !میری عزت کو دو کوڑی کا کر دیا تو "

"!نے

اس کی آنکھوں میں وحشت تھی، زبان میں زہر اور ہاتھوں میں بے قابو پاگل پن۔

زوراق زادران، جو بیڈ پر پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا، یہ منظر دیکھ کر پہلے تو آنکھیں بند کر گیا، جیسے یہ سب اس کے سر کے درد کو مزید بڑھا رہا ہو۔

پھر ایک لمحے بعد... اس نے آنکھیں کھول کر نفی میں سر ہلایا — آہستہ، بے زاری سے، جیسے یہ سب دیکھ کر اُسے شرمندگی نہیں، بلکہ کوفت ہو رہی ہو۔

اس کے چہرے پر ایک ہی تاثر تھا۔

"یہ سب ختم کب ہو گا؟"

وہ رحمان بیگ کے الفاظ یا عزت کے آنسوؤں میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔

نہ وہ کسی کا باپ تھا، نہ کسی کا نجات دہندہ۔

لیکن ...پھر بھی ...نہ جانے کیوں، جس انداز میں وہ شخص عزت کو ...پیٹ رہا تھا

اُسے دیکھ کر...اُس کے اندر کچھ کچوکے لگنے لگے تھے۔

غصہ آنے لگا تھا۔

— جیسے اس تماشے کی کوئی حد ہونی چاہیے تھی

یا شاید کوئی ایسی خاموشی جو چیخ سے بھی زیادہ گونجیلی ہو۔

"!ہو گا !بے شک ہو گا"

رحمان بیگ کا گلا غصے سے بھر گیا تھا۔

"!لیکن یہ سزا اسے زندہ دفنا کر دی جائے گی"

اس کے ہاتھ عزت کے بالوں میں بری طرح جکڑے ہوئے تھے،

اور وہ اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر کی جانب لے جا رہا تھا۔

یہ بے غیرت !آج میرے ہاتھوں مرے گی !یہ لڑکی نہیں، کلنک "

"!ہے میری پیشانی پر

اس کا لہجہ پاگلوں جیسا ہو چکا تھا — آنکھیں لال، سانس پھولا ہوا،

الفاظ زہر سے بھرے ہوئے۔

اندر، زوراق زادران نے جیسے سکون کا سانس لیا تھا۔

وہ سیدھا ہو کر لیٹا، آنکھیں بند کیں، جیسے سب شور شرابہ اب اس کے ذہن سے باہر نکال دیا گیا ہو۔

لیکن...

دروازے کے باہر ایک آواز تھی ...جو جیل کی کسی دیوار پر کھدی ہوئی اذیت جیسی محسوس ہو رہی تھی۔

ooooooo

عارف خاموش کھڑا تھا۔

اس حویلی کا پرانا وفادار، ہر آداب جاننے والا — اور اب ساکت۔

وہ یہ تماشا دیکھ رہا تھا، سن رہا تھا، پر سمجھ کچھ نہیں پا رہا تھا۔یہ سب کچھ یہاں پہلی دفعہ ہو رہا تھا۔اسی لیے اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا

کون سچ ہے؟

کون جھوٹا؟

کون مظلوم؟

کون بازی گر؟

اس نے ہی عزت کو کام پر رکھا تھا — صرف اس کے ہاتھ کے ذائقے پر نہیں، بلکہ اس کی معصوم آنکھوں اور سادہ لہجے پر بھی۔

www.urdunovelscollection.com

اسے لگا تھا، یہ لڑکی عام لڑکیوں جیسی نہیں، شاید واقعی کوئی نیک، سادہ مزاج بچی ہے۔

...مگر اب

یہ سب دیکھ کر اس کے اندر کا یقین بھی ہچکولے کھا رہا تھا۔

"شاید ...شاید میں غلط تھا؟"

"یا شاید ...کوئی ڈرامہ چل رہا ہے؟"

زوراق صاحب نے دو بار عزت کے بارے میں پوچھا تھا، کھانے کی ...تعریف میں، لیکن

نہ لہجے میں نرمی تھی، نہ کسی دلچسپی کا عکس۔

...مگر پھر بھی

www.urdunovelscollection.com

کسی بھی عورت کے بارے میں صاحب کا سوال کرنا — یہ خود ایک بڑی بات تھی۔

اب شور اندر سے باہر منتقل ہو چکا تھا۔

رحمان بیگ اُسے بالوں سے گھسیٹتے ہوئے سیڑھیوں سے نیچے لے جا رہا تھا۔

عزت کے ، پاؤں میں چوٹیں، چہرے پر خراشیں، اور زبان پر صرف ایک فقرہ

ابا ...پلیز ...مت مارو"...میں نے کچھ نہیں کیا۔"

عارف کا دل پھٹنے لگا، مگر قدم وہیں منجمد ہو چکے تھے۔

کیا کرے؟

کسے روکے؟

کس کا ساتھ دے؟

...اور اندر

...زوراق زدران

بیڈ پر لیٹا، چھت کو گھور رہا تھا، جیسے اس شور و غل سے تنگ آ چکا ہو۔

نہ اس نے اٹھنے کی کوشش کی، نہ کسی کو بلایا، نہ کچھ کہا۔

بس ایک گہرا سانس لیا اور آنکھیں موند لیں — جیسے سب ختم ہو گیا ہو۔

لیکن نہیں ...کچھ ختم نہیں ہوا تھا ...اصل شروعات اب ہونی تھی۔

○○○○○○○

"!سر ...مجھے لگتا ہے وہ عزت کو مار ڈالے گا"

عارف کا دل حلق میں اٹک گیا تھا۔

رحمان بیگ پاگل ہو گیا ہے ...وہ اسے ایسے پیٹ رہا ہے جیسے کوئی "

"اپنی ناکامی کا بدلہ کسی کمزور سے لے رہا ہو۔

دروازے کے باہر وہ منظر دیکھ کر اس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے —

عزت کو بالوں سے گھسیٹتے ہوئے سیڑھیوں پر لایا جا رہا تھا۔

باپ بیٹی کا معاملہ تھا، اس لیے میں خاموش رہا، لیکن سر ...یہ کچھ "

"!اور ہے

اس کا دل ڈوبنے لگا۔

—وہ تیزی سے زوراق کے بیڈروم میں آیا

لیکن جیسے ہی زوراق کی آنکھوں میں بے نیازی دیکھی، وہ پریشان ہو

گیا۔وہ ایسے پتھر دل ا

سے امید لگا بیٹھا تھا یہ بھی اپنے آپ میں ایک شرمناک بات تھی

۔لیکن اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا تھا اس آدمی کے علاوہ

اور یہ تماشہ کوئی نہیں روک سکتا تھا۔

"پھر کیا مسئلہ ہے تم ٹکے ٹکے کے لوگوں کا؟"

زوراق کا لہجہ برف سا ٹھنڈا اور زہر سا تلخ تھا۔

www.urdunovelscollection.com

"رحمان بیگ کو تم سب پاگل سمجھتے ہو؟ اور میں کہتا ہوں ...یہ سب ڈرامہ ہے، جس میں اس کی بیٹی بھی شامل ہے۔"

عارف چونک اٹھا۔

خیر میری میڈیسن منگوا، آج میٹنگ کے دوران میں نے ایک نیو کمپنی کے ساتھ لانچ کیا تھا

"اسی لنچ میں میرے ڈیزرٹ میں پینٹس ملا دیے گئے تھے!"

زوراق کے ماتھے پر شکنیں ابھریں۔

"مجھے شدید الرجی ہوئی ...سانس رکنے لگا۔ میں نے گھر آ کر خود انجیکشن لیا ...اور ہوش کھو بیٹھا۔"

اس نے عارف کی طرف دیکھا، جیسے حساب مانگ رہا ہو۔

، وہ ہیوی ڈوز انجیکشن لیتے ہی مجھے تیز بخار ہو گیا ہے

کب آئی وہ عزت میرے کمرے میں؟ مجھے خبر تک نہیں۔ ہوش "

"آیا تو تم دروازے پر کھڑے تھے۔ ایک دن میں اتنا تماشا؟

،عارف نے بمشکل ہمت مجتمع کی

سر ... تبھی تو میں کہہ رہا ہوں، کہ وہ لڑکی سچ بول رہی ہے۔"

آپ بخار میں ہو تو آپ کو خود بھی نہیں پتہ ہوتا آپ کیا کر رہے

ہیں —

"ایک بار تو آپ نے مجھے واز مار دیا تھا، یاد ہے؟

زوراق نے سرد نگاہوں سے اسے گھورا۔

"!سر !وہ لڑکی بے قصور ہے"

عارف کا لہجہ التجا سے بھرا ہوا تھا۔

وہ بے وجہ اس پاگل آدمی کے ہاتھوں مر جائے گی۔"

!سر ...اگر کچھ نہ کیا تو یہ آپ پر کیس بن سکتا ہے

پہلے ہی آپ کی شہرت کو کافی نقصان پہنچا ہے۔

اب اگر کسی لڑکی پر تشدد کا الزام لگا، تو میڈیا چھوڑے گا

نہیں"!آپ کو تو پتہ ہے آپ کے مخلف لوگوں کو صرف بہانہ

چاہیے آپ پر الزام دھرنے کا

وہ جانتا تھا زوراق رحم کی زبان نہیں سمجھتا — وہ صرف نقصان اور

فائدے کی زبان سمجھتا ہے۔

"میں نہیں چاہتا، سر... کہ آپ کی امیج کو مزید ٹھیس پہنچے۔"

عارف نے آخری تیر چلا دیا۔اس نے ہوشیاری دکھانے کی کوشش کی تھی لیکن سامنے بیٹھا شخص اس کی ہوشیاری میں چھپے اس کے مطلب کو سمجھتا تھا یہ بات عارف خود بھی جانتا تھا۔

ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔

پھر...

زوراق نے گہری سانس لی، جیسے صدیوں کا بوجھ کندھوں پر ہو۔

اکتا کر کمبل پیچھے ہٹایا، ٹھنڈی آنکھوں سے چھت کو گھورا، پھر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

عارف کی سانس جیسے بحال ہو گئی ہو۔

www.urdunovelscollection.com

"...خدا کا شکر ہے"

وہ تقریباً بھاگتا ہوا اس کے پیچھے لپکا۔

ooooooo

"!بند کرو یہ تماشہ، رحمان"

زوراق کی آواز سیڑھیوں سے گونجی۔

مزید ڈرامہ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا !میرے سر میں شدید "

"!درد ہو رہا ہے

وہ تیز قدموں سے نیچے آتا رہا۔

تمہاری بیٹی کا کوئی قصور نہیں ہے۔"

www.urdunovelscollection.com

میں نے ہی اسے کہا تھا کہ جانے سے پہلے مجھے اطلاع دے ...

"!میری طبیعت خراب تھی

لیکن...یہ جب کمرے میں آئی تو کیا ہوا مجھے نہیں پتا۔

اسے خبر نہ تھی، کہ میری طبیعت زیادہ خراب ہے ، میڈیسن کی ڈوز بہت ہائی تھی۔

! عزت زمین پر بے سدھ پڑی تھی

اُس کی سانسیں مدھم ہو چکی تھیں، وجود پہ نیل، آنکھوں کے گرد سوجن...

اور پاس ہی، رحمان بیگ اپنی وحشیانہ سانسوں کے ساتھ ایک جنون میں ڈوبا کھڑا تھا۔

اُس کی آنکھوں میں پاگل پن ناچ رہا تھا ـــ

ایک وہشی پن جو کسی حیوان سے بھی بڑھ کر تھا۔

وہ سن ہی نہیں رہا تھا، نہ دیکھ رہا تھا کہ اس نے کیا کر دیا ہے ـــ

بس پیٹ رہا تھا، جیسے اپنی ہاری ہوئی بازی کا بدلہ کسی بے قصور جسم سے لے رہا ہو۔

رحمان کے دماغ میں تو ایک اور ہی گیم چل رہی تھی ۔

وہ پلان کر چکا تھا کہ اگلی پارٹی میں، عزت کو زوراق کے کمرے میں دھکیل کر،

تماشہ بناتا، نکاح کروا دیتا...اس کے بعد وہ اسے قبول کرے یا نہ کرے بس اس کے نام پر وہ بہت کچھ کر سکتا تھا۔ اپنی بیٹی کی اسے

کوئی پرواہ نہیں تھی وہ بے شک اسے جان سے ہی مار ڈال لے یا بے شک چند دن کا نکاح کر کے چھوڑ دیتے

لیکن آج موقع ہاتھ آ گیا تو وہ بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے سے باز نہ آیا۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا۔زوراق اس کی سوچ سے زیادہ چالاک ہے۔

زوراق اُس کا سارا ڈرامہ پڑھ چکا تھا

اب وہ نیچے آتے ہوئے صرف یہی نہیں جانتا تھا کہ سچ کیا ہے، بلکہ یہ بھی جان چکا تھا کہ وہ کس حد تک گرا ہوا شخص ہے۔

لیکن وہ یہ نہ جان پایا کہ عزت اب مار سے بے ہوش ہو چکی تھی۔

، وہی عزت جسے وہ اکثر یوں ہی مارتا تھا

، کبھی نشے میں

، کبھی جوا ہار کر

...اور آج ...اپنی زندگی کا سب سے بڑا جوا ہار کر۔اور آج کا غصہ

،بس ایک بے قصور، لاچار لڑکی پر برس رہا تھا

جسے بچانے کوئی نہیں آیا...اور اپنی بات ختم کرتے ہوئے پلٹا تھا

جب رحمان بیگ نے غصے سے عزت کے پیروں پر وار کیے۔

"!میں نے کوئی صفائی نہیں مانگی"

رحمان بیگ کی آواز گونجی، جیسے زہر اگل رہا ہو۔

صاحب، یہ میرا اور میری بیٹی کا معاملہ ہے !آپ بیچ میں مت "

...پڑیں

،اس لڑکی نے میری عزت کو دو کوڑی کا کر دیا ہے

"!اب اسے جان سے مار کر ہی مجھے سکون آئے گا

زوراق نے ایک نظر اس پر ڈالی، کندھے اچکائے، جیسے سب سن کر

بھی کوئی فرق نہ پڑا ہو —

...وہ پلٹ کر اوپر جانے لگا

لیکن —زمین پر پڑے وجود میں کوئی جنبش نہ پا کر اچانک اُس کے

قدم رُک گئے۔

اُس نے بے نیازی سے پلٹ کر دیکھا۔

...عزت کا دوپٹہ سیڑھیوں پر بکھرا ہوا تھا

...قمیض تھوڑی سی کمر سے سرک چکی تھی

ایک پل کو، صرف ایک پل کو —اس بے پردہ وجود نے زوراق

،کے اندر وہ آگ لگا دی

جو شاید برسوں سے کہیں دبی بیٹھی تھی۔

وہ لڑکی جو اپنے سر کا بال تک کسی پر ظاہر نہ ہونے دیتی تھی۔

آج اس کا باپ خود اس کو بے پردہ رہا تھا، وہ اپنے جنون میں یہ

تک بھول گیا تھا کہ وہ بے پردہ ہو رہی ہے ۔

...اور زوراق کا دل

کسی نا محسوس بوجھ سے بھاری ہو گیا۔

ایک لمحہ ...اور اُس

کی آواز گرجی۔

"!اگر مارنا ہے تو جان سے ایک ہی دفعہ مار دو"

— وہ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے چیخا

عارف جاو، اندر سے چھری لے آو!یا اوپر جا کر میرا ریوالور نکالو"

!ایک ہی گولی مار کر مار دو اسے

"!یہ بے غیرتی مت پھیلاو یہاں

اس کی آواز میں وہ طنز، وہ زہر بھری غیرت تھی ۔

جو کبھی کبھار ہی کسی مرد کے لہجے میں بیدار ہوتی ہے۔

www.urdunovelscollection.com

زوراق نے سیڑھیوں پر گرا دوپٹہ اٹھایا۔اور عزت کے نیم مردہ وجود پر ڈال دیا۔لیکن نرمی سے نہیں، غصے سے

لیکن اُس غصے میں پہلی بار بے حسی نہیں ...تحفظ چھپا تھا۔

قمیض کی بے ترتیبی ڈھک گئی۔لیکن عزت کے جسم میں اب بھی کوئی ہلچل نہ ہوئی۔

،وہ اب بھی بے سدھ پڑی تھی

اور دنیا کی بے حسی اپنے عروج پر تھی۔

،سوائے اس ایک مرد کے

..جسے یہ سب کچھ ناگوار لگنے لگا تھا

اردو نولز کلیکشن

Website

https://urdunovelscollection.com/

Whatsapp Channel

https://www.whatsapp.com/channel/0029VaEcPFVChq6Ho15o1E0Q

Youtube Channel

https://www.youtube.com/@urdunovelscollection1

Facebook Page

https://www.facebook.com/profile.php?id=61565379262101

Tiktok

https://www.tiktok.com/@urdu.novels1

اس جیسے اور اچھے نوولز پڑھنے کے لئے سامنے
دیے گئے لنکس پے کلک کر کے ہماری ویب سائٹ
یا واٹس اپپ چینل جوائن کرلیں

نوولز کے شارٹس ویڈیو سٹیٹس آپ ہمارے

Youtube , Facebook , Tiktok

پروفائلز سے حاصل کر سکتے ہیں